جلد ۸ جزو اول

منتخب لا رپورٹ

مولفہ سرکار ہمامہ و پیفظہ

سنہ ۱۸۷۶ع

بکلم

اسمین اون مقدمات کا ترجمہ ہے کہ جو ہائی کورٹ کلکتہ و بمبئی و ممالک
شمالی مغربی مین فیصل ہوئے اور حسب موجب قانون ۱۸ سنہ ۱۸۷۵ع کے
منتخب ہوکر انگریزی مین چھاپی گئی
یہہ ترجمہ اور اسکا مقابلہ اصل سے بکمال احتیاط کیا گیا ہے

باہتمام مولوی خواجہ یوسف علی و منشی محمد امیر الدین مدرسان آگرہ کالج

مطبع آگرہ اخبار مین طبع ہوا

مطبوعہ سنہ ۱۸۷۷ع

قیمت فی جلد ۳ - پیشگی سالانہ - ۵

کر دیا جاوے بادشاہ وقت کو حاصل ہے اسیواسطے ہم بعجز تمام جناب ملکہ معظمہ سے التجا کرتے ہین کہ ڈگری اپیل شدہ کو قائم رکھین اور یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرینا -

اپیل خارج

ایجنٹ اپیلانٹ مسٹر ولسن صاحب -

ایجنٹ رسپانڈنٹ مسٹر سی برو صاحب بارڈن صاحب -

———۱۵ * ۵۱———

ہائی کورٹ کلکتہ

صیغہ ابتدائی دیوانی

اجلاس مسٹر جسٹس پانٹیفکس

منفصلہ ۲۷ جولائی ۱۸۷۶ء

ہیم چندر بنام پران کرسٹو چندر

خلاصہ

حکم نیلام تحویلدار ـ قرقی جائداد منقولات مقبوضہ تحویلدار ـ اجرائے ڈگری ـ موجب ڈگری ہائی کورٹ مورخہ نومبر ۱۸۷۱ء مصدرہ بحق د م ـ مقدمہ رہن جو مدعی نے بنام ب س و پ س ـ دائر کیا تھا حکم صادر ہوا کہ دعوی بنام پ س خارج ہووے اور بتعداد زر رہن ب س د م ـ کو دیوے جائداد مرہونہ جزو جسکا کلکتہ مین اور باقی مفصلات مین تہا نیلام کیجاوے اگر کچھ کمی رہے تو اوسکا ذمہ دار ب س ہے اسی حکم کی بنا پر جائداد واقع کلکتہ نیلام ہوئی اور زر ثمن اسقدر نہ وصول ہوا کہ ادائے زر ڈگری مکتفی ہوتا اگست ۱۸۷۳ء د م نے حکم انتقال ڈگری بعدالت مفصل بمراد اجرائے ڈگری حاصل کیا ـ بعد انتقال ڈگری دسمبر ۱۸۷۳ء ب س مرگیا اور اوسکی زوجہ اور ایک پسر متبنی باقی رہے جنکے نام دعوی کیا گیا پہر ڈگری بلا تعمیل واجرائے ہائی کورٹ مین واپس آئی ـ

فروری ۱۸۷۵ء مین پ س دعوی بنام ب س دائر کیا تہا کہ جائداد ر س متوفی کی تقسیم کیجاوے ہائی کورٹ نے ڈگری صادر فرمائی اور حکم امتناعی نافذ کیا کہ ب س جائداد متنازعہ فیہ اور اوسکی آمد وغیرہ مین دست اندازی نکرنے پاوے اور ایک تحویلدار عدالت مقرر ہوا جو قابض جائداد ہوگا اور کوئی فریق مزاحم قبضہ تحویلدار نہوگا ـ ب س کا استحقاق نسبت نصف حصہ جائداد کے قرار پایا تہا ـ

قرار پایا کہ حسب درخواست د م بعدالت ہائی کورٹ تحویلدار جائداد مقبوضہ بیوہ اور متبنی ب س

متوفی کو نیلام کرے تاکہ باقی زر ڈگری ادا کیجاوے -

جایداد مقبوضہ تحویلدار ہائیکورٹ مفصلات مین قرق نہین ہوسکتی -

مقدمہ ہذا مین مسمی دینا ناتہہ متر نے درخواست گذرانی کہ رجسٹرار یا تحویلدار کو حکم ہو کہ حقیت
راے منی داسی اور ہیم چندر نیلام کرین ایک جز و اس جایداد کا کلکتہ مین تہا اور باقی مفصلات
مین جو ادا ے باقی زر ڈگری کے واسطے کافی ہے اور یہہ ڈگری دینا ناتہہ متر نے ۲۹- نومبر
۱۸۷۱ع کو حاصل کی تہی اور مقدمہ مین بسوناتہہ چندر متوفی مدعا علیہ اور نیز پرانکرسٹو چندر
یہہ مقدمہ رہن کا تہا اور شرائط ڈگری مین یہہ امر درج تہا کہ دعوی بنام پرانکرسٹو چندر
خارج ہووے اور زر رہن بسوناتہہ چندر دیوے اور درخواست عدم ادا ے جایداد مرہونہ
نیلام ہووے اور اگر نیلام سے کل قرضہ ادا نہووے تو کمی مدعا علیہ بسوناتہہ چندر
سے وصول کیجاوے گی -

مدعی کے قرضہ کی تعداد ذمہ مدعا علیہ - ثابت ہوئی اور درخواست عدم ادا ے جایداد واقع
شہر کلکتہ معرفت رجسٹرار نیلام ہوئی اور اسصورت سے بعضے وصول ہوئے جو رقم بعد
منہائی زر کمیشن مدعی کو دی گئی (یعنی دینا ناتہہ متر کو) اگست ۱۸۷۳ع مین دینا ناتہہ نے
ہائیکورٹ مین درخواست گذرانی کہ انتقال ڈگری بمراد اجراے بعدالت چوبیس پرگنہ ہووے
تاکہ باقی روپیہ ڈگری وصول ہو بعد حکم انتقال بسوناتہہ دسمبر ۱۸۷۴ع مین مرگیا اور اوسکا
متبنی بیٹا ہیم چندر اور بیوہ مساۃ راے منی داسی باقی رہگئے جنکے نام دعوی پہر تازہ
ہوا - بہرکیف ڈگری بغیر اجراے ہائیکورٹ مین واپس آئی -

بموجب ڈگری جو بمقدمہ پرانکرسٹو چندر بنام بسوناتہہ چندر و دیگر کسان بمراد تقسیم ترکہ
رام تونو چندر متوفی ۱۳- فروری ۱۸۷۱ع کو صادر ہوئی تہی حکم امتناعی نافذ ہوا تہا
کہ بسوناتہہ متر جایداد متنازعہ اور اوسکی آمدنی مین دست اندازی نکرے اور تحویلدار عدالت
تحویلدار جایداد مذکور مقرر ہوا تہا اور یہہ تمام فریق مقدمہ کو حکم ہوا کہ قبضہ تحویلدار مذکور کو

بلا مزاحمت دیدین اور لسبونا تھہ چندر کا حصہ جائداد مذکور مین نصف قرار پایا تھا چونکہ
دینانا تھہ کو باقی قرضہ وصول نہین ہوا وہ درخواست کرتا ہے کہ جائداد مقبوضہ تحویلدار
مین سے حصہ ہیم چندر اور رلے مینی واسی کا اسقدر نیلام ہووے جو ادائے زر باقی
کیواسطے کافی ہو۔

مسٹر کینڈی نے بحث کی کہ ضابطہ مندرجہ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع مناسب ہے اور صرف
اوسی ضابطہ پر مقدمہ ہذا کا عملدرآمد ہونا چاہیئے بموجب ایکٹ نمبر ۸ قرقی جائداد ہونی
چاہیئے اور تحویلدار کا قابض جائداد ہونا مانع قرقی نہین ہوسکتا درخواست ڈگریدار کی بنا پر
قرقی نہین ہے اور کوئی صورت ایکٹ نمبر ۸ مین اس بارہ مین بیان نہین کی گئی پس
منظوری درخواست نہین دیجا سکتی۔

مسٹر میکری از طرف ڈگریدار۔ درخواست با ضابطہ ہے اور عدالت اسکو منظور
کرنے کی مجاز ہے مقدمہ ہذا مین ڈگریدار قرقی جائداد نہین کراسکتا تہا کیونکہ تحویلدار عدالت
قابض جائداد تہا بہت سے مقدمات منفصلہ سے ظاہر ہے کہ جب ایسی صورت ہو تو عدالت
منفصل حکم قرقی نہین دیسکتی کیونکہ اسصورت مین توہین عدالت ہذا ہوگی۔

فیصلہ

پانٹیفکس صاحب جسٹس۔ مقدمہ ہذا مین قبل ۱۸۷۱ع دعوی تقسیم ترکہ مسمی رام تنو
چندر متوفی دائر تہا اوس مقدمہ مین لسبونا تھہ چندر مدعا علیہ تہا بموجب ڈگری مقدمہ مسطور
مورخہ ۱۳ فروری ۱۸۷۱ع تحویلدار عدالت تحویلدار جائداد متنازعہ مقرر ہوا اور معمولی
حکم نفاذ پایا کہ تمام فریق مقدمہ دست اندازی سے باز رہین اور تحویلدار کو بلا مزاحمت
قبضہ دیدین اسکے بعد لسبونا تھہ مر گیا اور اسکے قائم مقامان فریق مقدمہ گردانے گئے۔
نظر برین حالات کہ اب تک تحویلدار قابض ہے دینانا تھہ ڈگریدار بمقدمہ رہن بنام لسبونا تھہ چندر
درخواست کرتا ہے کہ ڈگری حصہ لسبونا تھہ چندر بموجب مقدمہ تقسیم ترکہ سے وصول کرائی جاوے

اور اجرا ڈگری بغیر امداد عدالت نہین ہو سکتا کیونکہ جائداد پر تحویلدار قابض ہے اسواسطے اوسکا درخواست کرنا عین ضروری ہے اور جبتک عدالت منظور نکرے ڈگری جاری نہین ہو سکتی ڈگریدار بموجب ایکٹ نمبر ۸ قرقی جائداد بذریعہ عدالت مفصل نہین کر سکتا کیونکہ تحویلدار عدالت ہذا قابض ہے۔

اسواسطے مین حکم دیتا ہون کہ حصہ لسبو ناتھ چندر مقبوضہ تحویلدار عدالت قرق متصور ہو کر فروخت کیا جاوے اور بیعنامہ کی نوشت مین قائم مقامان لسبو ناتھ چندر شریک ہووین زر فروخت عدالت مین بانتظار احکام عدالت ہذا جمع رہے۔

درخواست منظور

اٹرنی سائل - بابو شامل دہون۔

اٹرنی ہیم چندر ورائے منی داسی مسٹر رمفری۔

صیغہ اپیل دیوانی

منفصلہ ۲۲ - فروری ۱۸۷۶ء

اجلاس مسٹر جسٹس کیمپ و مسٹر جسٹس پانٹیفکس صاحبان جج

لالہ رامیشر دیال سنگہ مدعی بنام لالہ البتن دیال اور ایک کس دیگر (مدعاعلیہم)

اپیل عام نمبری ۸۰۵ ۱۸۷۴ء بناراضی ڈگری جج ماتحت ضلع شاہ آباد مصدرہ ۲۶ - جون ۱۸۷۴ء

خلاصہ

مقدمہ ہرجانہ مشترک غیر منقسم مالکان - نیلام بحکم افسران مال - ایکٹ ۱۱ ۱۸۵۹ء مشترک اور غیر منقسم علاقجات زمینداری کے مابین مقدمات ہرجانہ دائر نہین ہو سکتے جب ایک یا زیادہ مالک سرکاری محاصل ادا کرنے مین تساہل کرین اور اس غفلت کے باعث کل علاقہ نیلام ہو جاوے۔

یہہ مقدمہ بمراد وصول ہرجانہ تعدادی مبلغ ۱۳۱۱ دائر ہوا۔ مدعی نے لکھوایا کہ مین مالک

چار آنہ حصہ پٹی داری مقرری چند مواضعات متعلق محال حاکم پور پرگنہ چوسا ضلع شاہ آباد کا تہا اور نیز یہہ بہی بیان کیا کہ اصلی علاقہ حاکم پور بسبب غفلت میرے حصہ داروں کے اور نہ ادا ہونے حصہ محاصل سرکاری کے نیلام ہوگیا اور کل ۱۶ آنہ موضع مذکور کے دوام کے واسطے بصورت پٹی داری مقرری راجہ بکسیر نے لالہ میوہ لال مشترک مورث فریقین مقدمہ ہذا کو بہ جمع سالانہ تعدادی مبلغ چار سو ایک دیدیا اور بعد وفات مورث مذکور فریقین مقدمہ ہذا در اثنا و پٹی داری مقرری پر قابض ہوگئے اور حصہ داروں کا دستور رہا کہ اپنا اپنا حصہ بابت محاصل سرکاری بموجب شرح ہمراہ اعلی مالگذار کلکٹر کو دیتے رہے اور بموجب اس انتظام کے مدعی ۴ کا حصہ دیتا تہا اور مدعا علیہ نمبر ۱ نے بہی ۴ کا حصہ اور مدعا علیہ نمبر ۲ نے ۴ کا حصہ ۲۸ مارچ ۱۸۷۲ء یوم ادائے محاصل سرکاری تہا مدعی نے اپنا حصہ اوس روز ادا کر دیا مگر مدعا علیہم اپنے اپنے حصص کے ادا کرنے مین قاصر رہے اسواسطے محال حاکم پور بعلت عدم ادائے محاصل سرکاری بچاس ہزار روپیہ کو نیلام ہوگیا اور کل رقم فاضل بعد منہائی محاصل سرکاری تا ۲۸ مارچ ۱۸۷۲ء اعلی مالک یعنی زمیندار کے قبضہ مین آئی مدعی نے اپنی ۴ کے حصہ کے ہرجانہ کی قیمت مقرر کرکے ہرجانہ کی نالش کی جج ماتحت نے مقدمہ خارج کیا اور مدعی نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا۔

مسٹر ڈوائیل اور بابو تارک ناتہہ وتہہ منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر منٹیزا اور بابو واش بہاری گہوس و تارک ناتہہ بالٹ اور کاشی کشن سین منجانب رسپانڈنٹان۔

اپیل مین ابتدا رسپانڈنٹان کی طرف سے یہہ عذر پیش کیا گیا کہ مشترک مالکان جائداد غیر منقسم کے مابین دعوی ہرجانہ نہین ہو سکتا کہ جب ایک یا زیادہ مشترک مالکان سرکاری محاصل دینے مین تساہل کرین اور مقدمات اڈوائیٹ آلی بنام راجا پانڈے[1] اور گنگا پرشاد سباہی

---

(۱) دیکہو ریورٹ جلد ۷ نمبر ۲۔

بنام مادہو پرشاد ساہی (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

مسٹر ٹوائڈیل منجانب اپیلانٹ نے بحث کی کہ الفاظ ضمن دفعہ ۲۳۔ ایکٹ ۱۱ ۱۸۵۹ء کافی وسیع المعنی ہین کہ جس سے دائر کرنا مقدمہ ہذا کا جائز ہو سکتا ہے۔

فیصلہ عدالت

مسٹر جسٹس کیمپ۔ مقدمہ اڈوائسٹ رائے بنام راہدا پانڈی مین نارمن اور سٹن کار جسٹس صاحبان کی یہہ رائے قرار پائی تہی کہ مقدمہ مشترک مالکان فائدہ غیر منقسم مین بابت ہرجانہ کے دائر نہین ہو سکتا جب اون کی غفلت سے محاصل سرکاری ادا نہواور کل جائداد کو نقصان پہونچے اسکے بعد ۱۸۶۵ء مین صدر کورٹ نے اسی قسم کا فیصلہ مقدمہ گنگا پرشاد ساہی بنام مادہو پرشاد ساہی مین نافذ کیا قاعدہ مجوزہ ہر دو فیصلجات مذکور ہماری دانست مین عین مناسب ہے اور نیز موجب دفعہ ۴۰۔ ایکٹ نمبر ۱۱ ۱۸۵۹ء مدعی اپنے حصہ کی حفاظت بذریعہ رجسٹری کرانے مقرری کے کر سکتا تہا اور نیز اوسی قانون کی روسے وہ مجاز تہا کہ اپنے حصہ داران پٹی داری مقرری کے عوض محاصل سرکار ادا کرتا اور کل علاقہ کو نیلام سے محفوظ رکہتا کیفیت عملہ کلکٹری طلب کردہ کلکٹر سے ظاہر ہے کہ جب بنین دیال سنگہ مدعاعلیہ نمبر اسنے درخوست کی کہ اوسکو اجازت ہوجاوے کہ محاصل کی جو ۲۸۔ مارچ ۱۸۶۲ء کو واجب الادا تہا ادا کرے اور اوسوقت باقی کی تعداد صرف ایکسو روپیہ تہی مدعی کو اس رقم کے ادا کرنے مین کچہہ دقت نہ تہی جس سے کل علاقہ نیلام سے محفوظ ہوجاتا اسواسطے بہ پابندی قاعدہ مجوزہ فیصلجات مذکورہ بالا ہم مدعی کا دعوی خارج کرتے ہین۔

کوئی اور سوال قابل غور نہین کہ آیا مدعاعلیہم اپنا حصہ پلنیکے مستحق ہین یا نہین اس بارہ مین ہر ایک فریق نے علیحدہ علیحدہ اپیل عدالت ہذا مین داخل کیا ہے ہماری دانست مین

(۱) صدر دیوانی عدالت جلد ۳ نمبر ۱۲۴۔

مقدمہ ہذا مین مدعیان کو حصّہ دلانا چاہیئے اور ہم اپیل مدعی معہ خرچہ خارج کرتے ہین اور عدالت ماتحت کی ڈگری مین یہہ ترمیم کرتے ہین کہ ہر ایک مدعاعلیہ کو مقدمہ ہذا مین خرچہ ملے —

اپیل خارج

——— ۱۵ نمبر ۱۵ ———

باجلاس سر رچرڈ گارتھ نائٹ چیف جسٹس و مسٹر جسٹس متر

ہنیسہ داس و یک کس دیگر (مدعیان) بنام کلکٹر و میونسپل کمشنران چھپرا مدعاعلیہم

منفصلہ ۲۸ جون ۱۸۷۶ء

اپیل خاص نمبری ۳۶ بابت ۱۸۷۵ء بناراضی ڈگری جج ضلع سارن مصدرہ ۶ جنوری ۱۸۷۵ء جسکی روسے ڈگری منصف چھپرا مورخہ ۵ جنوری ۱۸۷۴ء منسوخ ہوئی

خلاصہ

بنگال ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۶۴ء دفعہ ۴۳ میونسپل کمشنر — اپیل بناراضی لگان — اختیارات عدالت دیوانی — بموجب دفعہ ۴۳ بنگال ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۶۴ء مقدمہ دائر ہوا کہ لگان متشخصہ میونسپل کمشنران اسقدر کم کیا جاوے کہ کمشنرون نے اپیل کا فیصلہ نامناسب طور پر صادر کیا اور اپنے اختیارات سے بڑھ کر کام کیا اور خلاف ورزی قانون کی — عدالت کی یہہ راے قرار پائی کہ ایسے مقدمات کے سماعت کا اختیار عدالت دیوانی کو حاصل نہین اور فیصلہ کمشنران ناطق ہے —

یہہ مقدمہ اس مراد سے دائر کیا گیا کہ ٹکس چوکیداری مین تخفیف کیجاوے جو زیر بنگال ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۶۴ء چند مقدمات مملوکہ مدعیان واقعہ محلہ دولت گنج نمبری ۲۷ پرگنہ منگی پر لگایا گیا ہے اور ۱۸۷۱ء مین اس ٹیکس کی تعداد مالیہ روپیہ سالانہ تھی ۱۸۷۳ء تک یہی تعداد قائم رہی مگر اس سال مبلغ عہ روپیہ تجویز ہوئے اس اثنا مین مکانات کی قیمت مین زیادتی نہین ہوئی اور نہ کوئی اور کسی قسم کی تبدیل ہوئی ہے مدعیان نے میونسپل کمشنرون کے اجلاس مین اپیل داخل کیا اونہون نے ۷ جولائی ۱۸۷۳ء کو اپیل نامنظور کیا اسپر مدعیان نے

مقدمہ ہذا امراد تخفیف ٹیکس دائر کیا اور درخواست کی کہ بعد تحقیقات حکم کمشنرون کا منسوخ کیا جاوے اور ڈگری بحق مدعیان صادر ہو۔

مدعا علیہم عذر کرتے ہین کہ عدالت ہاے دیوانی مجاز نہین ہین کہ فیصلہ میونسپل کمشنران کو منسوخ کرین کیونکہ احکام مصدرہ کمشنران بموجب بنگال ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۶۳ء درباب لگان ٹیکس قطعی ہین اور میونسپل کمشنران قانوناً مختار ہین کہ ٹیکس مکانات مین بعد غور ایزاد کرین یا تخفیف کرین۔

منصف نے فیصلہ دیا کہ دفعات ۲۵ و ۲۶ بنگال ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۶۳ء یہہ قاعدہ تجویز کرتے ہین کہ سالانہ کرایہ مکانات پر بحساب یہہ فیصدی ٹیکس لگایا جاوے اور چونکہ کمشنرون نے اسکے خلاف ورزی کی اسواسطے بموجب فیصلہ مقدمہ ہرناتھ چندر راے بنام کمشنران سیرام پور[1] یہہ قرار پایا کہ عدالت مجاز ہے کہ دست اندازی کرے اور مبلغ ۸ روپیہ تخفیف کا حکم صادر کیا جو قیمت ۱۸۷۳ء ایزاد ہوئی تہی۔ کیونکہ کوئی تبدیل مکانات وغیرہ مین نہین ہوئی اور نہ کوئی وجہ ایزادی ٹیکس بیان کی گئی ہے۔ جج نے اپیل مین یہہ راے ظاہر کی کہ زیر دفعہ ۳۳۔ ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۶۳ء عدالت مجاز نہین کہ سماعت مقدمات ازین قبیل کرے اسواسطے ڈگری مصدرہ منصف منسوخ ہوئی۔

اس فیصلہ کا اپیل ہائیکورٹ مین دائر ہوا۔

مسٹر گریگوری منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر انگرام کونسلر سرکاری وکیل و نوذہ پرشاد منجانب رسپانڈنٹان۔

فیصلہ عدالت

گارتہہ چیف جسٹس کوئی وجہ اس اپیل کے دائر کرنے کی نہتی اور میری دانست مین اس بارہ مین کوئی شک نہ تہا۔ زیر دفعہ ۲۶۔ بنگال ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۶۳ء میونسپل کمشنران

(۱) دیکہو ریپورٹ جلد ۱۹ نمبر ۳۰۹۔

مجاز ہین کہ مکانات اور اراضیات پر ٹیکس لگاوین اور بموجب دفعہ ۷۲ تعداد ٹیکس مناسب بلحاظ سالانہ آمد مکان کی ہونی چاہیئے -

جب آمد مکانات کی تشخیص ہو جاتی ہے تو فہرست طیار ہو جاتی ہے کہ ہر ایک مکان کی آمد کا تخمینہ کیا ہے اور جب ٹیکس مین اول مرتبہ کمی یا زیادتی ہوتی ہے، تو قابض مکان کو اطلاع دیجاتی ہے اور بموجب دفعہ ۳۳ - اپیل باجلاس ۳ میونسپل کمشنران پیش ہوتا ہے جب جب اپیل بناراضی لگان ٹیکس نہ گذرے تو ٹیکس قطعی متصور ہوتا ہے، اور برطبق درخواست گذرنے اپیل کے حکم کمشنران ناطق ہوتا ہے اور صاف مندرج ہے کہ کوئی صورت نالشی کے واسطے ایکٹ مین نہین اور بصراحت مندرج ہے کہ کوئی شخص مجاز نہین ہے، کہ خلاف ضابطہ مندرجہ قانون مذکور عمل کرے -

مقدمہ ہذا مین مدعی اوس بحث کو تازہ کرتا ہے جو اپیل مین باجلاس میونسپل کمشنران طے ہو چکی اور مدعی بیان کرتا ہے کہ میونسپل کمشنروں نے خلاف ورزی ایکٹ مجریہ کے اور اپنے اختیارات کے باہر عمل درآمد کیا بالفرض، اگر ایسا ہی ہوا تاہم عدالت دیوانی مجاز دست اندازی نہین ہے اور اور معاملات مین کمشنروں پر نالش دیوانی مین ہو سکتی ہے مگر نہ ایسے معاملہ مین اونکا فیصلہ مقدمہ ہذا ناطق ہے اپیل معہ خرچہ خارج ہووے

اپیل خارج

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس مارکبائی

منفصلہ یکم جون ۱۸۷۶ء

ملر بنام ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال

خلاصہ

دفعات ۴۴ و ۴۵ ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ء زوجہ اور شوہر - فریقین جنکا اصل مسکن (ڈومیسائل) انگلستان ہو اور نکاح ہندوستان مین انعقاد پاوے - وراثت جائداد منقولہ -

ہ م رعیت برطانیہ کا اصلی مسکن انگلینڈ تہا اور اوس نے نکاح بمقام کلکتہ اپریل سنہ ۱۸۶۶ء مین ایک بیوہ مسماۃ س سے کیا جسکا اصلی مسکن بوقت نکاح انگلینڈ تہا - س - بعد نکاح ہمراہ - ہ م مستحق جائداد منقولہ اپنے دو بیٹون کے ہوئی جو اوسکے پہلے خاوند سے تھے اور اب لاولد مر گئے تھے اس جائداد کو نہ س نے اپنی زندگی مین حاصل کیا اور نہ قابض ہوئی - س ۱۸۷۲ء مین مر گئی اور سوا اوسکے خاوند کے اور باقی نہ رہا - مارچ ۱۸۷۲ء مین ہ م نے درخواست عدالت دیوالیہ مین گذرانی اور کل جائداد اوسکے تحویلدار عدالت کے قبضہ مین آئی - اپریل ۱۸۷۵ء مین برضامندی ہ م لیٹرس آف ایڈمنسٹریشن درباب جائداد س - ایڈمنسٹریٹر بنگال کو عطا ہوئے اوس نے اوس جائداد کو حاصل کیا جسکی مستحق س بابت حصون اپنے لاولد لڑکون کے تہی - مقدمہ خاص زیر فصل نمبر ۷ - ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۵۹ء عدالت نے یہہ رائے ظاہر کی کہ چونکہ فریق کا اصلی مسکن انگلینڈ ہے اسواسطے قانون مجریہ انگلستان پر عملدرآمد ہو اور اسی بناء پر تحویلدار عدالت جو تحویلدار جائداد ہ م ہے تحویلدار اون حصون کا ٹہرایا جاوے جو ایڈمنسٹریٹر بنگال کے قبضہ مین ہین -

دفعہ نمبر ۴ قانون وراثت ہند متعلق ایسے اشخاص کے نہین ہے جنکا اصلی مسکن انگلینڈ ہو -

یہہ خاص مقدمہ برائے استصواب رائے عدالت ہذا زیر فصل نمبر ۷ - ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۵۹ء مین موصول ہوا اس بارہ مین سرکاری تحویلدار اور تحویلدار جائداد مسمی ہوورڈ مارک متعلق الیہ تھے اور ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال کی بہی یہی رائے تہی جو نمبر ۱ مدعا علیہ تہا اور ہوورڈ مارک دیوالیہ مدعی تہا - واقعات مقدمہ حسب ذیل ہین -

۲۰ - اپریل سنہ ۱۸۶۶ء کو مذکورہ بالا ہوورڈ مارک نے جو رعیت برطانیہ ہے اور جسکا اصلی مسکن انگلینڈ ہے کیرولین اگسٹا سے شادی کی جو بیوہ مسمی ڈبلیو بی باروی متوفی کی تہی نکاح مذکور شہر کلکتہ مین منعقد ہوا - کیرولین اگسٹا کا مسکن قبل نکاح مذکورہ بالا انگلینڈ تہا

اور نہ ہندوستان اور یہہ صورت اوسکے مرگ تک قائم رہی - کیرولین اگسٹا مارک ۲ ستمبر ۱۸۷۱ء کو بنگال مین مرگیی اور کوئی وصیت نامہ نہین چہوڑا اوسکا کوئی وارث نسبی باقی نرہا صرف شوہر مسمی ہوورڈ مارک باقی رہا - اس شخص مسمی ہوورڈ مارک نے دوم مارچ ۱۸۷۲ء کو درخواست دیوالیہ کلکتہ مین گذرانی اور اسکی کل جائداد سرکاری تحویلدار کے قبضہ مین آئی - ہوورڈ مارک ۲۸ فروری ۱۸۷۵ء کو مرگیا - کیرولین اگسٹا مارک قبل نکاح ثانی اور وفات خود اپنے ہر دو بیٹون مسمیان ڈبلیو - بی ہاروی اور ڈی ہاروی کے مرنے پر اونکی جائداد کے وارث ہوئے اس بیوہ نے اپنے حین حیات اپنے لڑکون کی جائداد کو نہ تو اپنے قبضہ مین کیا اور نہ کچہہ وصول کیا اور نہ ہوورڈ مارک نے ایسا کیا بلکہ ایڈمنسٹریٹر بنگال نے بموجب لیٹرس آف ایڈمنسٹریشن مذکورہ بالا اوس جائداد کو اپنے قبضہ مین کیا ۱۱ ستمبر ۱۸۷۵ء کو لیٹرس آف ایڈمنسٹریشن درباب انتظام جائداد کیرولین اگسٹا مارک برضامندی ہوورڈ مارک ہائیکورٹ سے ایڈمنسٹریٹر بنگال کو عطا ہوئے اور یہہ اب قبضہ ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال مین بحیثیت مدعاعلیہ ہین اور وہی ایڈمنسٹریٹر جنرل اور ایڈمنسٹریٹر جائداد کیرولین اگسٹا مارک ہے اور جائداد کی تعداد بابت حصون مذکورہ بالا کے مبلغ سہہ لاکہہ نوہزار دس روپیہ ہے -

سوال مدنظر عدالت یہہ ہے کہ آیا بنظر بہ حالات مقدمہ اے - بی - ملر بطور تحویلدار جائداد ہوورڈ مارک مستحق تہا کہ اوسکو کل جائداد و برلئے انتظام سپرد کیجاوے جواب ایڈمنسٹریٹر بنگال بحیثیت ایڈمنسٹریٹر جائداد کیرولین اگسٹا مارک کے قبضہ مین ہین -

مسٹر کینیڈی اور مسٹر رنگرام منجانب سرکار تحویلدار -

مسٹر روس منجانب ایڈمنسٹریٹر جنرل -

مسٹر کینیڈی نے بحث کی کہ سرکاری تحویلدار مستحق کل جائداد کا تہا - ایڈمنسٹریٹر جنرل خود تسلیم کرتا ہے کہ سرکاری تحویلدار نصف جائداد کا استحقاق رکہتا ہے - زوجہ کا اصلی سکن انگلینڈ

اور نہ ہندوستان اور ہمواسطے اوسکی جائداد منقولہ موجب دفعہ نمبر ۵ - ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ع اوسکے وارث یعنی خاوند کو ملنی چاہیئے اور اسی بنا پر اوسکا شوہر کل مالک ہے جب اصلی مسکن تسلیم ہوچکا ہے تو دفعہ نمبر ۱۹ عائد نہین ہوسکتی - یہہ بیان کیا گیا ہے کہ بموجب دفعہ نمبر ۴ - ایڈمنسٹریٹر جنرل مستحق ہے کہ جائداد منقولہ مسٹر مارک (یعنی زوجہ مارک) کا انتظام کرے - مگر ایسے مقدمہ مین دفعہ نمبر ۴ کا اطلاق نہین ہوسکتا - حقوق جو نکاح سے پیدا ہوتے ہین اونکا انتظام بموجب قانون مجریہ ملک سوائی خاص خاص مقدمات کے ہوتا ہے مگر حقوق اشخاص درباب جائداد منقولہ بموجب قانون اونکے اصلی مسکن سے طے ہوتے ہین مثلاً جن اشخاص کی شادی فرانس مین ہووے مگر مسکن اونکا انگلینڈ مین ہو تو وہ پابند قوانین فرانس نہین ہین واضعان قوانین ہندوستان نے ایک تشابیان کیا ہے مگر وہ مقدمہ ہذا سے متعلق نہین ہے منشا مجوزان قانون دفعہ نمبر ۴ سے ظاہر ہے اور یہی دفعہ نمبر ۴ کی تشریح بیان کرتی ہے - اگر ایک شخص جسکا اصلی مسکن انگلینڈ بطور مستقل ہو وہ کسی عورت سے ہندوستان مین نکاح کرے تو یہہ دفعہ عائد ہوگی مگر انگلستانی عدالتین ایسی عورت کے مقدمہ کو کیونکر طے کرین گی جو دعوی ایسے پرامیسری نوٹ کی بنا پر کرتی ہے جو اوسنے اپنے نام پر انگلستان مین لکھا میری دانست مین اس بارہ مین شک ہے کہ آیا ایسا دعوی قابل سماعت متصور ہوگا یا نہین اس بات کو مینے اس بنا پر بیان کیا ہے کہ گویا قانون منکوحہ عورت کی جائداد پر لحاظ نہین کیا گیا اگر ایک وہ غلہ انگلستان جاوے اور وہان نکاح کرے میری دانست مین اس دفعہ نمبر ۴ کا اطلاق ہوگا مگر دفعہ نمبر ۴ عائد نہوگی کیونکہ نکاح ہندوستان مین نہین ہوا (لیکن مارکبای جسٹس - آپ کی مراد یہہ ہے کہ دفعہ نمبر ۴ کا اطلاق نہین ہوگا) ہان عدالتہائے ہندوستان مین ایسا ہوگا دفعات متعلق نکاح عاید نہین ہوسکتین جہان مستقل مسکن انگلستان ہو - دیکھو دفعات نمبر ۱۹۳ و نمبر ۸۶ اقانون سٹوری صاحب یعنی کنفلکٹ آف لاز دفعہ نمبر ۴ کا اطلاق ایسے شخص پر نہین ہوسکتا جسکا مستقل مسکن ہندوستان

نہو وسے - اس دفعہ سے ایسے اشخاص کی وہ حالت ہے جیسے کہ اون لوگون کے خیال نفاذ
قانون وراثت ہند سے ہین دیکھو تشریح دفعہ نمبر ۴ و نمبر ۳ و ۲ در باب ادائے قرضہ -
بموجب دفعہ نمبر ۵ قانون وراثت جائداد منقولہ کا انتظام موجب قانون مجریہ مقام سکونت
مستقل کے ہے اور استحقاق شوہر نسبت جائداد متوفی زوجہ خود اوس دفعہ کے معنون کے
اندر ہے - شوہر بطور ایڈمنسٹریٹر مستحق ہے اور نہ بطور رشتہ دار دیکھو مقدمات نوٹڑی
بنام نوٹڑی - اور بروڈلی بنام فیلدان مقدمات سے ثابت ہے کہ شوہر اپنی زوجہ متوفی کی
جائداد پر ہر صورت مین بطور ایڈمنسٹریٹر قابض ہوتا ہے بعد نفاذ قانون انسٹیٹیوٹ آف
ڈسٹری بیوشن یہ بات بصراحت بیان کی گئی تہی کہ استحقاق شوہر در باب وراثت جائداد زوجہ
مین قانون ڈسٹری بیوشن فرق نہین آیا دیکھو قانون نمبر ۲۹ کا ردوم فصل نمبر ۳ دفعہ
نمبر ۲ - اگر شوہر قبل حصول ایڈمنسٹریشن مرجاوے تو قریبی رشتہ دار زوجہ کو انتظام جائداد
سپرد ہوگا مگر ایسا رشتہ دار ماتحت نگرانی قائم مقام شوہر ہوگا اور ایسے ایڈمنسٹریٹر بطور
امانت داران یعنی ٹرسٹی قائم مقام شوہر متصور ہون گے دیکھو کتاب ولیم صاحب در باب وصی
طبع نمبر ۷ سنہ ۱۴۸۸ اور مقدمہ ہمفری بنام بلین (جسٹس مارکیا لی - شوہر کا وہ استحقاق شادی
سے پیدا ہوا ہے یا وراثت سے جو اونکو حاصل ہے) فی الحقیقت یہہ استحقاق اوسکا از روے
وراثت ہے دیکھو کتاب ولیم صاحب در باب وصی طبع نمبر ۷ صفحہ نمبر ۴۱ - اور بیکن صاحب کا
خلاصہ قوانین صفحہ ۴۷۹ -

ستراوانس منجانب ایڈمنسٹریٹر جنرل - دفعہ نمبر ۴ صرف ایسے اشخاص سے متعلق
نہین ہے جنہون نے بطور مستقل ہندوستان مین سکونت اختیار کی ہوا ورنہ قانون وراثت
ہند بطور محدود ہے دیکھو دفعات در باب وصیت نامجات اسپر کبہی اعتراض نہین کیا گیا کہ
جو شخص وصیت نامہ ہند مین ہے البتہ تصدیق وصیت نامہ مین فرق ہے دیکھو دفعہ نمبر ۰ ۵
دفعہ نمبر ۲۲ سے ایک اور فرق ظاہر ہوتا ہے ایڈمنسٹریشن یعنی انتظام اب ہمیشہ بموجب

قانون وراثت تمام معاملات مین عطا ہوتا ہے دلیل از طرف فریق ثانی سے یہہ قانون صرف
اون سے متعلق ہوگا جنہون نے مستقل سکونت ہندوستان مین اختیار کی ہو اگر یہہ صورت
ہو تو ایسے اشخاص کے واسطے کون قاعدہ ہوگا جنکا مستقل مسکن انگلینڈ ہی مگر بالفعل ہند مین
موجود ہین صرف دفعہ نمبر ۴ دفعہ نمبر ۳۳۱ سے محدود ہی جسکی رو سے اسکا اطلاق ایسی شادی
پر جو قبل از ۱۸۶۶ء منعقد ہوئی ہو دیکھو دیباچہ قانون ایکٹ نمبر ۱۰ ۱۸۶۵ء اور اخیر فقرہ
دفعہ نمبر ۲ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ دفعہ وسیع الاطلاق ہے ۔
واضعان قانون کی راے مین اگر یہہ محدود نہوتی تو یہہ ہندو مسلمان وغیرہ پر عاید ہوتی مثلاً
شوہر وراثتاً نہین حاصل کرتا بلکہ از روے حق نکاح تو اس صورت مین اگر بموجب دفعہ
نمبر ۴ ہندوستان مین نکاح سے کوئی استحقاق نہین پیدا ہوتا تو ہمین احتمال ہو سکتا ہے
کہ آیا دفعہ نمبر ۵ درباب وراثت کا اطلاق ہر صورت مین ہوگا یا نہین - اب یہہ امر مسلم ہے
کہ دفعہ نمبر ۴ کا اطلاق عموماً ہے قانون وراثت پر ایک عام قانون تمام ہند کے واسطے
ہے - اسپر پابندی قانون درباب مستقل سکونت گاہ کے نہین ہے بلکہ از وست اس مین
بیان مستقل سکونت گاہ کا ہے - صرف ایک اشارہ ہے اور وہ بھی معنوی طور پر دفعہ نمبر ۱۵
سے پایا جاتا ہے واضعان قانون کی راے تھی کہ اگر نکاح مابین ایسے اشخاص کے ہو
جنمین سے ایک مسکن مستقل انگلینڈ اور دوسرے کا ہند ہو تو صورت اخیر مین البتہ فرق ہے
- علاوہ تمام اشخاص اپنے اپنے حقوق کی حفاظت کر سکین جنکا مستقل مسکن ہند نہین ہے
اون پر وہی قانون عائد ہوگا جو اون کے مستقل مسکن مین رائج ہے اگر واضعان قانون کی
یہہ منشا تھا تو وہ صریح الفاظ مین ایسا بیان کرتے جیسے اونہون نے اور اور صورتون
مین کیا ہے مثلاً درباب جا سکونت مستقل دفعہ نمبر ۴ سے عام محدود ہونا ایک عام
دفعہ کا ایک عام قانون مین نہین ہو سکتا -
درباب حالت شوہر بیکن صاحب نے اپنی کتاب مین درست راے ظاہر کی ہے دیکھو کتاب مذکور

دفعہ ۴۰۸ - اگر دفعہ نمبر ۴ مقدمہ ہذا سے متعلق نہین تو پس اوس اصول کا خاتمہ ہوا
جو آغاز حیثیت شوہر سے ہے بموجب وراثت ہند شوہر ایڈمنسٹریشن حاصل کرسکتا ہے مگر
دفعہ ایسی نہین جسسے وہ جائداد اپنے کام مین لا سکے شوہر فقط تقسیم جائداد بموجب
قانون کرسکتا ہے بموجب قانون انگلینڈ شوہر کی حالت بوقت وفات زوجہ اوس استحقاق
پر مبنی ہے جو اسکو بیچ حیات زوجہ مین حاصل تھا - مگر ایسے حقوق دفعہ نمبر ۴ سے
سلب ہوگئے ہین تو شوہر کی حالت بدستور قائم نہین رہ سکتی -

مسٹر کینیڈی کا جواب "وراثت" ہر دو معاملات سے متعلق ہے جہان وصیت موجود
ہو اور نہو - قانون وراثت کا منشا بخلاف قانون سکونت مستقل نہین ہے دربارہ کسی
عورت کے جو لیٹرس آف ایڈمنسٹریشن حاصل کرے دیکھو دفعات نمبر ۱۳۱ اور نمبر ۱۸۹ -
ایسی صورت مین عورت کو ضرور ہے کہ اول اپنے شوہر کی رضامندی حاصل کرے -
اگر دفعات نمبر ۵ و نمبر ۲۰۰ کو یکجا دیکھا جاوے تو درباب جائداد منقولہ ہندوستان
کی عدالت بمنزلہ عدالت آف ایڈمنسٹریشن ہے مگر وراثت بموجب قانون سکونت مستقل کے
ملیگی اگر دو دفعات ایک قانون کی متناقض ہون تو اخیر دفعہ قابل توجہ ہے جیسے کہ وصیت نامہ
مین آخری فقرہ ماقبل کو ناجائز قرار دیتا ہے -

جسٹس مارکبالی نے بعد بیان واقعات حسب ذیل فیصلہ صادر کیا - فریقین اس بارہ مین
متفق ہین کہ تحویلدار عدالت مستحق نصف جائداد کا ہے -
دلائل میرے سامنے درباب سیاق عبارت و مضمون قانون وراثت ہند و علی الخصوص دفعہ
نمبر ۴ پر بیان کی گئی ہین اور تمام دلائل مین یہہ امر مرکوز خاطر رہا ہے کہ جسقدر سوالات
پیدا ہوتے ہین صرف جائداد منقولہ سے متعلق ہین -
دفعہ نمبر ۴ قانون وراثت حسب ذیل ہے -
دفعہ ۴ کسی شخص کو ازدواج کے ذریعہ سے اوس شخص کی جائداد مین کچھہ حق نہ پہنچیگا

جسکے ساتھہ اوسکا ازدواج ہوا ہو اور نہ وہ شخص زوجہ ہو خواہ زوج اپنی جائداد خاص کی نسبت اوس عمل کے کرنے سے معذور رہیگا جسکو عدم ازدواج کی صورت مین کرسکتا تہا مدعی کیطرف سے بیان کیا گیا ہے کہ دفعہ مذکور کو اسطرح پڑہنا چاہیئے "وہ کسی شخص کو جسکا مستقل مسکن برٹش انڈیا ہو الخ"

مسٹر ایوانس منجانب مدعا علیہ بحث کرتے ہین کہ یہہ دفعہ صرف ایک نکاح سے متعلق ہے جسکا انعقاد ہند مین ہو جہانتک مجہکو علم ہے اس دفعہ کے معنون پر بحث نہین ہوئی اور اسیلیے مجہکو بموجب تمام مضمون و معنی ایکٹ ہذا کے کام کرنا چاہیئے بمراد سمجہنے مسئلہ ہذا مجہہ سمجہنا ضرور ہے کہ نکاح جو غیر ملک مین منعقد ہووے اوسکی جائداد منقولہ فریقین نکاح پر کیا تاثیر ہوتی ہے۔

اب دیکہنا چاہیئے کہ قبل نفاذ قانون وراثت ہند کیا قانون رائج تہا۔ قانون مجریہ ہند کا اس زمانہ سے پہلے دریافت کرنا آسان نہین ہے غالباً قانون انگلینڈ مروج تہا سوا ے خاص صورتون کے جہان ذاتی قانون کے عمل درآمد کی درخواست کسی خاص جماعت لوگون نے پیش کی۔ بعض اشخاص کہہ سکتے ہین کہ ہندوستان مین اوس زمانہ مین کوئی قانون اس بارہ مین مروج نہ تہا۔ مگر یہہ امر ضروری نہین کہ دریافت کیا جاوے کہ ان ہر دو خیالات مین سے کون درست ہے۔ بہتر ہے کہ قانون مروجہ یورپ و امریکہ دریافت کیا جاوے کیونکہ قانون وراثت ہند اون تمام اصول پر مبنی ہے جو ایسے لوگون مین رائج تہے جو پابند مذہب عیسائی ہین۔

جہان مثل مقدمہ ہذا عورت اور مرد کا ایک ہی مقام سکونت مستقل ہو اور ہر دو ملک غیر مین جہان وہ عارضی طور پر مقیم ہین باہم نکاح کرلین اور کوئی ارادہ ایسا ظاہر نکرین جس سے معلوم ہو کہ وہ اپنا مستقل مقام سکونت تبدیل کرنا چاہیئے ہین تو اس بارہ قانون مجریہ ممالک عیسائیان یکزبان ہے کہ اونکو ایک دوسری کی جائداد منقولہ مین ایک استحقاق پیدا ہوتا ہے

یہہ بہی استحقاق بذریعہ اوس ملک کے قانون کے اونکو دلوایا جاتا ہے جہان اون کی مستقل سکونت ہے اس معاملہ مین تمام مستند لوگ متفق اللسان ہین یہہ امر درحقیقت اس عام قضیہ کی شاخ ہے کہ جایداد منقولہ تمام معاملات مین قانون کے خیال مین اوسی ملک مین واقع ہے جہان اوسکے مالک کی مستقل سکونت ہے اور یہہ اصول مقدمہ ہذا مین بغیر مشکلات عائد ہو سکتا ہے کیونکہ اسمین شوہر اور زوجہ کا ایک ہی ملک مستقل سکونت گاہ ہے صرف اسقدر بیان کرنا ضروری ہے کہ جایداد منقولہ کا ایک خاص نام ہے اور وہ خاص تمام مسکن مستقل مالک جایداد ہے قانون دانان اس معاملہ مین متفق الراے ہین دیکہو بیج صاحب کی کتاب درباب قوانین ممالک غیر جلد اول صفحہ ۲۰۳ جسمین قوانین امریکا کا بہی حوالہ دیا گیا ہے درباب قانون تجربہ انگلستان دیکہو مقدمہ انوہن بنام واکی اور بیانات لارڈ وست بری مندرجہ صفحہ ۱۵ اس مقام پر لارڈ موصوف وراثت کی بابت گفتگو کرتے تہے مگر قاعدہ عام ہے گو استحقاق شادی سے پیدا ہو یا از روے وراثت ہو یا افعال فریقین یا قانون ایسا ہو جایداد منقولہ کے بارہ مین اوسی قانون پر عملدرآمد کرنا چاہیے جو اوس ملک مین رائج ہو جہان سکونت مستقل ہے کیونکہ قانون کے نزدیک جایداد منقولہ ہمیشہ مستقل سکونت گاہ مین واقع ہے ۔

اس ابتدائی قضیہ پر زیادہ اصرار کرنا زیادہ ضروری ہے جسمین اسٹوری صاحب نے قانون دانون کے اختلاف بیان کرتے وقت معاملہ مین زیادہ پیچیدگی ڈالدی ہے مضمون معاملہ زیر بحث اسٹوری صاحب کی کتاب دفعہ ۱۳۱ اور ایکسو تینتالیس مین درج ہے اور دفعہ ۱۴۳ مین اسٹوری اسکو اون مقدمات سے متعلق کرتے ہین جنمین سکونت مستقل مین تبدیلی نہین ہوئی مگر کوئی یقینی نتیجہ صاحب موصوف نے نہین نکالا دفعہ ۱۸۶ کا وہ فقرہ جسپر مسٹر کینی ڈی نے اعتماد کیا ہے وہ ایسا مسئلہ ہے جسکی نسبت اسٹوری صاحب بیان کرتے ہین کہ یہہ ریاست نورینڈ مین رائج ہے اور غالباً باقی ممالک امریکہ بہی اسکو تسلیم کرتے ہون گے یہہ مبالغہ

مشکلات معاملہ ہذا سے ظاہر انگیز ہے اسمین شک نہین کہ معاملات متناقضہ ہین مگر نہ تمام باتون مین اس مضمون کو مفصل طور پر بیج صاحب نے اپنی کتاب کی ساتوین فصل ور دفعہ ۸ مین شرح لکہا ہے جسقدر مین مستقل سکونت ہو نقص ہند صرف اوس سوال پر محدود ہین کہ آیا یہہ قانون متعلق ایسی جائداد کے ہے جو ایسے ملک مین واقع ہو *

جہان شادی کی تاثیر جائداد پر ڈالی جاتی ہے وہان نہ یہہ بحث نہ اور کسی قسم کی بحث اسا سے قوی تر پیدا ہوتی ہے جب جائداد منقولہ زیر بحث ہو اور شوہر اور زوجہ کا ایک ہی ملک سکن مستقل ہو مشکل صورت ایسے معاملہ مین پیش آتی ہے جب قوانین شادی ایک ملک کو اوسی ملک کے حدود کے باہر جاری کیا جاوے مگر مقدمہ زیر بحث مین یہہ مشکل نہین پیدا ہوتی اور سوا اسکے یا تہہ اسی خیال کے موید ہین دیکہو کتاب باتہہ فصل نمبر ا دفعات ۲ و ۲۳ و ۲۴ بیج صاحب جیسے قانون وانون کا حوالہ انہین مضمون مین لیتے ہین صرف فرق یہہ ہے کہ آیا یہہ قاعدہ متعلق جائداد غیر منقولہ ہے یا منقولہ - مگر مقدمہ ہذا کے تصفیہ کے لئے اس امر مین بحث کرنی ضروری نہین

نظر برین حالات واصول مسلمہ قانون وراثت ہند کے معنی سمجہنے مین مشکل نہین پیدا ہوتی تصفیہ حقوق مین جو بوقت مرگ پیدا ہوتے ہین اون حقوق کو نظر انداز نہین کیا جا سکتا جو شادی سے پیدا ہوتے ہین کیونکہ جو حقوق شادی سے پیدا ہوتے ہین وہ اپنی اصلی صورت جبہی اختیار کرتے ہین جب شادی کا ارتباط ٹوٹ جاوے پس سب سے بڑا ضروری امر قانون وراثت کے لئے یہہ ہے کہ بتصریح بیان کیا جاوے کہ ہندوستان کا قانون نسبت حقوق فریق شادی ایک دوسرے کی جائداد پر بوقت انعقاد نکاح کیا ہے جب تک یہہ امر بیان نکیا جاوے عمدہ قانون وضع نہین ہو سکتا اور یہہ عمل دفعہ ہستم سے ہوا اور اسی دفعہ مین قانون مختص المقام متعلق ہندوستان مندرج ہے اس موقع پر یہہ بیان کرنا خالی از فائدہ نہین کہ واضعان قانون نے اس قانون کی وہ صورت قائم کی ہے

جو اسکی درحقیقت ہونی چاہیئے تھی مگر یہہ ضرور نہین کہ اس دفعہ پر الفاظ اور زیادہ
کئے جاوین بلحاظ ایسے اشخاص کے کہ جنکا مسکن ہندوستان نہو یہہ دفعہ متعلق ایسی
جائداد کے نہین جو منقولہ ایسے اشخاص کی ہو جنکا مستقل مسکن ہندوستان نہین اور
اسیطرح قوانین شادی انگلینڈ متعلق جائداد منقولہ ایسے اشخاص کے ہین جنکا مستقل
مسکن انگلستان مین نہین ہے تا ہون مقامی ہندوستان مثل ممالک دیگر متعلق غیر
منقولہ جائداد اشخاص متوطن ممالک غیر کے ہے کہ جو بطور عارضی ہندوستان مین رہتے
ہون مگر یہہ قانون اون کی جائداد منقولہ سے متعلق نہین ہو سکتا واضعان قانون کے
واسطے ضرور نہ تہا کہ بصراحت ایسے مسئلہ قانون کو بیان کرتے جو علی العموم تسلیم کیا گیا ہے
دفعہ ۴۴ سے ظاہر ہے کہ واضعان قانون نے اس مسئلہ مین دست اندازی نہین کی جب
زوجہ اور شوہر کی مستقل سکونت مختلف ہو تو عملدرآمد بموجب مستقل سکونت شوہر کے
ہوگا ہر دو دفعات مین مختلف مضامین کا ذکر ہے اول مین عام قانون ہندوستان
بیان کیا گیا ہے دوسرے مین خاص قاعدہ کا ذکر ہے جسکا اطلاق ایک خاص
مقدمہ پر ہو سکتا ہے۔

باین خیال تصفیہ مقدمہ ہذا کے لئے قانون انگلستان پر عملدرآمد کرنا چاہیئے جہان قانون
کے ذہن مین جائداد واقعہ ہے اور بلاریب بموجب قانون انگلستان شوہر کو کل جائداد
پر استحقاق حاصل ہے گو یہہ حق نکاح سے پیدا ہو یا وراثت سے دفعہ ۲۸۳ صرف ایک
خاص مقدمہ پر متعلق ہے بہتر ہوتا کہ یہہ دفعہ قانون مین نہوتی جیسے یہہ مسودہ قانون
مین درج نہ تہی۔

اسواسطے میری دانست مین ہوورڈ مارک بوقت وفات زوجہ خود کل جائداد منقولہ انکی
بی بی کا وارث تہا اور چونکہ یہہ اب مدعا علیہ کے قبضہ مین ہے یہہ مدعی کو بطور تحویلدار
مسٹر مارک دلائی جاوے ✦

مدعی بحیثیت سرکاری تحویلدار مستحق حصول بائداد ہے اور ڈگری زر اصل وسیقدر زر کی صادر ہوگی خرچہ مندرجہ نمبر ۲ جانبین سے دلایا جاویگا۔

فیصلہ بحق مدعی

اٹرنی منجانب مدعی ۔ مسٹر رگنانم وراین سن۔

اٹرنی مدعاعلیہ ۔ ملبرز جنیرل ونوکیس اور رابرٹس۔

---- ۱۵۴۰۱ ----

باجلاس سر رچرڈ گارتھ نایٹ چیف جسٹس اور مسٹر جسٹس پانٹیفکس

نمبر ۱ صفحہ ۲۲۲

شام چرن اڈی (مدعی) بنام تارنی چرن بنرجی (مدعاعلیہ)

منفصلہ ۲۰ و ۲۲ و ۲۳ و ۱۲ مارچ و ۱۰ - اپریل ۱۸۷۶ء

اپیل بناراضی فیصلہ مسٹر جسٹس فیر مورخہ ۶ دسمبر ۱۸۷۵ء

حق آسایش - مدت - استعمال - قانون تمادی ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۱ء دفعہ نمبر ۲۷

خلاصہ

مدعی نے دعوی کیا کہ میرا استحقاق بنسبت رستہ کوچہ کے جو شارع عام سے دروازہ حجبہ مدعی کو جاتا ہے قایم کیا جاوے اور مدعاعلیہ نے جو کوچہ کے سر پر رہتا ہے مسدود کر دیا ہے اور میں اپنے مکان میں نہیں جا سکتا معلوم ہوا کہ مکان جسکے حق آسایش کا دعوی ہے ۱۸۵۵ء میں ہ س کی ملک تہا اوسوقت راستہ جاری تہا یہان تک خشت دروازہ بند کر دیا گیا ۔ ۱۸۵۸ء میں ہ س نے مکان فروخت کر دیا اور جون ۱۸۶۰ء کو خریدار نے مدعی کے ہاتہ فروخت کر دیا ۔ مسدودی دروازہ سے خرید مدعی تک استعمال ثابت نہیں ہوا بعد بکیاہ تعمیر سدراہ نالش ۱۸۷۵ء میں دائر ہوئی۔

قرار پایا کہ عدالت ماتحت اور اپیل کی رائے میں جب مالک مکان نے مستقل طور پر راستہ بند کیا جس سے استعمال راستہ ممکن نہ تہا اور زیر دفعہ نمبر ۲۷ - ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۱ء حق ثابت نہیں ہے اور اسواسطے زیر قانون تمادی حق ثابت نہیں ہوا

یہ مقدمہ ۱۸ - جون ۱۸۷۵ع کو دائر ہوا اور واقعات فیصلہ اپیل شدہ بہ تفصیل مندرجہ ذیل ہین - وہو ہذا -

جسٹس فیر یہ مقدمہ بموجب الفاظ عرضی دعوی اس استحقاق پر دائر کیا گیا ہے کہ فیصلہ کیا جاوے کہ مدعی کو استحقاق حاصل ہے کہ اوس کوچہ سربستہ کے درمیان سے گذرتا ہے جو کوچہ ہدارام بنرجی سے شروع ہوکر دروازہ عقب وجاے ضرور مکان مدعی نمبرا واقع کوچہ بدن دت تک جاتا ہے - مدعی بیان کرتا ہے کہ مکان نمبرا میرے قبضہ و تصرف مین ہے اور وہ مکان کوچہ بدن دت مین واقع ہے اسی بنا پر مجھکو اور میرے ملازمان کو سال کے ہر موسم اور وقت مین اجازت ہو کہ مکان مذکورہ بالا سے کوچہ ہدارام بنرجی اور اس کوچہ سے مکان مذکورہ بالا تک کوچہ سربستہ کے درمیان سے آیا جایا کرون جو مشرقی حد مکان مذکور کے ہے اور یہ استحقاق میرا عرصہ دراز سے قائم ہے اور مدعا علیہ نے ۲۸ جون ایک دیوار مقابل جاے ضرور مذکورہ بنا کر مزاحمت بیجا قائم کر دی ہے اور جاے ضرور کا رستہ بند کر دیا ۶ جون ۱۸۷۵ع کو مدعا علیہ نے کوچہ سربستہ مین ایک دیوار بنا کر رستہ بند کر دیا جس حق آسایش کا مدعی دعوی کرتا ہے اور جسکے مسدود ہونے کی شکایت کرتا ہے وہ جیسے ذیل بیان کیا گیا ہے - بطرف مشرق مکان مذکورہ بالا اور درمیان مکان مذکور اور مکان نمبر ۵۰ واقع کوچہ ہدارام بنرجی جو مشترک ملک مدعی اور اوسکے بھائی روپ چند اوڈی اور پریم چند اوڈی بطور مشترک مالکان خاندان ہنود ہے ایک کوچہ ہے جسکا راستہ اوس طرف کو ہے جہان مدعا علیہ کا مکان ہے اور جو کوچہ سربستہ کے نام مشہور ہے دروازہ عقب مکان مدلور نمبر ۴۸ واقعہ کوچہ ہدارام بنرجی کوچہ سربستہ مین کھلتا ہے اور بطرف گوشہ شمالی مشرقی مکان مذکور کے ایک پاخانہ ہے اسکا دروازہ بھی کوچہ سربستہ مین ہے دو عشرہ سال سے زیادہ عرصہ تک مالکان اور قابضان مکان مذکور نمبر ۴۸ واقعہ کوچہ ہدارام بنرجی برابر اس کوچہ سے گذرتے رہے اور اس کوچہ سربستہ مین جاتے رہے اور کوچہ سربستہ سے کوچہ

ہدالم منزجی مین آمدورفت کرتےہے اور مہتران بہی براد صفائی اور لیجیلے غلاظت اوسی راستہ سے جاتے آتے رہےہین۔

مدعی بصراحت نہین بیان کرتا کہ سطح زمین مذکور مدعاعلیہ کا ملک ہے اور نہ کہین اسکا وہ خود دعویدار ہے فقط اوسکے دعوی کی بناحق آسایش پر مبنی ہے اور مدعاعلیہ کا جواب یہہ ہے کہ مدعی کو کچھہ استحقاق آسایش حاصل نہین ہے اسواسطے بار ثبوت ذمہ مدعی ہے کہ وہ اپنا حق آسایش قائم کرے۔ مدعی صرف بیان کرتاہے کہ استعمال سے زیر دفعہ نمبر ۲۷ ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۱ء اوسکو یہہ استحقاق حاصل ہوگیا ہے۔

الفاظ دفعہ مذکور حسب ذیل ہین۔

دفعہ ۲۷ جبکہ استعمال اور استفادہ روشنی یا ہوا کا کسی مکان کے لئے بلامزاحمت بطور آسایش اور بطور استحقاق کے بلافصل ۲۰ برس تک ہوتا رہاہو۔

اور جس حال مین کہ کسی رستہ یا مجرائے آب سے یا کسی پانی کے فائدہ سے یا کسی اور شئے آسایش سے (عام اس سے کہ وہ بطور اثبات یا سلب کے ہو) بلامزاحمت اور علانیہ کوئی شخص جو اوسکے استحقاق کا دعویدار ہو بطور آسایش اور حق کے بلافصل ۲۰ برس تک متمتع ہوتا رہا ہو تو حق اوس استعمال اور استفادہ روشنی یا ہوا یا رستہ یا مجرائے آب یا پانی کے فائدہ یا اور شئے آسایشی کا قطعی اور غیر زائل ہوگا۔

میعاد بست سالہ مذکورہ بالا مین سے ہر ایک ایسی میعاد متصور ہوگی جو اوس نالش کے رجوع ہونے سے پہلے جسمین کہ دعوی متعلقہ میعاد مذکور کی بابت نزاع ہو دو برس کے اندر تک قائم رہنے کی صورت مین موثر ہوتی ہے۔

تصریح ازروے معنی قرارداد دفعہ ہذا کے کوئی امر داخل مزاحمت نہین ہے الا اوس حال مین کہ دعویدار کے سوا کسی اور شخص کے فعل سے مزاحمت ہونیکے باعث قبضہ یا استعمال تمتع کا قائم نرہاہو یا اوس مزاحمت سے اور اوس شخص سے جسنے مزاحمت کی یا

جسکی اجازت سے مزاحمت کی گئی مطلع ہونیکے بعد ایک سال تک تباع یا سکونت اختیار کیا گیا ہو۔

مدعی اس امر کا جو ثبوت پیش کرتا ہے وہ درحقیقت ناکامل ہے ۔
جس مکان کی بابت وہ حق آسایش کا دعوی کرتا ہے وہ مکان تہوڑے عرصہ سے اوسکے قبضہ مین آیا اور تاریخ مکان حسب ذیل ہے ۔
۱۸۵۵ء مین مسمی ہرن چندر نے یہہ مکان قوم سین سے لیا دس سال بعد یعنی ۴ - اپریل ۱۸۶۵ء کو مکان مذکور مادہب چند رسیل نے کالی چرن سیل کے نام سے خریدا ۲۴ - اگست ۱۸۶۶ء کو مادہب چند رسیل مرگیا اور سال آئیندہ مین یعنی ۲۶ - جون کو اوسکے وصیون اور کالی چرن نے یہہ مکان مدعی کے ہاتہہ فروخت کیا مگر اس مکان مین جسکے اتنے مالک ہو چکے ہین کئی سال تک مستقل سکونت نہین ہوئے ۔ مدعی خود اسمین آباد نہین ہوا گو وہ بیان کرتا ہے کہ وہ کچہہ عرصہ تک ایک کمرہ مین ایک خاص مطلب کے واسطے آباد ہوا اور جنوری ۱۸۷۱ء مین اوسنے بوسیدہ مکان کو مسمار کرا کر نیا مکان تعمیر کروایا اس جدید مکان کے واسطے مدعی بر دفعہ ۲۷ - ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۱ء حق آسایش کا طلبگار ہے ۔ شہادت پیش کردہ مدعی سے ثابت نہین ہوتا کہ کسی جزو مدت ۲۰ سال کے واسطے استحقاق آسایش مدعی قائم ہوتا الفاظ دفعہ مذکور یہہ ہین

وہ مدت ۲۰ سال تک بلا مزاحمت حق آسایش حاصل رہے اور مسدود نہوا ہو +
مدعی نے شہادت پیش کی ہے مگر بذات خود نہین کہہ سکتا کہ ایسا استحقاق اوسکو حاصل رہا ہو۔ ایک حصہ مین مہترون کا آنا جانا رہا اور دوسرے مین مشترک راکین کنبہ اہل ہنود کوئی شاہد از قسم خاکروبان یا کوئی ملازم یا قابضان کوچہ نمبر ادن وہ نہین پیش ہوا کوئی گواہ ایسا نہین آیا کہ جسنے اسمین آسایش سے فائدہ اوٹہایا ہو بلکہ واہیات اظہار گوہان طلب ہوے کہ ہم فاصلہ سے دیکہا کرتے تہے کہ اشخاص مذکورہ بالا ان حقوق کو عمل مین لا

لاسکتے تہے - یہہ قاعدہ ثبوت موجب دفعہ مذکور جائز نہین ہے بہرکیف جسقدر دعوی مدعی ناقص ہے اوسیقدر مدعا علیہ مضبوط ہے دو فرزندان ہرن چندر جو اوس مکان مین آباد تہے بیان کرتے ہین کہ درمیان ۱۸۵۵ء و ۱۸۶۵ء یہہ حق حاصل تہا اس سے صرف دس برس ثبوت کو پہونچے ہین یہہ زمانہ صرف نصف ہے اور قبل از ارجاع دعوی دو برس پہلے حق آسایش حاصل ور استعمال مین رہنا چاہیئے مدعی بیان کرتا ہے کہ حق چہوڑنا صرف اوسکے فعل پر ہے اور بباعث مزاحمت غیر السیا ہوا اسواسطے زیر دفعہ ۲۷ حق ثابت ہے آئین کچہہ نہین ہے کہ اگر ہرن چندر کے ایام قبضہ مین یہہ حق تہا تو بعدہ ترک کیا گیا اور اوسکے مرنے سے پہلے مسدودی رستہ سے یہہ حق ہمیشہ کے واسطے دانستہ چہوڑا گیا تہا از روئے شہادت ہر دو فرزندان ہرن چندر ثابت ہے کہ صرف دو رستون سے مدعا علیہ کی حقیت پر جانا ممکن تہا سو ہرن چندر نے اون دونون رستون کو بند کر دیا اور یہہ ہر دو دروازے خشت اور مٹی سے چنے گئے اور پاخانہ عرصہ تک بند رہا شہادت سے معلوم نہین ہوتا کہ ہرن چندر کے وقت سے یہہ استعمال مین آئے - جب پاخانہ بند ہوا اور کوئی جلے ضرور نہ تہا اور دروازہ نامسدود تو استعمال حق آسایش ہرن چندر سے نہین ہو سکتا تہا نظر برین حالات زیر دفعہ ۲۷ کوئی حق آسایش حاصل نہ تہا -

اسواسطے مدعی اپنا استحقاق زیر دفعہ ۲۷ ثابت کرنے سے قاصر رہا ہے اسواسطے اوسکا دعوی معہ خرچہ خارج ہووے -

اس فیصلہ کا اپیل بوجوہات ذیل ہوا - "جب ایک کوچہ دو مکانات کے درمیان ہو تو قیاس یہہ ہے کہ اراضی درمیانی ملک ہر ایک مالک کی ہے بشرطیکہ کل اراضی پر قبضہ بذریعہ استعمال یا مالکیت ایک شخص واحد کا نہو - نظر برین حالات بار ثبوت غلطی سے ذمہ مدعی ڈالا گیا حالانکہ وجوہات کافی موجود نہین کہ بار ثبوت ذمہ مدعا علیہ ہوتا اور فیصلہ خلاف شہادت ہے اور جواب مدعا علیہ بالکل خلاف تحریری بیان مدعا علیہ ہے اور استعمال قدیمی استحقاق

آسایش ثابت ہو چکا ہے اور کوئی مزاحمت از طرف دیگر غرض ثبوت کو نہین پہونچے اوس دو سال قبل رجاع نالش حسب منشاء قانون ظہور مین آئی ۔

مسٹر یفر و مسٹر ایونیس بجانب اپیلانٹ

قایم مقام ایڈووکیٹ جنرل مسٹر پال اور مسٹر بنرجی از طرف رسپانڈنٹ

استدلال مین مقامات ذیل کا حوالہ دیا گیا ۔ مور بنام راجن و بیٹ من بنام بلیک ۔ ولکنس بنام آنگ ۔ وسٹوکو بنام سنگرس ۔ ولیڈی لمگنڈ بنام کیننگٹن لور دوسن ہوپ کنال کمپنی بنام بارحوزد اور برائٹ بنام واکر ۔

فیصلہ عدالت

چیف جسٹس گارتھ ۔ یہہ مقدمہ مدعی نے بمراد قیام حق راستہ از شارع عام بطرف کوچہ بستہ دائر کیا ہے اور منشار دعوی یہہ ہے کہ وہ بذات خود اور ملازمان اوس کے شارع عام موسوم بہ ہدارام بنرجی سے ہو کر ایک قطعہ اراضی پر سے جایا کرین جو راستہ اوسکے مکان و پاخانہ کا تہا ۔

مدعا علیہ نے جسکا مکان کوچہ سربستہ کے کنارہ پر واقع ہے ایک دیوار مقابل کہڑکی اور پاخانہ مدعی کے تعمیر کی ہے اور ایک دیوار مقابل کوچہ بستہ جس سے مدعی کوچہ ہدارام بنرجی سے اپنے مسکن تک نہین آسکتا ۔

شہادت سے ثابت نہین ہوتا کہ قطعہ اراضی موسوم بکوچہ بستہ کسیکی ملکیت مین ہے مدعی نے دعوی نصف کوچہ کا کیا ہے اور یہہ بیان کرتا ہے کہ یہہ راستہ درمیان اوسکے مکان اور مکانات ہمسایون کے ہے تو قانونی قیاس یہہ ہے کہ نصف اسکا اوسکا مالک ہے ہماری دانست مین یہہ امر فضول ہے اور یہہ قیاس نقیض قبالہ مکان مدعی ہے اور قبالہ مین صاف درج ہے کہ کوچہ بستہ حد مکان ہے اور مدعی کا دعوی شارع پر ہے اور نہ راستہ نجی پر جو صورت کوچہ سربستہ کی ہے ۔

صرف سوال قابل غور یہہ ہے کہ آیا مدعی بموجب دعوی خود مستحق راستہ کا ہے یا نہین - بعد بیان واقعات مقدمہ حضور چیف جسٹس نے فرمایا کہ ہماری رائے مطابق عالم جج عدالت ماتحت ہے کہ مدعی اپنے دعوی کو ثابت نہین کر سکا اور نہ حق آسایش زیر دفعہ ۲۷ - ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۱ء ثابت نہین کر سکا -

اگر بحث مقدمہ مین دفعہ ۲۷ کے معنی و الفاظ "مزاحمت" "ترک" "چھوڑ دینا" پر اصرار ہوتا تو ہم دلائل اور فیصلہ ماتحت عدالت ہر ایک معاملہ مین مطابقت کرتے نہ "مزاحمت" اور نہ "ترک" کا ظہور ہوا - لفظ مزاحمت معنی دفعہ ۲۷ مین مزاحمت اور ترک از طرف غیر بجز فعل مدعی ہونی چاہیئے و "ترک" سے مراد دفعہ مذکور مین خود چھوڑ دینا ہے یہہ سب امور بہ تفصیل کتاب مصنفہ گیل صاحب در باب حق آسایش طبع نمبر ۲ صفحہ ۳۵۲ مین مندرج ہین ان معنون مین ترک کا ظہور نہین ہوا کیونکہ مدعی کو کبھی یہہ استحقاق حاصل ہی نہین ہوا تھا اتنک یہہ حق حاصل ہو رہا تھا جب مسدودی دروازہ ظہور مین آئی -

چھوڑ دینا سے مراد خود ترک کر دینا ہے اور نہ یہہ کہ فریق مخالف ترک کرا دے وجہہ کہ کیون ترک سے حق آسایش زایل ہو جاتا ہے یہہ ہے کہ کوئی شخص ایسا استحقاق حاصل نہین کر سکتا جب وہ خود مسدودی مستقل حائل کرے جسکے قیام تک استعمال حق آسایش غیر ممکن ہو جاوے یہہ امر عمداً ترک سے مختلف ہے کیونکہ آخری صورت مین اختیار استعمال ہر وقت ممکن ہے مگر بہ صورت اول ایسا کرنا امکان سے باہر ہے - مثلاً ایک عرصہ تک ایک مکان غیر آباد ہے یا مویشی موجود نہین جسکو چرائی کے واسطے بہیجا جاوے - یا چارہ عمدہ نہین ہے مقدمہ ہذا مین مدعی نے حق آسایش کے استعمال کے واسطے اپنے آپ کو ناقابل کر دیا اور جب تک یہہ ناقابلیت موجود تہی استعمال ممکن نہ تہا اور یہی معنی دفعہ ۲۷ کے ہین -

پلیڈر مدعی بیان کرتا ہے کہ بالفرض حق آسایش از روے قانون حاصل نہین ہوا تاہم زمانہ سابق مین ۲۰ سال سے زیادہ عرصہ تک ایسا ہو تو بموجب رواج ایسا مقصود

ہونا چاہیئے مگر عدالت مقدمہ ہذا مین دلائل قوی خلاف دعوی مدعی دیکھتی ہے۔
اوّل مدعی نے عرضی دعوی مین لکھوایا کہ عرصہ ۲ سال قید ہے اور کولی بنیاد دعوی مین نہین
ہے اب مناسب نہین ہے کہ مدعی کو وہ خیال جتلایا جاوے جو کبھی اوسکے ذہن مین نہ تھا
اور جنکا خیال اوسکو عدالت ماتحت مین ہرگز نہین آیا۔
عدالت اس قسم کی بحث کو ترقی نہین دینا چاہتی اور نتیجہ یہہ ہے کہ ہم بالکل عدالت ماتحت
سے اتفاق کرتے ہین اور اپیل معہ خرچہ خارج کرتے ہین۔

اپیل خارج

اٹرنی اپیلانٹ مسٹر ٹرلی

اٹرنی رسپانڈنٹ - بابو جی سی چند

صیغہ اپیل دیوانی

اجلاس مسٹر جسٹس مارکبائی

منفصلہ ۱۲ - جولائی ۱۸۷۶ع

پریوی کونسل اپیل نمبر ۵ سنہ ۱۸۷۶ع بناراضی عام اپیل نمبر ۳۴۸ سنہ ۱۸۷۵ع درخواست فدا حسین و دیگر کسان۔

خلاصہ

ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۷۵ع ضمن نمبر ۳۹ لیٹرس پٹنٹ سنہ ۱۸۶۲ع - دفعہ ۲۲ وکٹوریا ۲۴ و ۲۵ -
دفعہ ۹ وکٹوریا ۲۴ و ۲۵ باب نمبر ۱۰۴ - اختیارات لیجسلیٹو یعنی واضعان قانون ہند
ضمن نمبر ۳۹ لیٹرس پٹنٹ بابت سنہ ۱۸۶۵ع کا انحصار قانون جلوس وکٹوریا ۲۴ و ۲۵ باب ۱۰۴
پر نہین ہے اور اسکا اندراج بموجب اس ایکٹ کے نہین ہے لہذا جو اختیار اسکی رو سے ہائیکورٹ کو
درباب منظوری ادخال اپیل بحضور پریوی کونسل ملے اور وہ اپیل بناراضی فیصلہ ہائیکورٹ بصیغہ اپیل ہو

تو وہ اختیار نہین ہے جسکا استعمال بموجب دفعہ ۹ قانون جلوس ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا منظور ہو چکا ہے -

دفعہ ۲۲ قانون ... وکٹوریا باب ۷۶ کو بشمول دفعہ ۹ و ۱۱ قانون جلوس وکٹوریا ۲۴ و ۲۵ باب ۱۰۴ پڑہنا چاہیئے بموجب صریح الفاظ دفعہ ۹ تمام سابقہ اختیارات ہائیکورٹ کو دیئے گئے ہین بجز ایسی صورت کے جسمین لیٹرس پیٹنٹ کے ذریعہ مداخلت کی گئی ہو - اوران اختیارات کی نسبت گورنر جنرل باجلاس کونسل قانون تجویز کرنیکا مجاز ہے لہذا اختیار سماعت ادخال اپیل عدالت پریوی کونسل جدید نہین ہے اسواسطے اسکی نسبت گورنر جنرل باجلاس کونسل مجاز ہین کہ قانون تجویز کرین چنانچہ باب ۱۰۴ قانون جلوس وکٹوریا ۲۴ و ۲۵ - اس امر کی اجازت دیتا ہے -

فیصلہ مقدمہ سرکار بنام سیری اختلاف کیا گیا -

جب دو فیصلے در باب واقعات متفق ہون درخواست اپیل عدالت پریوی کونسل نامنظور ہونی چاہیئے اور صرف دعوی کا دس ہزار روپیہ سے زیادہ ہونا پریوی کونسل مین اپیل کرنیکے واسطے کافی نہین ہے ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۶۷ع دفعہ ۱ سے یہہ اختیار چہینا گیا -

عرضی بمراد حصول اجازت ادخال اپیل بعدالت پریوی کونسل بناراضی فیصلہ ہائیکورٹ جسکی روسے فیصلہ ڈسترکٹ جج پرنیا کا بحال ہا سائل مدعی تہا اور اوسکا دعوی ہر دو عدالت ہا مین بلحاظ واقعات مقدمہ خارج ہوا تہا -

درخواست مین مندرج ہے کہ زر دعوی ... روپیہ سے زیادہ ہے اگرچہ ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۶۷ء پاس کردہ گورنر جنرل باجلاس کونسل مین لکہا ہے کہ جب ڈگری اپیل شدہ عدالت ماتحت کی ڈگری کو بحال رکہے تو اپیل بغیر مسئلہ قانونی کے پریوی کونسل مین نہ گذرنے پاوے اور یہہ امر گورنر جنرل باجلاس کونسل کے اختیارات سے بڑہکر ہے اور وہ مجاز تجویز ایسے قانون کا نہین ہین پس سائل بموجب لیٹرس پیٹنٹ مجاز ہے کہ اپیل دائر کرے اور فی الحقیقت مقدمہ مین مسائل قانونی ہین اور بلحاظ حالات مقدمہ پیچیدگی مسائل

ہووے کہ وہ پریوی کونسل مین اپیل

بہیں ہوئی -

مسٹر کینیڈی اور مسٹر ایم پی گاسپر اور مسٹر ٹوایڈیل از طرف سائل
مسٹر وڈرف اور مسٹر ایونیس اور مسٹر ٹوایڈیل از طرف مخالف -

مسٹر کینیڈی - دفعہ ۵ - ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۷۴ع پریوی کونسل اپیل ایکٹ نے حقوق رعایا در باب اپیل بحضور ملکہ معظمہ کو محدود کر دیا ہے جب کہ اپیل فیصلہ ماتحت عدالت [illegible] کورٹ یا عدالت اعلی سے منظور ہووے اس ایکٹ مین صاف لکہا ہے کہ جب [illegible] کی راے نسبت واقعات مقدمہ ایک ہو تو جب تک قانونی مسئلہ درپیش نہووے [illegible] اصول سے متعلق نہو تب تک اجازت اپیل عدالت ملکہ معظمہ باجلاس کونسل نہووے - مگر فقرہ ۹ و ۳۹ لیٹرس پیٹنٹ بابت سنہ ۱۸۶۵ع کی رو سے اختیار اپیل حاصل ہے [illegible] دعوی [illegible] روپیہ سے زائد ہو اسلئے محدود کرنیوالا فقرہ گورنر جنرل باجلاس [illegible] زائد از اختیارات ہے [illegible] کے نفاذ کا منصب گورنر جنرل کو نہ تہا - کونسل ایکٹ [illegible] وکٹوریا باب ۶۷) اوسی اجلاس (سیشن) مین پاس ہوا جب چارٹر ایکٹ [illegible] باب ۱۰۴) دفعہ ۲۲ قانون جلوس ۲۴ و ۲۵ فصل ۶۷ کی رو سے گورنر جنرل صاحب [illegible] کہ تمام عدالت ہا کیواسطے قانون نافذ کرے مگر اوسکو اختیار نہوگا کہ کوئی قانون یا ریگولیشن پاس کرے جو خلاف اوس قانون کے ہو جو اوسی سیشن مین نافذ ہوا تہا جب ایکٹ کونسل پاس ہوا دفعہ ۹ قانون جلوس ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ مین لکہا ہے کہ ہائی کورٹ ہا اون سب اختیارات کو عمل مین لادینگے جو دیوانی و فوجداری وایڈمیرلیٹی (بحری) اور ابتدائی اپیل اور تمام ایسے اختیارات اور حکومت جو انصاف گستری کے واسطے اوس احاطہ مین ضروری

جس کے واسطے ہائی کورٹ مقرر ہوا ہے۔ اور عدالت ہائے جدید کے اختیار ۱۸۶۲ء یا منظور ہو چکا وہ ہوں گے جو عدالت موقوف شدہ کو حاصل تھے فقط ۔

ضرور ہے۔ اوخال اپیل بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل ایک امر متعلق وکٹوریا ۱۸۶۲ء تو اب سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا گورنر جنرل باجلاس کونسل مجاز ہے کہ اوسکو ہائی کورٹ سے رد کر سکے اور اوخال اپیل عدالت پریوی کونسل پر ایک پابندی زائد قائم کر دے پارلیمنٹ ایکٹ کی رو سے ہائی کورٹ ہا ایسے اختیارات کو کام مین لاوین گے جو بذریعہ لیٹرس پی ٹنٹ اونکو دیے گئے ہین در حقیقت تفصیل اختیارات ہائی کورٹ مندرج نہین ہے قانون کی رو سے ملکہ معظمہ کو اختیار ہے کہ اون اختیارات ہائی کورٹ کی تعریف کرین اور جب تعریف ہو چکے تو ہائی کورٹ اونکو کام مین لا سکتا ہے ۔ جب ملکہ معظمہ نے لیٹرس پی ٹنٹ جاری فرمائے اور اگر وہ ایکٹ مین شامل بھی نہ کئے جاوین تاہم بھی وہ بذات خود لیے ہین جنپر ایکٹ نے اختیارات کا انحصار رکہا ہے ۔ لہذا گورنر جنرل باجلاس کونسل کا اون اختیارات کو روکنا جو بذریعہ لیٹرس پی ٹنٹ ہائی کورٹ کو حاصل ہین ناقابل پابندی اور زائد از اختیار قوانین ہے ۔ مقدمہ سرکار بنام میرین سر رچرڈ کوچ کی گفتگو قابل غور ہے کہ گورنر جنرل مجاز ہے یا نہین کہ اختیارات ہائی کورٹ کو کم کر دے جب سر رچرڈ کوچ نے کہا کہ میری رائے مین فقط یہہ بیان اختیارات مندرجہ لیٹرس پی ٹنٹ کافی نہین ہے کہ اختیارات سابقہ گورنر جنرل کے سلب ہو جاوین تو گویا چیف جسٹس نے انگریزی الفاظ کے صریح معنون سے انحراف کرنا چاہا ان معنون کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ ہائی کورٹ نہ صرف ماتحت سوپریم کونسل ہوگا بلکہ ہر ایک لوکل کونسل کا بھی اور چونکہ کوئی اختیارات از روے لیٹرس پی ٹنٹ عطا نہین ہوئے اسواسطے مجالس واضعان قانون حسب منشاء خود جب چاہین اختیارات تبدیل کر سکتے ہین ۔ ایسا منشاء واضعان قانون یعنی لیجسلیچر کا ہرگز نہین ہو سکتا ۔ اگر ہائی کورٹ کو ماتحت گورنر جنرل کرنا منظور کیا تو دفعہ ۱

قانون جلوس وکٹوریا ۲۴ و ۲۵ باب ۱۰۴ کا کیا منشا ہے اور اسکی کیا تعبیر ہو سکتی ہے
جسمین درباب ترمیم لیٹرس پٹنٹ تذکرہ آیا ہے دہار کبائی جسٹس جیسے کہ مین سر رچرڈ
کوچ کی عبارت سمجہہ سکتا ہون اوسکی مراد یہہ ہے کہ گورنر جنرل با جلاس کونسل و دفعات
لیٹرس پٹنٹ کی ترمیم کرنے سے منع کیا گیا سواے ایسی حالت کے کہ جہان صراحتاً
اس بارہ مین آئی ہے دیکہو اخیر فقرہ دفعہ ۹ قانون جلوس ۲۴ و ۲۵ باب ۱۰۴)
یہی میرا پہلے خیال تہا - اور بمقابلہ دفعہ ۴۳ قانون جلوس ۳ ولیم چہارم باب ۸۵
اور دفعہ ۲۲ - انڈین کونسل ایکٹ معلوم ہو جاویگا کہ آخر الذکر مین بہت کچہہ مفید
امور کم کردئے گئے ہین اور بہت سے ترمیم کئے گئے ہین مثلاً دفعہ ۴۳ مین یہہ الفاظ
آئے ہین وہ یہہ تمام عدالت ہا جنکا تقرر فرمان شاہی سے ہوا ہے یا دیگر مگر یہہ الفاظ
قانون ۲۴ و ۲۵ باب ۶۷ وکٹوریا مین نہین ہین - چیف جسٹس بنگال بموجب ۱۶
و ۱۷ وکٹوریا باب ۹۵ لیجسلیٹو کونسل کے ممبرون مین شامل کیا گیا ہے اور اوسکا خارج
ہونا موجب ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۶۷ بباعث ترک اون الفاظ کے ہے جنکا ذکر اوپر
آیا ہے - مگر جاہے باعث کوئی ہو بموجب قواعد درباب تعبیر قوانین کے اون الفاظ کا
چہوڑنا بحث ہذا کو بہت تقویت بخشتا ہے - اور یہہ امر خاص بحضور سر رچرڈ کوچ مقدمہ
سرکار بنام سمیر مین پیش نہ تہا (۱) چیف جسٹس صاحب نے اسمقدمہ مین خیال کیا کہ دفعات
کسی ایکٹ کی جو موجودہ سشن مین نافذ ہو دین یا آیندہ سشن مین پارلیمنٹ نفاذ پاوین
وہ متعلق اوسی ایکٹ کے مقرر ہونی چاہیئے مگر جو دلیل وہ دفعہ ۴۲ کونسل ایکٹ سے
نکالتا ہے وہ اوسکے قضیہ کے خلاف ہے کیونکہ الفاظ مستعملہ دفعہ ۴۲ مطابق اون کے ہین
جو دفعہ ۲۲ مین ہین - دفعات کسی ایکٹ سے یہہ مراد نہین لینی چاہیئے کہ یہہ دفعات
لیٹرس پٹنٹ نہین اور ایک جزو چارٹر ایکٹ ہین کوئی وجہ نہین ہے کہ بمبئی اور

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۳ نمبر ۱۰۶ +

مدراس کی کونسلین اختیارات ہائی کورٹ کو محدود نہ کرین (مارکبائی جسٹس نے حوالہ مقدمہ بہونگر کا دیا جسمین پریوی کونسل نے فیصلہ دیا ہے کہ یہہ حصہ قانون شہادت اختیارات سے باہر ہے) فقرہ ۴۴ لیٹرس پٹنٹ بالکل بے معنی ہے جب تک یہہ جزو ایکٹ نہ تصور کیا جاوے —

(مارکبائی جسٹس — کیا یہہ امر یقینی ہے کہ وہ حصہ لیٹرس پٹنٹ جو متعلق پریوی کونسل ہے اور طرف سے ہی لنست ایکٹ کہ جہان سے پارلیمنٹ ایکٹ ہے جسمین اختیارات دیئے قائم کرنے عدالت ہائے عدالت ہندوستان نہین ہے) اگر لیٹرس پٹنٹ بموجب ادس ایکٹ کے صادر ہوئے تو ادنکا نفاذ سے سند ہوتا (مارکبائی جسٹس — ملکہ معظمہ کو انکے نافذ کرنیکا اختیار تہا کیا وہ ذی اختیار نہین ہے) ہان مگر گورنر جنرل باجلاس کونسل کو اختیار نہین ہے کہ پریوی کونسل کے اختیارات کو محدود کرے یہہ اون عدالتون سے نہین ہے جنکا ذکر دفعہ ۲۲ کونسل ایکٹ مین آیا ہے (مارکبائی جسٹس — مگر لیٹرس پٹنٹ مین اختیار سماعت اپیل نہین) مگر یہہ اختیار پہلے سے چلا آیا ہے سپریم کورٹ کو اختیار سماعت اپیل تہا اور کورچ چیف جسٹس نے مقدمہ عبد القاسم کو جو بنجی بنام فاطمہ بی بی نارضامندی سے حکم ضمانت درباب عدالت پریوی کونسل دیا اور اوسکا اختیار تہا کہ دفعہ ۴ سپریم کورٹ چارٹر اتبک قابل عمل درآمد ہے —

مجلس واضعان قانون ہندوستان کا ہائی کورٹ سے اختیار سماعت اپیل عدالت ملکہ معظمہ لے لینا یا چہین لینا گویا لیٹرس پٹنٹ مین مداخلت کرنی ہے اور خلاف ورزی ایک صریح حکم کے ہی ملکہ نے لیٹرس پٹنٹ کو بموجب ایکٹ کے نافذ کیا کوئی مجلس قانونی اختیارات محدود ایسا قانون نافذ کر سکتی ہے جس سے وجود قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ کالعدم سمجہا جاوے بموجب دفعہ ۱۷ چارٹر مذکور فقط ملکہ کو اختیار تنسیخ اور ترمیم لیٹرس پٹنٹ ہے کیا یہہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ جب یہہ ملکہ کو اختیار دیا جاوے

تو اوسکے دوسرے روز مجلس شاہنشاہی مجلس قانون ہندوستان کو اختیار دیوے کہ لیٹرس پاٹنٹ
کو منسوخ کرے جب اختیار دیا جاوے تو لیاقت اوسکے پورا کرنے کی بہی دیجاتی ہے اور یہہ مسئلہ
علی العموم تسلیم کیا گیا ہے کہ تعمیل اختیار بجز اوس سند کے سمجھنا چاہیئے جس سے اختیار دیا گیا
ہے دیکہو سکدن صاحب کی کتاب درباب اختیارات فصل ۲ و فقرہ ۲ - مقدمہ مدنباپلی متہرا سرمن
نے یہہ اصول قایم کیا تہا کہ چارٹر نافذ شدہ بموجب ایکٹ پارلیمنٹ ایکٹ پارلیمنٹ کا ہے
اور اس اصول کو مقدمہ ہذا سے متعلق کرنے سے یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ لیٹرس پاٹنٹ ایک
جزو امپیریل ایکٹ کا ہے نارتہ برٹش ریلوے کمپنی بنام ٹاڈ ہی اسکی تشریح کرتا ہے (مارکیبالی
جسٹس نے فرض کرو کہ دفعات لیٹرس پاٹنٹ ایک جزو ایکٹ کے ہین تو اس سے مقدمہ
میر کا فیصلہ علیحدہ نہین رہیگا یعنی دفعہ ۹ سے موجودہ طاقتین ماتحت اختیارات گورنر جنرل
نہین ہونگی) ہان مگر بموجب خاص دفعات چارٹر ایکٹ اور نہ بطرز دیگر علاوہ ازین مقدمہ ہذا
اور مقدمہ بنام میر کا میں بڑا فرق ہے کیونکہ از روے چارٹر ہائی کورٹ کے اختیارات
مین فرق نہین آیا چونکہ ہائی کورٹ کے اختیارات نسبت رعایای برطانیہ کے بدستور ہین
(مارکیبالی جسٹس کیا لجسلیچر کا یہہ منشا نہین تہا کہ ہندوستانی لجسلیچر کو تمام موجودہ
اختیارات عطا کرے مگر نہ کوئی ایسا اختیار دینا جو آیندہ معاملات سے متعلق ہو
اور یہی عام منشا اختیار عطا کرنیوالے قوانین کا ہوتا ہے) ایسا ارادہ ہرگز نہ تہا
کیونکہ چارٹر ایکٹ کی دفعہ ۱ کی رو سے اختیار تنسیخ ملکہ کو دیا گیا ہے اور فرض کرو
کہ ملکہ اپنے اختیارات کو خلاف منشا کسی ایکٹ مجوزہ ہندوستانی مجلس کے کام مین
لاوے تو کیا اوسکا فعل قابل ترجیح نہوگا (مارکیبالی جسٹس) وہ ہندوستان کی
مجلس وضعات قانون مین دست اندازی کریگی یہی راے ملکہ معظمہ کی عدالت مین
ایک تازہ مقدمہ مین قرار پائی ہے) چارٹر ایکٹ سے ملکہ کو اختیار ہے اور اسکی رو سے
وہ اپنی ہدایات کو ترمیم کرسکتی ہے دفعہ ۹ مین صاف لکہا ہے کہ ہائی کورٹ کی پابندی

ہندوستانی واضعان قانون کی مجلس کی فقط ایک محدود درجہ کی ہے چیف جسٹس
نے مقدمہ سرکار بنام میرین قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۳ کا حوالہ دیا ہے اس سے
واضح ہے کہ پارلیمنٹ اور ہندوستان کے قوانین جو ہندوستان میں پاس ہوئے ہیں
اون کی تصدیق خاص پارلیمنٹ کی ایکٹ سے ہونی چاہیئے اسواسطے نتیجہ ان سب امور کا یہہ
ہے کہ قوانین ہندوستان سے ہائی کورٹ کو ممانعت اوس امر کی ہوتی ہے جسکے کرنیکا
اختیار بذریعہ لیٹرس پٹنٹ دیا ہوا ہے اسلئے اس اختیار کا ہائی کورٹ سے چھینا
گویا لیٹرس پٹنٹ منسوخ کرنا ہے —
مسٹر وڈرافٹ — از طرف مدعا الفقرہ ۱۵ ونتالیس لیٹرس پٹنٹ میں جسپر اتنا زور دیا گیا
ہے — کوئی ضابطہ دربارہ اپیل تابے عدالت ملکہ معظمہ باجلاس کونسل نہیں اسمین صرف
یہی لکھا ہے کہ جب زر دعوی کی تعداد دس ہزار یا اس سے زیادہ ہو یا ہائی کورٹ مناسب
سمجھے کہ یہہ مقدمہ قابل اپیل ہے تو اوسصورت مین اپیل ہونا چاہیئے دفعہ ۹ قانون
۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ مین کوئی ضابطہ نسبت ایسے اپیلون کے نہین بحث کیا گیا ہے
کہ الفاظ ڈگری میں یہہ امر داخل ہے مگر قواعد سابقہ کے مطالعہ سے ان الفاظ
اور اپیل عدالت پریوی کونسل میں کوئی نسبت نہین پائی جاتی رعایا مجاز ہے کہ اپنی شکایت
تاج تک پہونچائے مگر یہہ استحقاق قانون سے محدود ہو گیا ہے اوّل اس بارہ مین قانون ۲۵
ہنری ہشتم باب ۱۹ اتہا بعدہ تین و چار ولیم چہارم فصل ۴۱ مابعد دفعہ ۱۸ قانون ۱۳
جارج سوم باب ۶۳ نافذ ہوا جسکے روسے سپریم کورٹ قائم کیا گیا اور اسمین لکہا گیا تہا
کہ شرائط اپیل بحضور سلطان وقت باجلاس کونسل تجویز ہون چنانچہ دفعہ ۳۰ کی رو سے
قواعد مناسب تجویز ہوئے قانون ۳ و ۴ ولیم چہارم باب ۴۱ نے جوڈیشل کمیٹی قائم
کی اور دفعہ ۲۴ مین یہہ ہدایت کی کہ شاہ باجلاس کونسل قواعد اپیل از عدالتہائے
ہندوستان بعدالت سلطانی ترمیم و تنسیخ کرسکتے ہین ۱۰ اپریل ۱۸۳۸ء کو ایک حکم

کونسل مین دستخط کئے گئے جسکے روسے قواعد سابقہ منسوخ ہوئے دس ہزار کی تعداد اپیل کے واسطے معہ دیگر شرائط رکھی گئی یہہ قواعد اور احکام تا برخاستگی سپریم کورٹ قائم رہے ہائی کورٹ کے ایک ایکٹ مین کوئی ذکر نسبت اپیل بریوی کونسل نہین فقرہ اونتالیس لیٹرس پٹنٹ کے روسے حکم کونسل متذکرہ بالا بحال رہا یہہ قواعد جزو لیٹرس پی ٹنٹ نہین ہین اسواسطے دلیل نسبت مقدمہ بی بی متہرا باطل ہے آیا لیٹرس پی ٹنٹ ہائی کورٹ کا ایک جزو ہے سوچنا چاہیئے کہ آیا ملکہ قانون کی دفعات کو کم و بیش کرسکتی ہی یا نہین جواب اسکا نفی ہوگا مقدمہ سرکار بنام میدش[1] کی روسے لیٹرس پی ٹنٹ جزو ایکٹ کا نہین کو چیف جسٹس نے اس بارہ مین ایسا کہا اور باقی جج اوس سے متفق ہوئے علاوہ ازین دفعہ ۱۱ قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا فصل ۱۰۴ کی روسے لیٹرس پی ٹنٹ اوس ایکٹ کا جزو نہین قانونی مجلس ہندوستان ہائی کورٹ کے اختیارات کو بدل سکتی ہے دیکھو مقدمہ مادھو چندر کورا بنام راج کمار داس[2] چیف جسٹس نے اسمقدمہ مین یہہ رائے بیان کی کہ گورنر جنرل مجاز ترمیم کرنیکا ہے[3]

مسٹر ایونس اوسی طرف سے فقرہ اونتالیس لیٹرس پی ٹنٹ کی روسے ملکہ معظمہ کی رعایا کو اختیار اپیل بحضور سلطان وقت حاصل ہے مگر پابندی قواعد کی ضرور ہے موقوفی سپریم کورٹ اور قیام ہائی کورٹ سے اسمین فرق نہین آیا دیکھو مقدمہ گوردن بارموتو بنام سری متی مولی بی بی[4] اسواسطے قواعد داخل اپیل جزو اوس چارٹر کے نہین ہوسکتی کہ جس سے ہائی کورٹ قائم ہوا ایکٹ ۱۸۶۱ء استحقاق اپیل کو سند نہین کرتا بلکہ ایک قاعدہ مقرر کرتا ہے اور اسیواسطے اوخال اپیل بموجب ضابطہ مندرجہ ایکٹ مذکور ہونا چاہیئے اگر سائل کو ایذا پہونچی ہے وہ جوڈیشل کمشنر سے خاص اپیل کی اجازت لے سکتا ہے

---

(۱) بنگال لار یورٹ جلد ۳ نمبر ۱۰۶ (۲) بنگال لار یورٹ جلد ۱۴ نمبر ۷۶
(۳) کتاب مذکور کے صفحات ۸۳ و ۸۴ (۴) بنگال لار یورٹ جلد ۵ نمبر ۷۶

کیونکہ ایکٹ ہذا اختیارات ملکہ مین دست اندازی نہین کرتا دیکھو مقدمہ ملکہ بنام ہیلیشن بلکرجی -

مسٹر کینیڈی کا جواب دفعہ ۱۱ قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ امیر معنون کے مفید مطلب ہے دفعہ ۹ کے الفاظ دفعہ ۱۱ کے الفاظ سے مختلف ہین موخر الذکر ضابطہ بتلاتے ہین مقدم الذکر اختیارات ظاہر کرتے ہین -

مارکبائی جسٹس - یہہ قاعدہ اپیل متذکرہ ایکٹ ۱۸۷۴ع درخواست کا منشا یہہ تہا کہ دفعات ایکٹ مذکور قابل پابندی ہین یا نہین مین کہہ سکتا ہون کہ ثابت نہین کیا گیا کہ اجازت دینی چاہیئے درخواست مین یہہ بہی معلوم ہوا کہ سارٹیفکٹ موجب ایکٹ ۱۸۶۷ء عطا ہو کیونکہ قانونی مسئلہ مقدمہ مین حل طلب ہے مگر آخرش اس دعوی سے انکار کیا گیا -

اب سوال یہہ ہے کہ سایلان خلاف ایکٹ ۱۸۶۷ع اس بنا پر اپیل کرسکتے ہین کہ زردعوی دس ہزار روپیہ سے زائد ہے ایکٹ مذکور کے نفاذ سے پہلے ایسا ہو سکتا تہا سایلان کا یہہ کہنا کہ گورنر جنرل کو اختیارات نہین کہ اون کو اس مجاز سے محروم کرے یہہ امر بیشک مفید ہے اور اس شک کو رفع کرنا چاہیئے -

سائل کیطرف سے یہہ دلیل پیش کی گئی - ازروے فقرہ اونتالیس لیٹرس پی ٹنٹ ۱۸۶۵ء اپیل داخل ہونا چاہیئے جب دعوی کی تعداد دس ہزار یا اس سے زیادہ ہو لیٹرس پی ٹنٹ کا نفاذ بموجب قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ ہوا دفعہ ۹ کی رو سے ہائیکورٹ اون اختیارات کو کام مین لا سکتا ہے جو دادگستری کے لحاظ سے ملکہ معظمہ نے عطا کرے اور خاص اپیل ہی دادگستری مین داخل ہے ایکٹ ۱۸۶۷ع پاس کردہ گورنر جنرل بہ منزلہ کالعدم ہے کیونکہ اسکے نفاذ کا اختیار گورنر جنرل کو نہ تہا

اسکا جواب فریق مخالف نے یہہ دیا (۱) دفعات لیٹرس پی ٹنٹ وہ نہین ہین جو قانون ۲۴ و ۲۵

وکٹوریا باب ۴۰ اکے اور اسواسطے یہہ اوس حد مین داخل نہین جسکا ذکر دفعہ ۲۲ قانون ۴۲ و ۲۵ وکٹوریا باب ۶۷ مین آیا ہے - (۲) صریح الفاظ دفعہ ۹ قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا فصل ۱۰۴ کے روسے ہر اختیار ہائی کورٹ ماتحت گورنر جنرل باجلاس کونسل ہے - (۳) لیٹرس پیٹنٹ سے کوئی اختیار عدالت ہذا کو درباب ادخال اپیل بعدالت پریوی کونسل حاصل نہین - (۴) ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا فصل ۱۰۴ اکے روسے ملکہ معظمہ کو اختیار نہین کہ اپنی عدالت مین اپیل منظور کرے اور یہہ اختیار بموجب ایکٹ پارلیمنٹ کے ہونا چاہیئے لہذا حکم متذکرہ دفعہ ۲۲ قانون ۲۴ وکٹوریا باب ۶۷ مقدمہ ہذا سے متعلق نہین ہے -

ہر دو اعتراضات آخری پر غور کرنی ضرور ہے یہہ امر قابل توجہ ہے کہ جب جج عدالت ہذا بحیثیت ادخال اپیل بعدالت پریوی کونسل جلاس کرتا ہے تو اوسکی حالت کیا ہے منصب جج جو ادخال اپیل بناراضی فیصلہ عدالت ہذا بصیغہ ابتدائی سماعت کرتا ہے ایک ہی طریق کا ہے مگر تاریخ ادخال اپیل بناراضی فیصلہ عدالت ہذا بصیغہ اپیل اور قسم کی ہے اور مناسب نہین ہے کہ تصفیہ مقدمہ مین زیادہ اور فضول طوالت کیجاوے - جو جج براہ ادخال اپیل عدالت پریوی کونسل بناراضی فیصلہ عدالت ہذا بصیغہ اپیل اجلاس کرتا ہے اوسکی حالت خود مختار نہین ہے جو فیصلہ عدالت قسمت نے کیا ہے وہ بمنزلہ فیصلہ ہائیکورٹ ہے جج کا فقط یہہ کام ہے کہ فریق مقدمہ کی اپیل پریوی کونسل مین داخل ہونے مین امداد کرے جج کا منصب ہے کہ دیکھے کہ آیا مقدمہ قابل اپیل ہے یا نہین ہے - علاوہ ازین آیا گورنر جنرل باجلاس کونسل مجاز ہے یا نہین کہ استحقاق اپیل بحضور پریوی کونسل محدود کر سکے اور اوس نے ایسا کرنا مناسب نہین تصور کیا میرے روبرو سوال درباب استحقاق اپیل نہین ہے بلکہ یہہ امر پیش ہے کہ ضابطہ روانگی اپیل پریوی کونسل مین عدالت ہذا کا کیا دستور ہے -

اپیل عدالت پریوی کونسل بناراضی فیصلہ صدر دیوانی عدالت حاصل تہا دیکہو قانون ۱۱ اجارج سوم باب ۷۰ غالباً یہہ حق ابتک قائم ہے دیکہو مالک رام بنام اعظم علی بیگ مگر مسٹر رچی بصراحت بیان کرتا ہے کہ عدالت کو اختیار ساعت ادخال اپیل نہین جبکہ جائز ذریعہ سے اختیار نہ دیا جاوے - مجہے نہایت خوشی ہے کہ میری رائے کی تائید ایسے لائق فائق جج کرتے ہین اختیار ادخال اول بذریعہ رگیولیشن ۶ ۱۷۹۷ع دفعہ ۲ صدر دیوانی عدالت کو دیا گیا تہا اور چند پابندیان اس اختیار پر بذریعہ احکام ملکہ معظمہ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۸۳۸ع بہ طبق قانون ۳ و ۴ ولیم چہارم باب ۴۱ قائم کئے گئے ہین اور ضابطہ کارروائی بذریعہ قواعد مجوزہ صدر دیوانی عدالت مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۸۵۸ع اور عدالت ہذا نے ۴ جولائی ۱۸۶۸ع کو یہی قواعد آئندہ کو جاری کئے - مگر ہمین یا ۲۴ و ۲۵ باب ۶۷ قانون جلوس وکٹوریا مین کوئی ایسا امر نہین ہے جو مانع اختیار گورنر جنرل باجلاس کونسل در باب ترمیم و تنسیخ احکام ہو - یہہ دلیل بیان کی گئی ہے کہ الفاظ "پابندی قواعد مجریہ" اون کو لیٹرس پی ٹنٹ مین شامل کرتے ہین اور اسیطرح وہ اختیار تجویز قوانین گورنر جنرل باجلاس کونسل سے الگ ہو جاتے ہین بعدہ مین چند دلائل بیان کرونگا جنسے یہہ معنی نہین نکلتے قطع نظر دیگر خیالات بحث درست ہے کہ فقرہ نمبر ۳۹ لیٹرس پی ٹنٹ بموجب قانون جلوس ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ درج نہین ہوا - اسکے ذریعہ سے ملکہ معظمہ کو اختیار دیا گیا تہا کہ ہائیکورٹ آف جوڈیکچر بنگال مین قائم کرے اور ایسے ہی عدالت ہا اور اور مقامات ہندوستان مین متعین ہووین - اختیار اپیل متذکرہ قانون ۱۳ اجارج سوم باب ۶۳ کا ذکر قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ مین درج نہین ہے اور آخری قانون مین کوئی ایسے الفاظ نہین ہین جنسے استنباط کیا جاوے کہ ہائیکورٹ کو یہہ اختیار حاصل ہے -

میں مسٹر کیمپ صاحب سے بہت معاملات میں اتفاق کرتا ہوں مگر دو آخری قوانین کے
معنوں میں اون سے اختلاف ظاہر کرتا ہوں اور گو میں فیصلہ مقدمہ سرکار بنام میر
سے اتفاق کرتا ہوں مگر دلایل سے جو اسکے تصفیہ کے واسطے دئے گئے ہیں اتفاق
نہیں کرتا ۔

اس مشکل کے حل کرنیکے واسطے ضرور ہے کہ اپنی رائے نسبت معنی قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا
باب ۱۰۴ ظاہر کروں اس سے ہویدا ہے کہ آیندہ اختیارات انڈین لیجسلیٹو نسبت
ہائی کورٹ کے کیا ہونگے ۔ تین دفعات جنمیں واضعان قانون ہندوستان کا ذکر
آیا ہے اور وہ یہ ہیں ۹ - ۱۱ - اور ۱۳ - اوّل دو سے گورنر جنرل ہند با جلاس کونسل کو
اختیارات تجویز قوانین دئے گئے ہیں اور آخری میں اختیارات ہائی کورٹ اور گورنر
جنرل ہیں یہ پارلیمنٹ نے صاف طور پر ظاہر کر دیا ہے کہ کسطور ہائی کورٹ ماتحت
گورنر جنرل با جلاس کونسل ہے ۔

لیکن اگر دلائل مقدمہ سرکار بنام میر کو تسلیم کیا جاوے تو انڈین لیجسلیٹو کو ہائی کورٹ کے
وہ اختیارات حاصل ہیں جنکا ذکر قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ میں نہیں آیا
مقدمہ سرکار بنام میر میں بیان کیا گیا ہے کہ معنی الفاظ دو کوئی دفعہ کسی قانون
کی جو اوسی سشن پارلیمنٹ میں نافذ ہووے مابعد اسکے عمل میں آوے دفعہ ۲۲ قانون
۲۴ و ۲۵ باب ۶۷ سے دفعات اوسی قانون کی مراد ہیں اور اسمیں لیٹرس پیٹنٹ
شامل نہیں ہے انتظام انکا دفعات سے یہی مراد ہے کہ ہائی کورٹ پر پابندی احکام گورنر
جنرل با جلاس کونسل اس بارہ میں واجب ہے ۔

فیصلہ مقدمہ سرکار بنام میر کے دلائل منضبط ہیں اور صاف عیاں ہے کہ اختیارات
ہائی کورٹ کو بذریعہ ایکٹ عطا ہوئے اور نہ بذریعہ لیٹرس پیٹنٹ اور ان اختیارات کی
نسبت گورنر جنرل با جلاس کونسل قانون تجویز کر سکتا ہے ۔ جب موقوف شدہ عدالت کے

اختیارات کا تذکرہ ہوا تو ملکہ معظمہ جانتی ہین کہ یہہ اختیارات گورنر جنرل باجلاس کونسل ترمیم کرسکین گے اور اختیارات گورنر جنرل باجلاس کونسل ۴۴ فقرہ لٹیرس پی ٹنٹ مین تسلیم کئے گئے ہین - اس خیال سے دفعہ ۹ سے ہائی کورٹ ماتحت گورنر جنرل باجلاس کونسل ہے اسکے خلاف پارلیمنٹ نے کبھی صریح طور پر ظاہر نہین کیا کہ ہائی کورٹ دیگر قانونی لوکل کونسلون کے ماتحت ہے اور یہہ دلیل ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا سے زیادہ تر مضبوط ہو جاتی ہے -

میری راے یہہ ہے کہ ہائی کورٹ ماتحت گورنر جنرل باجلاس کونسل ہے کیونکہ تجویز کرنا قوانین کا گورنر جنرل باجلاس کونسل کو از روے ۲۴ و ۲۵ باب ۶۷ حاصل ہے -

بدین دلائل درخواست ہذا معہ خرچہ خارج ہووے -

درخواست نامنظور ہوئی

—— ۱۰۰۰۱ ——

ہائی کورٹ

صیغہ ابتدائی دیوانی

دیال جی راج (مدعی) بنام جوراج رتن سی اور یک کس دیگر (مدعا علیہم)

مقدمہ نمبر ۶۵۸ سنہ ۱۸۷۴ع

منفصلہ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۸۷۵ع

خلاصہ

رہن - سپردیا امانت قبالہ ہا - بائع اور مشتری - اطلاع - فریب - مدعی نے مدعا علیہ نمبر ۱ - کو مبلغ مہ ہزار روپیہ قرض دئے اور اقرار کیا کہ مبلغ مہ ہزار روپیہ اور قرض دیا جاوے گا اور بعوض کل زر تعدادی مبلغ مہ ہزار روپیہ مدعا علیہ نمبر ۱ - اپنی جائداد غیر منقولہ رہن کر دیگا اور مدعا علیہ نمبر ۱ - نے اپنے قبالہ ہای جائداد غیر منقولہ مدعی کے سپرد کر دی تاکہ رہن نامہ تیار ہو وے اور بعد وصولیت باقی مہ ہزار روپیہ رہن نامہ لکھدے گا اور بعدہ قبالہ ہاے مدعی مدعا علیہ نمبر (۱) واپس دیگا تاکہ شکوک نسبت مالک چند مکانات رفع ہوجاوین - قبالہ ہا مدعا علیہ نے واپس نکئے اور نہ دیگر خط قبالہ ہا بجاے اول الذکر سپرد کئے اور باقی مبلغ مہ ہزار روپیہ مدعی نے مدعا علیہ نمبر ۱ - کو دئے -

قرار پایا کہ بعوض مبلغ مہ ہزار روپیہ از روے انصاف مدعی کے پاس جائداد کافی رہن اور مکفول ہے -

وجہ قاعدہ انصاف غیر ایکوٹی یہ ہے کہ جب ایک خریدار بعوض بدل معاہدہ جائداد معقول قیمت دیکر خریدے اور اوسکو معلوم ہو کہ جائداد پہلے مکفول ہے تو یہ خرید بپابندی کفایت اول وقوع مین آئے اور ایسے خریدار کی نسبت قانونا یہ راے ہے کہ اوس نے بدنیتی سے خرید کیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ جائداد پہلے مکفول ہے اور پھر باوجود اطلاع اوسنے لیا کیا مگر جس خریدار کو یہ آگاہی نہو کہ جائداد پیشتر مکفول ہے اور وہ شخص ثالث کے استحقاق سے واقف نہین ہے اور قیمت واجبی دے تو ایسے خریدار کی

نسبت الزام فریب نہین لگایا جاسکتا - عدالتہا انصاف ایسے خریدار کے استحقاق قبضہ فروخت فائدہ
اوٹھانے مین دست انداز نہو ن گے گو وہ بعد خرید پہلے کفالت کی وجوہ سے آگاہ ہوجاوے تاہم
وہ مختار ہے کہ اپنی خرید کردہ جائداد کو فروخت کردے اور نہ اوسکو اور خریدار ثانی کو ذمہ داری
بابت کفالت ابتدائی کے منظور ہوگی کیونکہ وہ الزام بدنیتی بددیانتی سے پاک ہے اس سے اصول
خرید ما بعد بھی محفوظ ہے -

جب مدعا علیہ نمبر ۲ مدعی کی کفالت سے آگاہ تھا اور اوس نے ایسے شخص سے خرید کیا
جس کو آگاہی تھی مگر اوس نے ایک ایسے نیک نیت خریدار سے خرید کیا جسکو آگاہی نتھی -

قرار پایا کہ مدعا علیہ نمبر ۲ نے جائداد پہ بلا پابندی و ذمہ داری کفالت اول رہن قابض ہے -
مقدمہ کارٹر بنام کارٹر کا فرق اور امتیاز کیا گیا -

یہ مقدمہ بربنای رہن منصفانہ مرتہن نے بنام راہن اور خریدار جائداد
مرہونہ کے دائر کیا مدعی اپنے دعوے مین لکھاتا ہے کہ مین خلاف مدعا علیہان
اس امر کو قرار دلانا چاہتا ہون کہ مکان نمبر ۹ واقعہ بازار قاضی سید بعوض
مبلغ ۲ ہزار روپیہ کے میرے پاس مکفول ہے اور یہ روپیہ مین نے مدعا علیہ
نمبر (۱) کو اگست ۱۸۶۵ء مین دیا تھا اور درخواست کرتا ہون کہ کسقدر بابت
کفالت مکان مذکور واجب الادا ہے اوس رقم کی ڈگری صادر کی جاوے اور زر
ڈگری مدعا علیہان سے دلایا جاوے اور درصورت عدم ادا سے مکان نیلام
کیا جاوے مدعی نے بیان کیا کہ ۲۶ - جولائی ۱۸۶۵ء اور ۳۱ - جولائی ۱۸۶۵ء
کو مین نے مدعا علیہ نمبر (۱) کو دو رقوم تعدادی مبلغ ۲ ہزار روپیہ اس شرط
پر دین کہ مدعا علیہ نمبر (۱) اس رقم کے عوض کفالت رہن مجھکو کرا دے اور ۱۰
اگست ۱۸۶۵ء کو مدعا علیہ نمبر (۱) نے مجھکو چند قبالجات سپرد کئے اور کہا
کہ یہ میری جائداد غیر منقولہ کے ہین اور وعدہ کیا کہ قرضہ کے عوض کفالت نامہ

لکھدونگا پھر ۱۱ - اگست سنہ ۱۸۶۵ء کو مدعی نے مبلغ ھ ہزار روپیہ مدعا علیہ نمبر (۱)
کو دیا جس نے مدعی کو ایک دستاویز لکھدی ضروری مضامین دستاویز مذکور
کے حسب ذیل ہین مبلغ ۳۸ ہزار روپیہ مین نے دیال جی راج سی منجملہ
۶۵ ہزار روپیہ کے سودی وصول کیا اور چار مکان میرے اس رقم مین
مکفول ہین (اس مقام پر تفصیل چار مکانات کی درج ہے ایک بیان کیا گیا ہے
کہ بازار قاضی سید مین واقعہ ہے نمبر اوسکا ۹) بعوض مبلغ ۳۸ ہزار روپیہ
مذکورہ بالا مین نے دیال جی راج مذکور کے پاس تمام اپنے خط قبالجات رکھدئے ہین
جو میرے قبضہ اور تصرف مین تھے تاکہ وہ رہن نامہ تیار کرا دے اور بعد ادائے زر
باقی مبلغ ۲۷ ہزار روپیہ بعد منہائی اخراجات اور ایک رقم تعدادی مبلغ [illegible]
روپیہ جسکا ذکر آگے آویگا مین اقرار کرتا ہون کہ جب رہن نامہ مسٹر اکلنڈ
پرنٹس اور رشپ سالیسٹر دیال جی راج مذکورہ بالا کے ہان کے سے تیار ہوکر آویگا
مین اوسکی تصدیق کرادونگا اور جسقدر تکمیل رہن نامہ وغیرہ کے واسطے
ضروری ہے کرونگا ۱۲ - مدعی نے اس سے زیادہ یہ لکھوایا کہ ۱۱ - اگست سنہ ۱۸۶۵ء
بعد مین نے یہ اقرار نامہ اور خط قبالجات اپنے سالیسٹر کے سپرد کیے اونھون نے
مجھکو مشورہ دیا کہ چند مکانات جو اقرار نامہ مین مندرج ہین اُن کی شناخت
از روے خط قبالجات کرنے مین مشکل درپیش ہے بعد اسکے مین نے مدعا علیہ
نمبر (۱) سے اس بارہ مین گفتگو کی اوس نے وعدہ کیا کہ اور کاغذات لاؤنگا
اس پر مدعی نے مدعا علیہ نمبر (۱) کو وہ خط قبالجات واپس دئے جو مدعی کے
پاس امانتاً دئے گئے تھے مدعی نے مدعا علیہ نمبر (۱) کو باقی مبلغ ۲۷ ہزار
روپیہ نہین دیا اور نہ مدعا علیہ نے مدعی کو وہ خط قبالجات واپس دئے جو اول
مدعی کے پاس امانتاً رکھے گئے تھے اور نہ انکے عوض مین دوسرے قبالجات دئے

گئے اقرار نامہ مورخہ ۱۱ اگست ۱۸۶۵ء بہر کیف مدعی کے سالیسٹر کے پاس رہا
۳ ستمبر ۱۸۶۶ء کو مدعا علیہ نمبر (۱) نے مکان نمبری ۹ واقعہ بازار قاضی سید
بینک بمبئی کے پاس رہن کر دیا اور وہی قبالنامجات مرتہنان کے پاس امانتاً
رکھے جو مدعی کو دئے گئے تھے مگر بینک کو اس امر کی آگاہی نتھی کہ یہہ مکان مدعی
کے پاس رہن ہے ۱۵ فروری ۱۸۶۷ء کو بینک نے باختیار فروخت مندرجہ رہن نامہ
مورخہ ۳ ستمبر ۱۸۶۶ء کو مکان مرہونہ کو نیلام کرایا تب اطلاع دی گئی کہ مکان پہلے
سے رہن تھا نیلام ملتوی رہا ۲۴ اپریل ۱۸۶۸ء کو بینک نے پھر اپنے اختیار کو
کام مین لاکر مکان نمبری واقع بازار قاضی سید مسمی مندرداس مکرجی کے پاس
فروخت کیا جسکو کہ اس امر کی اطلاع تھی کہ یہہ مکان پہلے مدعی کے پاس رہن تھا
اور اس آخری خریدار نے ۲۰ فروری ۱۸۷۲ء کو مکان مذکور مدعا علیہ نمبر (۲) یعنی
گوکلداس دیوجی کے ہاتھہ فروخت کیا و بموجب بیان گواہان مدعی بموقعہ ناتمام
نیلام فروری ۱۸۶۶ء کو حاضر تھا اور اسی واسطے اسکو آگاہی تھی کہ یہہ مکان
مدعی کے پاس رہن تھا۔

اب سوال قابل تصفیہ عدالت یہہ ہے کہ آیا وہ خریدار جسکو ابتدائی کفالت کی
اطلاع تھی مگر وہ خریدار سے خرید کرتا ہے جسکو آگاہی نتھی تو اوسپر پابندی پہلے
کفالت کی واجب ہے یا نہین اور یہہ مسئلہ ایسے مقدمہ پر عائد ہو سکتا ہے یا نہین
جس مین باخبر خریدار دوسرے باخبر خریدار سے خرید کرے جس نے اوس شخص
سے خریدا ہے جسکو اطلاع نہ تھی۔

جب یہہ مقدمہ مسٹر جسٹس گرین کے سامنے پیش ہوا تو مدعا علیہ نمبر (۱)
جی راج رتن سے صالتاً حاضر ہوا اور بیان کیا کہ مین جوابدہی مقدمہ کی
نہین کرنا چاہتا۔

کوبل ایڈووکیٹ جنرل اور رلینگ از طرف مدعی۔ سندات جو مدعی کے پاس مدعا علیہ نمبر (۱) نے امانتاً رکھین اور مدعی نے اوس کو ۳۸ ہزار روپیہ قرض دیا اس سے رہن کا ہونا ثابت ہے اور اگر سندات امانتاً بطور کفالت نرکھین جائین تاہم بہی مقدمہ ہذا مین صریح اقرار نامہ رہن موجود ہے دیکھو مقدمات یکطرفہ مقدمہ بروس۔ وائج بنام ورتھنگٹن۔ وہاکلی بنام بنیڈاک۔ اورکیز بنام ولیم۔ اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ انصافانہ کفالت مدعی اس امر سے ختم ہو گئی کہ جب مدعا علیہ نمبر (۱) نے خاص مطلب کے لیے قبالنامجات واپس لیے جس امر کی تکمیل اوس نے کبھی نہ کی بلکہ مدعی کی رضامندی سے فائدہ اوٹھا کر جا بندا دمرہونہ از راہ فریب دوبارہ بینک کے پاس رہن کر دی اور اقرار نامہ مورخہ ۱۱ اگست ۱۸۶۵ء بدستور سابق مدعی کے قبضہ مین رہا اگر بینک کو بوقت رہن مورخہ ۳ ستمبر ۱۸۶۶ء رہن سابق کی اطلاع نتھی تاہم بہی بینک اور بائع مدعا علیہ نمبر (۲) قبل از بیع مدعا علیہ نمبر (۲) اور قبل از فروخت بدست مدعا علیہ نمبر ۲ آگاہی رکھتے تھے نہ صرف مدعا علیہ نمبر (۲) کو آگاہی تھی لہذا نہ صرف مدعا علیہ نمبر (۲) کو اطلاع تھی بلکہ اوسکے بائع کو ابتدائی کفالت سے علم حاصل تھا دیکھو مقدمہ کارنڈ بنام کارنڈ۔

لیتھم اور انوبرٹین منجانب مدعا علیہ نمبر (۲) گوکل داس مہادیو جی۔ اول تو رہن بحق مدعی از روے انصاف نہین ہے دیکھو مقدمات نارس بنام ولکنسن ویکطرفہ مقدمہ ملیش ورسل بنام رسل ویکطرفہ مقدمہ ہوپر اور یکطرفہ مقدمہ وبٹرو مگر فرض کیا جاوے کہ مدعی مرتہن از روے انصاف بہی ہے اور مدعا علیہ نمبر کو اس بات کی واقفیت بہی تھی تاہم مدعا علیہ نمبر (۲) کے خریدار نے ایسے خریدار سے خرید کیا تھا جسکو آگاہی رہن سابقہ کی اطلاع نہ تھی

اسواسطے مدعا علیہ نمبر ۲ نے گویا مکان بلا پابندی رہن سابقہ خرید کر لیا ہے
دیکھو مقدمہ لی نیو بنام لی نیو اور مقدمات جسپر بحث اوس مقدمہ مین ہوئی
اور دیکھو ٹودر اور وایٹ کے مقدمات قابل نظیر جلد ۲ صفحہ ظاہر ہے وہ اصول جو
مقدمہ ہذا سے متعلق ہے بینک خریدار بالکل معصوم خریدار ہے اس واسطے
اسکو نہ صرف استحقاق قبضہ تھا بلکہ اختیار فروخت جائداد خرید کردہ پر حقوق
خریدار ثانی کے ہین گو اوسکو واقفیت رہن سابقہ سے تھی اور اسی قیاس پر جملہ
خریداران مابعد کا حال خیال کرنا چاہیے اگرچہ اونکو اطلاع رہن سابقہ کی ہو
دیکھو کر صاحب کی کتاب درباب فریب صفحہ نمبر ۲۵۲ -

مسٹر جسٹس گرین نے بعد غور واقعات مقدمہ مذکورہ اور تاثیر اقرار نامہ
حسب ذیل تقریر کی - اگرچہ مدعی کو استحقاق حاصل تھا کہ جی راج رتن سے
رہن نامہ لکھواتا جسکا ذکر اقرار نامہ مورخہ ۱۱ اگست ۱۸۶۵ء مین ہے - مگر
اس رہن نامہ کا لکھا جانا اس بات پر منحصر تھا کہ مدعی ۔۔۔ ہزار روپیہ اوسے
مدعی کو دیتا تاکہ ۔۔۔ ہزار روپیہ پورا ہوتا جسکا قرضہ دینے کا وعدہ کیا
گیا تھا تاہم بھی قبالہ جات کا امانتاً رکھنا معہ بیان مطلب امانت مندرجہ اقرارنامہ
کہ جسکے روسے مدعی کو اختیار تھا کہ رہن نامہ تیار کرتا بلحاظ مبلغ ۔۔۔ ہزار
روپیہ قرض دینے کے بمنزلہ کفالت نامہ اوس جائداد کے ہے جس کا ذکر
قبالہ جات مین آیا اور جو مقدمہ کینز بنام ولیم وہاکلی بنام بنیڈاک کے
معائنہ سے عیان ہوتا ہے -

بعد ۱۱ اگست ۱۸۶۵ء مدعی نے اقرار نامہ اور قبالہ جات سپرد کردہ
جی راج رتن سے اپنے سالیسٹر کو دئے جس نے مدعی کو ہدایت کی کہ قبالہ جات
باترتیب نہین یعنے بعض مکانات متذکرہ اقرار نامہ مورخہ ۱۱ اگست ۱۸۶۵ء

کی شناخت از روی قبالنامجات بخوبی نہین ہوتی اسلیے یہ تجویز قرار پائی کہ
قبالنامجات واپس جی راج کو دئے جائین تاکہ یہ مشکل حل ہو مدعی بیان کرتا ہے
گو صحیح تاریخ معلوم نہین ہوئی اوس نے جی راج رتن سے کو کہا کہ مجھکو مشورہ
دیا گیا ہے کہ قبالنامجات با ترتیب نہین مدعی بیان کرتا ہے کہ مینے جی راج رتن سے
کو کہا کہ تمکو اور کاغذات لانے چاہئین اوس نے جواب دیا ہان اور کاغذات لاؤنگا
اس گفتگو کے اوسی روز یا دوسرے روز قبالنامجات واپس جی راج کے شریک
مسمی امرجی ہیم جی کو دیے گیے امرجی سے کہا گیا تھا کہ یہ کاغذات مکمل نہین یا
نامناسب ہین تم اور دوسرے کاغذ مکمل یا مناسب لاؤ اور اوسکے بعد باقی رقم
دی جاوے گی امرجی ہیم جی بیان کرتا ہے کہ مین کاغذات دس یا پندرہ دن بعد
تحریر ہونے اقرارنامہ مورخہ ۱۱ اگست ۱۸۶۵ء کے واپس لیے جس قدر اس گواہ
کو یاد ہے وہ حسب ذیل ہے۔ کاغذات مناسب نہین یا درست نہین تم ان
کاغذات کو اپنے مالک یعنے جیوراج رتن سے کے سپرد کرنا مجھکو یہ نہین کہا گیا
کہ کاغذات کس صورت مین نادرست تھے پس معاملہ یون ہی رہا بعدہ مدعی نے
جیوراج رتن سی سے مشکل حل کرانے کے لیے کوئی تدبیر نہین کی یا آنکہ اوسکو
کہا جاتا کہ اور عمدہ کاغذات دو اور باقی مبلغ صـــ ہزار روپیہ کے یعنے
ہمـــ ہزار روپیہ بھی نہین دیا گیا اور قبالنامجات جو جیوراج رتن سی کے پاس
رہے اور اقرارنامہ مورخہ ۱۱ اگست ۱۸۶۵ء مدعی کے سالیسٹر کے پاس ہے مدعی
نے اپنی خاموشی کی وجہ بطور معقول بیان کی ہے کہ آخری حصہ ماہ اگست
اور ستمبر ۱۸۶۵ء مین میری توجہ ایک سنگین فوجداری الزام کی طرف مصروف
تھی جو مجھپر تاہم کیا گیا اور جس مین مین ماخوذ ہو کر عدالت ہذا مین براد تجویز
مقدمہ سپرد ہو کر عدالت ہذا مین موجود تھا اور ۲۰ ستمبر ۱۸۶۵ء کو مجھپر جرم

۲۴ اپریل سنہ ۱۸۶۶ع کو بنک بمبئی نے باختیار خود مستند کردہ رہن نامہ
مکانات زیر بحث سندر داس مول جی کے پاس بعوض مبلغ للعہ ۲
ہزار روپیہ کے فروخت کر دئے اور اس بیعنامہ کے بموجب ایکٹ نمبر
۲۸ سنہ ۱۸۶۵ع امانت داران جیوراج رتن سی اینڈ کو شریک کیے گیے۔
اب معلوم نہین کہ سندر داس مول جی نیلام ناکامل مورخہ ۱۵ فروری
سنہ ۱۸۶۷ع مین موجود تھا یا نہین شہادت سے ثابت ہے کہ قبل آنکمیل
بیعنامہ اوسکو اطلاع تھی کہ گورنمنٹ بلحاظ ضبطی کرایہ ومنافع مکانات مدعی
دعویدار ہے اور یہ مکانات مبلغ مذکور رہن مستغرق مین مدعی نے جیوراج
رتن سی کو بطور قرض دئے تھے۔

۲۰ فروری سنہ ۱۸۶۶ع کو سندر داس مول جی نے بعوض مبلغ عہ
ہزار روپیہ مکان واقع بازار قاضی سید مدعا علیہ گوکلداس مہادیو جی کے
ہاتھہ فروخت کر دیا اور اوسی مکان کی بابت دعوی درپیش ہے۔

مدعی کے مقدمہ کی صورت یہ ہے مدعی استحقاق رکھتا ہے کہ مکان نمبر ۹ واقع
بازار قاضی سید اوسکے ہاتھہ رہن ہے اور بوقت رہن اس مکان کا مالک جیوراج
رتن سی تھا جیوراج رتن سی وایسی قبالجات سے فائدہ اوٹھا کر فریباً بنک آف بمبئی کے
پاس اوسی مکان کو رہن کرتا ہے بنک بمبئی کو اس فریب اور رہن کی اطلاع نہ تھی اور
نہ آگاہی تھی کہ اوسپر دعوی مدعی یا سرکار یا شخص دیگر کا ہی بنک مذکور اپریل سنہ ۱۸۶۶ع
مین اوسی مکان کو بعوض قیمت معقول سندر داس مول جی کے پاس فروخت کرتا ہے
جسکو اطلاع رہن سابقہ کی حاصل تہی اور سندر داس مول جی فروری سنہ ۱۸۶۶ع
مین اوسی مکان کو گوکلداس مہادیو جی کے ہاتھہ فروخت کرتا ہے جسکو بہی اطلاع
دعوی مدعی سے تہی کیونکہ وہ بیوم نیلام ناکامل موجود تھا جو فروری سنہ ۱۸۶۷ع مین

منعقد ہو کرنا تمام رہا۔ اگر وہ موجود تھا جیسے وہ بیان کرتا ہے تو مدعی کا دعوی بالکل
بے بنیاد ہو جاتا ہے میری دانست مین اگرچہ کوگلداس موجود تھا تاہم بھی بدلائل
دعوی مدعی بے بنیاد ہے۔ وجہ قاعدہ انصاف کہ خریدار جایداد گو قیمت معقول ادا
کرین اگر اوسکو اول یعنی سابقہ کفالت سے آگاہی حاصل ہے وہ خرید پابندی کفالت
اول ہوتی ہے اس بات کو لارڈ ہاردوکلی نے بمقدمہ لی نیو بنام لی نیو اس بنا پر منحصر کیا
ہے کہ خرید ناجایز جایداد کا بعد اطلاع کفالت سابقہ خریدار کو بدنیت قرار دیتا ہے ایسے
خریدار کی ذات مین یہ فریب ہے کہ جب وہ ایک خریدار سابقہ کے حق سے واقف ہے
تو باوجود اس اطلاع کے اوسکا خرید کرنا اور خریدار سابق کو محروم رکھنا فریب پر دال
ہے لارڈ چانسلر بیان کرتے ہین کہ فریب با بدنیتی صحیح اور درست وجوہ ہے جسکی پابندی
ہر ایک عدالت پر ہے جب کسی مقدمہ مین اطلاع حق شخص ثالث خریدار کو ہو۔

گذشتہ زمانہ مین اس قسم کے مقدمات درباب جایداد اراضی کے ہوا کرتے تھے
جب ایک شخص نے جایداد اراضی بلحاظ بیع و رہن با انتظام ایک کے نام انتقال کرنی
چاہی اور وہ باقاعدہ نہونیکے باعث انتقال ہوئی تو وہ دوسرے کے نام کردی۔ تو ایسی
صورتمین دوسرا مرتہن یا خریدار ثانی وغیرہ پر ادا کرنا کفالت اول کا واجب
تھا کیونکہ جس شخص نے اپنی جایداد پہلے ایک جگہہ رہن وغیرہ کی اور پھر دوسری جگہہ
تو ایسا راہن ارتکاب فریب کرتا ہے اور اگر خریدار یا مرتہن ثانی حق مرتہن اول وغیرہ
سے آگاہ ہے تو وہ بھی شریک فریب شمار ہوتا ہے گو پوری اور واجبی قیمت دیکر خرید
یا رہن کرے۔ اسواسطے ایسے مرتہن وغیرہ پر اول کفالت کا روپیہ ادا کرنا واجب
متصور ہوتا ہے مگر جس صورت مین ایک خریدار بغیر اطلاع کفالت سابقہ اور بعوض
قیمت معقول اور واجبی ایک شی کو خرید کرے اور اوسکو کسی قسم کی واقفیت
حاصل نہین ہے جو قانوناً اوسپر فریب کا الزام آوے تو اگرچہ فروشندہ

یا بائع مین فریب ہو مگر اوسکا خریدار ملزم نہین ہو سکتا اور نہ وہ اپنے بائع
کے فریب مین شریک کیا جا سکتا ہے عدالتہاے انصاف کی نظر مین کوئی وجہ
اس قسم کی نظر نہین آئی جس سے ایسے خریدار کے استحقاق بیع اور قبضہ مین
دست اندازی کی جاوے ایسا خریدار جہان چاہے اپنی جائداد خرید شدہ کو فروخت
کر سکتا ہے اور اگرچہ اوس کو بعد خریدنے کے کفالت سابقہ کی اطلاع بھی ہو
جاوے تاہم اوسکے اختیارات مین کمی واقع نہین ہوتی اور اسی طرح پر تمام خریداران
مابعد محفوظ ہین وجہ اس اصول کی یہہ ہے کہ اسکے خلاف کرنا گویا نیک نیت خریدار
کو اوسکے جائز حقوق کو کام مین لانے سے باز رکھنا ہے میری راے مین بخیال
سندات جنکا حوالہ مقدمہ لینو بنام لینو دیا گیا ہے یہہ وجہ کافی ہے کہ خریدار
باخبر کی حفاظت کافی ہے کہ اوسنے ایسے خریدار سے خریدا ہو جسکو کفالت سابقہ
سے اطلاع نہو میری دانست مین قضیہ مندرجہ کتاب کر صاحب درباب فریب صفحہ
۲۵۳ اگرچہ کامل سند نہین مگر بہت سی سندات معتبر اور اصول کامل سے
مضبوط ہو گیا ہے اور مقدمہ گاڑنر بنام کارٹر کے فیصلہ کی تقویت مقدمہ
ہیٹس بنام جانس مین ہو چکی ہے اور اسی جج نے مقدمہ پلچر بنام رالنس فیصل
کیا تھا اور یہ میری راے مین مقدمہ ہذا سے متعلق نہین۔

معہذا بغیر اظہار راے نسبت چند نکات پیش کردہ میری راے یہہ ہے کہ
بالفرض مدعا علیہ گو کلداس مادیوجی مدعی کے رہن سے واقف تھا تاہم
چونکہ اوس نے بنک بمبئی سے خرید کیا جنکو اطلاع کفالت سابقہ کی نہ
تھی اسواسطے مدعی کو استحقاق حاصل نہین کہ بموجب رہن بذریعہ امانت
دستاویزات بماہ اگست ۱۸۶۵ء گوکلداس مادیوجی پر دعوی کرے اسی
بناے پر مدعی کا مقدمہ معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

اپیل خاص نمبری ۱۸۴ سنہ ۱۸۷۵ء

منفصلہ ۱۹ جون سنہ ۱۸۷۵ء

کلو وا کام بھجن گر یو (مدعا علیہ نمبر ۱ اپیلانٹ) بنام پڈا پا والد بھیجن گر یو (مدعی رسپانڈنٹ)

خلاصہ

تمادی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء دفعہ نمبر ۱ ضمن ۱۶ - ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء ضمن نمبر ۲ دفعہ ۱۲۹ - ڈگری استحقاق مقدمہ تنسیخ تبنیت - کورٹ فیس ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء ضمن نمبر ۲ دفعہ ۱۰ پانچ - ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۵۹ء دفعہ ۵ نتیجہ دعوی -

سمی ب مرگیا اور اوسکی دو بیوہ مسمات ک اور ر باقی رہگیین ب کے مرنے سے چند عرصہ بعد ب ایک بیٹا مسمات ر کے شکم سے ۵ ستمبر سنہ ۱۸۴۷ء کو پیدا ہوا پ کی پیدایش سے تھوڑا عرصہ پیشتر ایک جز اراضی درتن مملوکہ ب افسران مال نے مسمات ک کو دیدی باقی جز اراضی درتن مملوکہ ب سرکار نے علیحدہ کردے اور یہہ حکم علیحدگی سنہ ۱۸۶۵ء تک قایم رہا پ کی پیدایش کے بعد مسمات ر نے افسران مال سے درخواست کی کہ اراضیات درتن مملوکہ ب سمی پ کو ملین کہ جو سمی ب کا بیٹا ہے ۵ فروری سنہ ۱۸۶۵ء کو افسران مال نے بعد تحقیقات کے دریافت کیا کہ پ ب کا بیٹا نہین اور اسواسطے فیصلہ ہوا کہ مسمات ک بدستور اراضیات درتن مملوکہ ب اپنے قبضہ مین رکھے ۱۹ مارچ سنہ ۱۸۶۷ء کو مسمات ک نے سمی ت کو اپنا متبنی کیا ۲ دسمبر سنہ ۱۸۷۱ء کو پ نے نالش دایر کی کہ مین سمی ب کا بیٹا ہون اور ب آکی تبنیت کی تنسیخ چاہے اس پر ت اور ک نے بحث کی کہ دعوی زیر ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء زاید المیعاد ہے -

اپیل خاص مین یہہ راے قرار پائی کہ چونکہ مقدمہ کا منشاء والسپی جایداد نہین بلکہ تنسیخ تبنیت ہے اسلیے بموجب قانون مقدمہ میعاد کے اندر دایر ہوا -

نیز یہ بھی رائے قرار پائی کہ نظر بر حالات مقدمہ دعوی ڈگری استحقاق کا رجوع ہو سکتا ہے کیونکہ اگر دعوی ... کی نسبت جایداد بمقابل سمات کی زائد المیعاد ہے تاہم مدعی مستحق ہے کہ حکم امتناعی حاصل کرے تا کہ سمی مذکور اوسکو ... اشرابہ یا دیگر رسوم سمی ... کے فایدہ کے واسطے نہ کرنے پاوے -

اگر یہ کے متبنی لڑکے کی حالت قیاس کیجاوے اور علاوہ بران واضعان قانون نے ایکٹ نمبر ... ۱۸۵۹ء اور ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۱ء مین جائز رکہا ہے کہ متبنی کی تبنیت تنسیخ کرنے کے لئے دعوی ہو سکتا ہے کو دعوی جایداد کیا جائے یا نہ -

یہ خاص اپیل بنا راضی فیصلہ اسٹگو رقایم مقام سنیر اسسٹنٹ جج مقیم کلادگی ضلع بلگام جسکے روسے ڈگری راؤ بہادر ... جج ماتحت درجہ دوم مقیم باگل کوٹ منسوخ ہوئی داخل ہوا واقعات مقدمہ یہ ہین مسمی بھجن گر یو دیسی مرگیا اور اوسکی دو بیوگان سمات کلودا اور سمات رمودہ باقی رہگئین ۵ استمبر ۱۸۶۵ء کو مدعی پڈاپا سمات رمودا کے شکم سے پیدا ہوا قبل پیدایش مدعی افسران مال نے ایک جزو اراضیات وتن مملوکہ بھجن گر یو سمات کلودا کو دیدیا جو بڑی بیوہ تھی اور باقی اراضیات وتن زیر حکم علیحدہ کی ۱۸۶۵ء تک رہین مسمی پڈاپا کی پیدایش پر چھوٹی بیوہ سمات رمودا نے افسران مال سے درخواست کی اور دعوی اراضیات وتن از طرف پڈاپا ولد بھجن گر یو دایر کیا - ۵ فروری ۱۸۶۶ء کو عرضی سمات رمودا اس بنا پر افسران مال نے خارج کی کہ چونکہ پڈاپا کی ولدیت کا پتہ بھجن گر یو تک نہین لگ سکتا - اور یہ لڑکا طبعی میعاد حمل سے زیادہ عرصہ کے بعد پیدا ہوا اسواسطے سمات کلودا بدستور اراضیات وتن پر قابض رہے ۱۶ مارچ ۱۸۶۸ء کو سمات کلودا نے مسمی بلاپا ... آپا صاحب مدعا علیہ نمبر ۲ کو متبنی کیا ہے - دسمبر ۱۸۶۸ء کو مدعی پڈاپا نے مقدمہ ہذا دائر کیا اور التجا کی کہ مین اصلی اور صلبی بیٹا مسمی بھجن گر یو متوفی کا قرار دیا جاؤن اور تبنیت بلاپا منسوخ ہووے عرضی دعوی مین مندرج ہے کہ وجہ نالش ۱۶ مارچ ۱۸۶۸ء

کو پیدا ہوئی یعنی جس تاریخ بلاپا کو مسماۃ کلو نے اپنی گود مین لیا۔ مسمات کلو اور بلاپا نے عذر کیا کہ دعوے زائد المیعاد ہے اور بموجب ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ عیسوی دعوی میعاد کے بعد دائر ہوا اور نیز بلاپا صلبی فرزند بھین گربو متوفی کا نہین ہے کیونکہ وہ ایک سال بعد وفات بھین گربو کے پیدا ہوا۔ اور افسران مال نے بعد تحقیقات فیصلہ دیا کہ مسمات کلو دا بدستور سابق ارضیات اپنے قبضہ مین رکھے اور یہہ فیصلہ ۱۵۔ فروری سنہ ۱۸۴۹ع کو ہوا۔ جج ماتحت بالگل کاٹ نے راے ظاہر کی کہ وجہ نالش ۱۵۔ ستمبر سنہ ۱۸۵۱ع کو پیدا ہوئی جو تاریخ پیدائش مدعی ہے اور چونکہ بعد انقضای تین سال بلوغت مدعی دعوی دائر نہین ہوا اسی واسطے دعوی زیر دفعہ نمبر (۱) ضمن نمبر (۱۶) و دفعہ نمبر (۱۱) ایکٹ نمبر (۱۴) سنہ ۱۸۵۹ع زائد المیعاد ہے صرف سوال اپیل مین میعاد کا پیدا ہوا اور اسسٹنٹ جج نے یہہ راے دی کہ دعوی زائد المیعاد نہین ہے کیونکہ مدعی کا دعوی یہہ ہے کہ صلبی فرزند بھین گربو قرار دیا جاوے اور تبنیت مسمی بلاپا ناجائز قرار دیجاوے اسواسطے حق نالش ۱۶۔ مارچ سنہ ۱۸۷۰ع کو پیدا ہوا جو تاریخ تبنیت مسمی بلاپا ہے اور یہہ امر صحت تمام عرضی دعوی مدعی مین مندرج ہے اور فیصلہ افسران مال مورخہ ۱۵۔ فروری سنہ ۱۸۴۹ع مانع ارجاع مقدمہ ہذا نہین ہے کیونکہ مقدمہ ہذا کا منشا دوا ایسی اشیا ورثن نہین ہے۔

بناراضی فیصلہ اپیل خاص باجلاس مسٹر جسٹس ویستھراپ چیف جسٹس اور نانا بھائی صاحب پیش ہوا۔

گوکلداس بجاے دہیرج لعل متھراداس گورنمنٹ پلیڈر منجانب خاص اپیلانٹ مدعی مقدمہ ہذا مین چاہتا ہے کہ وہ صلبی فرزند متوفی بھین گربو قرار دیا جاوے اور تبنیت بلاپا منسوخ ہووے اسواسطے حق نالش ۱۵۔ فروری

سنہ ۱۸۴۹ء کو پیدا ہوا جب افسران مال نے اوسکی جعلی بیٹا قرار نہ دیا اور
علاقہ مسمات کلودا کے سپرد کیا۔ مقدمہ ایک اور وجہ سے بھی قابل سماعت
نہین ہے کیونکہ اس نالش سے اوسکو اراضیات نہین مل سکتین کیونکہ
مسمات کلودا کا قبضہ مخالف بارہ سال سے زیادہ عرصہ کا ہے۔ بموجب فیصلہ
پریوی کونسل مقدمہ راجہ منی سنگہ دیو بہادر بنام کالیچرن بٹاچارجی استحقاق
ڈگری زیر دفعہ نمبر ۱۵ - ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۵۹ء اوس صورت مین صادر ہو سکتی
ہے جب عدالت نتیجہ مقدمہ اور دعوی مدعی کو دلا سکے ایک اور مقدمہ مین
پریوی کونسل نے فیصلہ دیا ہے کہ جب تک مدعی مستحق پانے آخری چارہ جوئی
دعوی نوخواہ اوسی عدالت سے یا عدالت غیر سے تب تک وہ استحقاق
ڈگری کا نہین رکھتا۔ دیکھو مقدمہ مسٹری انوموتھو وجیارگھونادا اڈانی
کونڈا ایرپی ناچیر بنام ڈوراسنگا۔

پنڈورنگ بالی بدرا منجانب خاص رسپانڈنٹ - وجہ النالش بابت
تنسیخ تبنیت بالا پا ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۶۰ء کو پیدا ہوئی جب مسمات کلودا نے بالا پا
کو گود مین لیا اور اپنے متوفی شوہر کا تبنی قرار دیا سواسطے مقدمہ زیر دفعہ نمبر (۱)
ضمن نمبر (۱۶) - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء ہے دیکھو مقدمہ مرن سنی دیبی بنام پرینا
سنی دیبی علاوہ ازین ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء ضمن نمبر ۲ دفعہ نمبر ۱ فقرہ نمبر ۲
کے روسے خاص تعداد ایام قبل تنسیخ تبنیت کے واسطے مقرر ہے ایکٹ
نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء دفعہ نمبر (۱۲۹) مین ایک میعاد مقرر ہے جسکے اندر دعوے
ہو سکتا ہے اس سے ثابت ہے کہ واضعان قانون نے قطع نظر دعوی حصول جائداد
دعوی تنسیخ تبنیت کو جائز تصور کیا ہے۔

فیصلہ عدالت

ویسٹراپ چیف جسٹس۔ قطع نظر اسکے کہ مدعی نے مرور عرصہ سے دعوی درباب جائداد بھجن گر پدیہ متوفی ضائع کر دیا ہو ہماری دانست مین اوسکا دعوی بنام گ بلاپا درباب تنسیخ تبنیت جائداد میعاد کے اندر دائر ہوا ہے اور حق ۱۸۶۱ء مین پیدا ہوا جب رسم تبنیت عمل مین آئی اور بموجب ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء دفعہ نمبر (۱) ضمن نمبر (۱۶) کے قبل از نفاذ ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء ضمن نمبر ۲ دفعہ نمبر (۱۲۹) دعوی ہوسکتا تھا جیسے ہائی کورٹ کلکتہ نے مقدمہ میری منی دیبی بنام بھوبن منی دیبی فیصلہ دیا۔ اسبارہ مین بحث کی گئی ہے کہ جب مدعی فرزند بھجن گر پدیہ متوفی ہے اور سنہ ۱۸۴۹ء مین باجلاس کلکٹر اوسکو جائداد غیر منقولہ اوس کے باپ کی نہ ملی اس دعوی کو زائد المیعاد تصور کرنا چاہیے مگر یہ مقدمہ برا حصول جائداد دائر نہین ہوا اور ہم اسبات مین رائے نہین دیتے کہ آیا مدعی درباب حصول جائداد میعاد کے اندر ہے یا باہر ممکن ہے کہ ایک جزو کی نسبت یا کل کی نسبت وہ ایسی حالت مین ہو مگر ہم نہین کہتے کہ آیا وہ ایسی حالت مین ہے یا نہین بھجن گر پدیہ کی وفات سے صورت قبضہ بیوگان مدنظر رکھنی چاہیے جب کبھی بحث اس بات مین پیدا ہو ممکن ہے کہ ہر دو بیوگان بھجن گر پدیہ کا قبضہ مشترک رہا ہے ممکن ہے کہ مدعی کی پرورش کرایہ اور منافع جائداد سے ہوتی رہی ہو۔ یہ ممکن ہے کہ بھجن گر پدیہ متوفی کے وفات سے کوئی بیوہ قابض جائداد علیحدہ شدہ پر نہین رہی یا کہ دو بیوگان قابض تھین اور دونون مین سے کوئی قابض تھی اور یہ بات غالباً سنہ ۱۸۵۱ء تک قائم رہی ہو۔ بہرکیف غور قبضہ مخالف بیوہ کلو وا پر مناسب وقت پر کرنی چاہیے قطع نظر جائداد بھجن گر پدیہ ہماری دانست مین دعوی تنسیخ تبنیت رجوع ہوسکتا ہے اور مدعی نے دعوی تنسیخ تبنیت بلاپا میعاد کے اندر دائر کیا گیا ہے۔ اور رسمی بلاپا کے نام حکم امتناعی جاری ہوسکتا ہے کہ وہ شرادہ یا دیگر رسوم بھجن گر پدیہ کے واسطے نہ کرنے پاوے اور وہ اصحاب قانون نے تنسیخ تبنیت

سکے واسطے خاص فیس مقرر کی ہے قطع نظر اسکے کہ دعوی جائداد ہو یا نہو دیکھو کورٹ فیس ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء ضمن نمبر ۲ دفعہ نمبر ۷ فقرہ نمبر ۵ - اور ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء مین دفعہ نمبر ۱۲۹ سے یہہ استحقاق ثابت ہے نظر برین حالات اعتراضات پیش کردہ مسٹر گوکلداس منجانب موکل خود مسمات کلوا قابل پذیرائی نہین ہین اس واسطے ہم ڈگری مصدورہ اسسٹنٹ جج منظور کرتے ہین عدالت ثانی جب مقدمہ کی دوبارہ تجویز کرے تو اس سوال کا تصفیہ کرنا چاہیے کہ آیا مدعی بھیکو کا فرزند صلبی ہے یا نہین اور اگر یہہ سوال مفید مطلب مدعی ظاہر ہووے تو اوس صورت مین جواز تبنیت بالا پا پر غور کی جاوے - اور نیز مقدمات فیصل کردہ عدالت پر غور کی جاوے - باشی ٹی اپا بنام شیولنگ اپا و کالٹر سورٹ بنام دہر بنگدجی و بال ونسٹر اباسکار بنام بیاجی اور فیصلہ مدراس بمقدمہ سیل درل جنام آما کٹلی آمل اخراجات اپیل عام اور خاص نتیجہ مقدمہ ثانی کے منحصر رہین -

صیغہ ابتدائی دیوانی

مقدمہ نمبر ۱۰۹ بابت سنہ ۱۸۷۶ء

منفصلہ ۱۵ - جولائی سنہ ۱۸۷۶ء

اپاجاجی ہمیل (مدعی بنام آیا تھارا (مدعا علیہ)

سائل جج

خلاصہ

صفحہ انڈین لاء رپورٹ انگریزی ۲۵۴

تادہی - ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء ضمن نمبر ۲ فقرہ نمبر ۱۵ - مقدمہ - قاعدہ نمبر ۱۴۹ مجوزہ سوپریم کورٹ سابق - اٹرنی اور موکل - بل اخراجات -

ایک اٹرنی نے بموجب قاعدہ نمبر ۱۴۹ مجوزہ سابق سوپریم کورٹ درخواست گذرانی کہ اوس کا موکل

وجہ کافی ظاہر کرے کہ کیون وہ اخراجات دینے سے انکار کرتا ہے جو از روی حساب ٹیکس ماسٹر
واجب الادا ہے اور کیون درصورت عدم ادا قرقی جاری ہو بموجب ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء
مقدمہ مین ہے

اس قسم کا مقدمہ بموجب قانون تمادی مجریہ ہندوستان کبھی زائد المیعاد نہین ہوتا۔

سائل نے مقدمہ ہذا مین کمرہ مین سمن زیر قاعدہ نمبر ۱۴۹ مجوزہ سابق
سوپریم کورٹ بنام مدعاعلیہ حاصل کیا اور جسکے روسے مدعاعلیہ سے دریافت
کیا گیا کہ کیون وہ بقایا حساب اخراجات از روی حساب ٹیکس ماسٹر دینے سے
انکار کرتا ہے اور درصورت عدم ادای کیون قرقی اوسکی جائداد پر جاری نہو

مسٹر جسٹس بیلی کے روبرو کمرہ مین ۲۲ جون سنہ ۱۸۷۶ء کو جواب داخل
کیا گیا اور اٹرنی مدعاعلیہ نے بحث کی کہ مقدمہ زیر ضمن نمبر ۲ دفعہ نمبر ۸۵
ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء زائد المیعاد ہے۔

عالم و فاضل جج نے دلائل سننی چاہین اور اسواسطے ۷ و ۱۵ جولائی
سنہ ۱۸۷۶ء ایسا کیا گیا۔

پرسل۔ منجانب مدعاعلیہ۔ دعوی زیر ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء ضمن نمبر ۲
دفعہ نمبر ۸۵۔ زائد المیعاد ہے۔

اور موجودہ درخواست بطور مقدمہ ہے دفعہ نمبر ۸۵ ضمن نمبر ۲ ایکٹ نمبر ۹
سنہ ۱۸۷۱ء سے ثابت ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ ایک وقت معین
پر اٹرنی اپنے بل کا روپیہ وصول کرے مگر اگر دفعہ نمبر ۱۵ عائد نہین ہوتی
تو کوئی میعاد اسکے واسطے مقرر نہین ہے۔

میریٹ ایڈووکیٹ جنرل۔ منجانب سائل۔ موجودہ درخواست
مقدمہ مین ہے جہانتک کہ اوسکا تعلق قانون تمادی سے ہے بلکہ یہہ درخواست

بموجب قاعدہ نمبر ۱۴۹ مجوزہ سابق سوپریم کورٹ دائر ہوئی ہے اور ہائی کورٹ نے اس قاعدہ کو منسوخ نہین کیا بلکہ خود اپنے حافظہ کا قصور کیا ہے۔ ایسی درخواست ہر وقت دائر ہوسکتی ہے کیونکہ کوئی قانون تمادی مجریہ اسکے مخالف رائج نہین ہے۔

فاضل جج نے اوسکو روک دیا۔

جسٹس بیلی۔ پلیڈر سائل نے ایک عجیب نکتہ پیش کیا ہے یعنے آیا قانون تمادی مجریہ ہندوستان کے روسے تین سال کی میعاد اوس درخواست سے متعلق ہے یا نہین جو زیر قاعدہ نمبر ۱۴۹ مجوزہ سوپریم کورٹ سابق دائر کی جاوے۔ یہ قاعدہ اول ہے اول سوپریم کورٹ نے ۱۸۳۵ء مین تجویز کیا اور اسکے الفاظ یہ ہین۔ "تمام معاملات مین بابت کام اٹرنی سالیسٹر یا پراکٹر کہ یہ ذمہ موکل ہو تو اول وغیرہ ٹکسن ماسٹر کے سامنے حساب پیش کریگا بعدہ باجازت جج کورٹ سے ایک سمن بنام موکل نادہندہ جاری ہوگا کہ وہ وجہ بیان کرے کہ وہ کیون اخراجات دینے سے پہلو تہی کرتا ہے اور جب کوئی وجہ کافی نہ بیان کی جاوے تو بعد تسکین بذریعہ حلف اس امر کے کہ سمن مدعا علیہ کے پاس پہونچ گیا ہے قرقی جائداد نادہند موکل جاری ہوگی اور یہ قرقی بجز ادا خرچہ اوٹھائی نہ جاوے گی مگر کوئی امر مندرجہ قاعدہ ہذا اٹرنی کو نالش کرنے سے مانع نہین ہوسکتا۔

علاوہ اسکے قاعدہ نمبر ۱۵۱ ہے جسکے روسے ہر ایک اٹرنی کو اپنا بل حساب تصدیق کرانا پڑتا ہے اور تب وہ مجاز ہے کہ روپیہ وصول کرے اور وہ حسب ذیل ہے۔ "اٹرنیز سالیسیٹرس اور پراکٹرس کسی صورت مین مطالبہ زر بل نکرین گے تاآنکہ وصول نکرین گے جب تک اون کے زر

بل کے حساب کی تصدیق ٹیکس ماسٹر سے نہولیوے اور اس رجسٹرنگ کا
نوٹ بشرح آٹھ آنہ فی نصف تختہ فلس کیپ ہے"۔ یہ امر قابل لحاظ ہے
کہ یہ سرسری درخواست زیر قاعدہ نمبر ۱۴۹۔ ایسی ہے جو انگلستان مین نہ
تھی جب یہ قاعدہ ہندوستان مین تجویز ہوا اور آخری الفاظ اس قاعدہ
کے یہ ہین ۔ یہہ قاعدہ مانع ارجاع نالش نہین ہوگا اگر اٹرنی مناسب تصور
کرے"۔ غالباً ان الفاظ سے مراد یہہ تھی کہ کسی اٹرنی کو ممانعت نالش
باضابطہ نہین ہے جیسا کہ ایکٹ اٹرنی مجریہ انگلنڈ (۲ جارج دویم فصل نمبر
۲۳ دفعہ نمبر ۲۳) کوئی اٹرنی مجاز نالش نہ تھا کہ جب تک وہ ایک ماہ قبل
ارجاع نالش تعدادی بل اخراجات سے اپنے موکل کو اطلاع دیوے اور جب
درخواست موکل بل تصدیق کے واسطے بحکم جج صاحبان مناسب افسر کے پاس
جاتا تھا بعد تصدیق موکل کو فی الفور روپیہ دینا پڑتا تھا اور بصورت عدم
ادا ے قرقی جاری ہوتی تھی۔

قاعدہ ۔ ۵ نمبر ۹ ۴ سے ایک عجیب قاعدہ باضابطہ شروع ہوا اور اسکا
ضابطہ پر اعمال اعتراض نہین ہوا۔

بروقت برخاستگی سوپریم کورٹ اسکے قواعد و ضوابط قائم رہے دیکھو
قاعدہ نمبر ۱ فصل نمبر ۲ ہائی کورٹ اور بعدہ یکم اگست ۱۸۶۲ء ایک عام قاعدہ
تجویز ہوا جسکے الفاظ یہہ ہین ۔ "جو جو قواعد برخاستگی سوپریم کورٹ درباب
انتظام و ترتیب ضابطہ عدالت جاری تھی اور متعلق اختیارات ابتدائی کے تھے
جاری رہین سوا ایسے قواعد کے جو خلاف قانون جلوس ۲۴ و ۲۵ فصل نمبر ۱۰۴
وکٹوریا ہون یا جن مین خلاف ورزی پیٹنٹ دفعہ ۳۷ ہون جو ۲۸ دسمبر
سنہ جلوس نمبر ۲۹ وکٹوریا براے قیام ہائی کورٹ نافذ ہوئے (مطابق ۱۸۶۵ء) یا

ایسے قواعد جو خلاف قواعد مجوزہ ہائی کورٹ جواب تجویز ہوئے ہین یا آئندہ تجویز کیے جاوین۔ نیز ایسے قواعد سوپریم کورٹ قابل لحاظ ہین جنمین خلاف ورزی ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۵۹ء یا اور کسی قانون مجریہ واضعان قانون ہند واقع ہووے۔ ضابطہ عدالت ہذا وہ ہے جو ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۵۹ء مین مندرج ہے بجز ایسی صورت کے کہ جب ضابطہ عدالت مین بموجب دفعہ ۳۷ میٹرس چی ٹنٹ ترمیم ہوئی ہو۔ اور نہ فصل نمبر ۱۸ قواعد عدالت ہذا جو ۲۵ نومبر سنہ ۱۸۶۷ء کو نافذ ہوا ہے اور جس مین ضابطہ کارروائی ایڈمنسٹریشن داسُر اینڈمنسٹریشن وصیت ناجات اور بلا وصیت درج ہے کسی قاعدہ مجوزہ سے ترمیم ہوگا اسواسطے اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ قاعدہ نمبر ۱۴۹ مجوزہ سوپریم کورٹ اب تک جاری ہے اور اختیار عدالت سوپریم درباب تجویز قواعد ازین قبیل فیصلہ مقدمہ حضور رکما بائی بنام للوبائی موتی چند سے ظاہر ہے درحقیقت سوپریم کورٹ نے بخیال سہولیت وصولیت فیس اٹرنی یہ قاعدہ تجویز کیا تھا۔

مقدمہ جسکا مینے ابہی ذکر کیا ہے اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ سنہ ۱۸۵۲ء مین امصار کلکتہ مدراس و بمبئی مین قانون تمادی وہی تھا کہ اوس زمانہ قانون انگلستان مین تھا قانون تمادی انگلستان سٹیٹیوٹ نمبر ۲۱ جیمس اول فصل ۱۶ کے نام سے مشہور ہے اور اس مین تمادی حقوق نالش اور قرضہ وغیرہ کی میعاد تاریخ حق نالش پیدا ہونے سے ۶ سال ہے آیا یہ سوال کہ لفظ مقدمہ جو اس قانون مین مستعمل ہوا ہے اوس مین درخواست ہذا بھی شامل ہوسکتی ہے یا نہین۔

قانون جیمس اول تا نفاذ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء ہرسہ امصار مین جاری رہا اس قانون کے دیباچہ مین لکہا ہے کہ یہ قانون بمراد درستی قوانین متعلق

سیعاد مقدمات نافذ ہوتا ہے۔ مقدمہ کرسٹو شنکر رائے بنام راجہ برودہ کٹٹ
رائی مین یہہ سوال پریوی کونسل مین پیدا ہوا تھا اور فیصلہ سرجیمس کالوائل
مین مندرج ہے۔ اجرای ڈگری ہائی کورٹ بصیغہ اپیل بنارضی فیصلہ عدالت
مفصل آیا دفعہ ۲۰ یا دفعہ ۱۹۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء سے متعلق ہے دویم ڈگری سے
ہائی کورٹ کی کیا تاثیر ہے اور سویم اوس مقدمہ مین تین سال کے اندر ڈگری
قائم رکھنے کے واسطے زیر معنی دفعہ ۲۰۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء کوئی تدبیر کی گئی ہے۔

بصفحہ ۴۸۶ رپورٹ مذکور مین فیصلہ الفاظ ذیل مین ہے۔ اختیارات اور حد
سماعت سوپریم کورٹ بہ ترمیم خفیف ہائی کورٹ کو ملے جنکو یہہ بصیغہ ابتدائی استعمال
کرتی ہے اور اختیارات اور حد سماعت عدالت اپیل بھی ہائی کورٹ کو بصیغہ اپیل
حاصل ہوئے [illegible] قانون جسکی پابندی ہائی کورٹ پر بصیغہ ابتدائی واجب تھی وہ وہی
ہے جو سپریم کورٹ مین برتا جاتا تھا اور اپیل مین وہی قانون عملدرآمد مین آتا تھا
جو عدالتہائے [illegible] ات مین قابل پابندی ہے ضابطہ دیوانی ضابطہ عدالت ہائی کورٹ
بصیغہ ابتدائی اور اپیل قائم ہوا اور ضابطہ سابقہ مروج سپریم کورٹ دور ہوگیا مگر
[illegible] یوانی مین قانون تمادی مین دست اندازی نہین کی جس بارہ مین ایکٹ
نمبر ۱۴ سنہ [illegible] ء بدستور قائم رہا۔

ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء مین کوئی امر ایسا نہین جسکا اطلاق درخواست زیر بحث پر
عائد ہوسکے جو بموجب قاعدہ نمبر ۱۴۹ مجوزہ سپریم کورٹ رجوع ہوئے قانون تمادی
کی دفعہ ایک ضمن ۱۲ کے روسے تمام مقدمات جنکا ذکر ایکٹ مین نہین چہ سال
میعاد ہے۔

اب ہم ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء کی طرف متوجہ ہوتے ہین یہہ قانون تمادی مقدمات
اور دیگر مطالب کے لیے میعاد مقرر کرنے کے لیے نافذ ہوا ہے اور اسکے دیباچہ کی

عبارت حسب ذیل ہے - ہر گاہ کہ قرین مصلحت ہے کہ قانون میعاد متعلق مقدمات اپیلانٹ اور چند درخواست ہای ضرور ہے لہذا حسب ذیل حکم ہوتا ہے ان الفاظ کے معنی زیادہ تر وسیع ہین جو ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء کے دیباچہ مین مستعمل کیے گئے اور بیشک اسکی وجہ یہ ہے کہ جب ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۵۹ء پاس ہوا تو ضابطہ دیوانی رائج تھا اور ہائی کورٹ قائم پس اس آخری قانون تمادی مین بہ نسبت قانون تمادی سابقہ زیادہ حوالہ ضابطہ دیوانی کا ہونا چاہیے اور اسی واسطے مقدمات اپیلانٹ درخواست ہاے وغیرہ کا ذکر دیباچہ مین ہے پھر ضمن نمبر ۲ مین مقدمات اپیلانٹ اور درخواست ہا کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے اول حصہ مین ۱۵۰ قسم کے مقدمات لکھے گئے ہین مدعا علیہ کی طرف سے بحث کی گئی ہے کہ میعاد مقدمہ خلاف مسٹر جج ۲۳ - مارچ سنہ ۱۸۷۳ء سے جاری ہونی چاہیے اور مین بغیر تسلیم کرنیکے فرض کرتا ہون کہ صورت ایسی ہے پھر یہ بھی دلیل دیگئی کہ عرضی زیر تجویز ضمن ۹۵ سے متعلق ہے کیونکہ اشرف اپنے اخراجات کا دعوی کرتا ہے اور کوئی صریح اقرار اسبات مین نہین کہ اخراجات کب ادا کیے جائین -

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا درخواست زیر قاعدہ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء مجوزہ سپریم کورٹ نظر بمعنی فقرہ - ۵ ضمن ۱۲ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء مقدمہ ہے یا نہین میری دانست مین یہ مقدمہ نہین درخواست زیر تجویز عدالت مین بصیغہ ابتدائی اختیارات پیش کی گئی تھی اور قانون تمادی ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء جب کبھی اس قسم کی درخواستونکا ذکر کرتا ہے تو بیان بصراحت کرتا ہے کیونکہ ہر ایک درخواست ضمن نمبر ۲ کی قسمت نمبر ۳ مین شرح درج ہے دفعہ ۴ ایکٹ تمادی نسبت حکم ہائی کورٹ بصیغہ ابتدائی کی نسبت الفاظ ذیل ہین -

دفعہ ۴ - جب از روی کسی قانون کے جو ضمیمہ منسلکہ ایکٹ ہذا مین داخل

نہین ہے اور برٹش انڈیا کے کسی جزو مین بالفعل یا آئندہ نافذ ہو کسی مقدمات
یا اپیل یا درخواست کے واسطے بالخصوص میعاد سماعت کے اوس میعاد کے
خلاف مرقوم ہو جو از روی ایکٹ ہذا مقرر کی گئی ہے تو کوئی عبارت مندرجہ
ایکٹ ہذا مخل اوس قانون کی ہوگی - کوئی عبارت مندرجہ ایکٹ ہذا موثر اون میعادون کی
ہوگی جو واسطے سماعت اپیل یا درخواست نظر ثانی کسی ڈگری یا حکم یا فیصلہ عدالت العالیہ
ہائی کورٹ کے بمنصب ویسکے اختیار سماعت صیغہ ابتدائی کے مقرر ہے -

اب اسی واسطے ظاہر ہے کہ جب کبہی واضعان قانون نے ہائی کورٹ کے
بصیغہ ابتدائی کا حوالہ دیا تو الفاظ مناسب کا استعمال کیا اور دفعہ ۶ - اور
فقرہ نمبر ۱۶۹ مندرجہ ضمن ۳ سے درخواست زیر بحث کو بموجب معنی فقرہ ۱۵۵
ضمن نمبر ۲ مقدمہ خیال کرنا غیر ممکن ہے اور نہ درخواست ہذا میری راے مین
زیر فقرہ - ۱۱۵ - درباب عہد شکنی صریح یا معنوی رجسٹر شدہ ایسی نہین کہ جسکے
واسطے قانون تمادی مین ذکر آیا ہو کیونکہ ضمن نمبر ۲ کی قسمت اول مین مقدمات
کا ذکر آیا ہے اور نہ فقرہ - ۱۱۸ - درخواست زیر تجویز عائد ہو سکتا ہے اگر کالم
نمبر (۱) ضمن ۲ مین قسم مقدمہ یا دیگر کارروائی یا درخواست مندرج ہوتا تو
صورت اور ہو جاتی مگر چونکہ واضعان قانون نے صرف لفظ مقدمہ کو استعمال
کیا ہے اور مقدمات ضمن نمبر ۲ مین اون مقدمات کا ذکر ہے ضابطہ دیوانی
کے رو سے رجوع ہو سکتی ہین تو ضرور اون سبکو مقدمات سمجھنا چاہیے عدالت
بیشک لفظ مقدمات کے معنون کو ایسی وسعت نہین دے سکتی کہ جس سے
درخواست زیر تجویز بہی اون مین آجاوے بلکہ لفظ کے وہی معنی لینے چاہئین
جو علی العموم اور طبعاً لیے جاتے ہین - مقدمہ اپیل بنام ڈیگل مین چیف جسٹس
جروس نے قانون کے معنی پر بحث کرتے ہوئے حسب ذیل فرمایا - اگر الفاظ

مستعملہ بدیع اور صاف ہون تو ہم پر واجب ہے کہ اونکے معمولی معنی لیوین اگرچہ
چہ ایسی تعبیر سے صریح بے اتفاقی پیدا ہووے جب اون کے معنی مبہم اور صریح
ہون تو ترمیم کا اختیار ہے مگر جب صریح المعنی الفاظ کے معنی بیان کرنے مین ہم ترمیم
کرین فقط اس خیال سے کہ ہماری راے مین اون سے بے اتفاقی پیدا ہوتی ہے
تو بیشک ہم بجاے جج ہونے کے واضعان قانون کا کام اختیار کرتے ہین۔

مین نے چیف جسٹس سے اس بارہ مین مشورہ کیا ہے جو مجھ سے متفق
راے ہے مگر دوسرا شخص بجز میرے مقدمہ ہذا کے فیصلہ کے واسطے ذمہ دار نہین
ہے۔ مقدمہ گوبند بنام نرائن مین چیف جسٹس نے بصیغہ اپیل ۱۸۔ جون ۱۸۸۳ء
کے فیصلہ مین درخواست اجراے ڈگری کو زیر قانون نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء مقدمہ تصور
نہین کیا اور میری راے درخواست زیر تجویز جسکی رو سے اٹرنی اپنے موکل سے
بل کا روپیہ چاہتا ہے مقدمہ نہین ہے اور نہ مقدمہ کی تعریف اسپر آتی ہے
بلاریب عدالتون نے قانون تمادی کے وہ وہ معنی پیدا کیے ہین جو الفاظ
سے نہین نکل سکتے مگر یہ امر سلسلہ فیصلجات عرصہ دراز سے پیدا ہو گیا ہے
اور ایک مقدمہ جو بمبئی سے پریوی کونسل مین گیا جسکا حوالہ اب بھی مینے
دیا ہے اوس مین لارڈ صاحبان نے الفاظ "سمندرون کے اوس
طرف" مندرجہ قانون تمادی (۱۴ سنہ جلوس جیمس اول فصل نمبر ۱۶
دفعہ نمبر ۷) کی نسبت یہ راے ظاہر کی ہے کہ اون کے لفظی معنی نہین لینے
چاہئین سر جان جروس اپنے فیصلہ مین بیان کرتے ہین کہ دفعہ نمبر ۷ کے
معنی لفظی مین بہت نقص عائد ہوتا ہے۔

ضرور نہین ہے کہ فیصلہ مقدمہ ہذا مین بیان کیا جاوے کہ امر زیر بحث
کے بارہ مین کیا قانون تمادی تھا جب قانون تمادی جیمس اول رائج تھا

ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء سے وہ قانون منسوخ نہین ہوا اور کوئی فقرہ ناسخ اُس
مین موجود نہین ہے سوائے دفعہ نمبر ۱۷ مین مندرج ہے کہ بعد دو سال
نفاذ ایکٹ ہذا میعاد اسکے روسے شمار ہوگی اور نہ کسی دیگر قانون ایکٹ
سٹیوٹ وغیرہ سے اسواسطے جہان کوئی قانون تمادی نقیض ایکٹ ۱۴
سنہ ۱۸۵۹ء ہے اوسکی تنسیخ معنوی طور پر ہوچکی ہے۔

ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء سے سٹیوٹ جیمس اول کلیم منسوخ ہے اسواسطے
یہ ضرور نہین ہے کہ بموجب قانون جیمس اول بیان کیا جاوے اور درخواست
ہذا مقدمہ ہے یا نہین۔ دفعہ نمبر ۲ قانون جدید تمادی ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۷۳ء
سے منسوخ ہوچکی ہے اسواسطے کل عملدرآمد ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء پر ہونا واجب
ہے صرف وکیل مدعاعلیہ فقرہ نمبر ۱۰۵ کا حوالہ دے گا جو درخواست زیر تجویز
سے متعلق نہین ہے۔

میری دانست مین درخواست زیر تجویز کے واسطے کوئی میعاد مقرر نہین
ہے اور یہ درخواست بموجب قاعدہ نمبری ۱۴۹ اسوپریم کورٹ پیش کی گئی
ہے اسواسطے مین حکم دیتا ہون کہ سمن جو خرچہ کامل ہووے اور اخراجات
وکیل اوسپر ایزاد کی جاوین۔

مدعاعلیہ نے بعد ازان عرضی ناراضی حکم مسٹر جسٹس بیلی باجلاس مسٹر
وسٹراپ چیف جسٹس اور سارجنٹ جسٹس پیش کی اور بیان کیا کہ گو اپیل
نہین ہوسکتا مگر تاہم امید کرتا ہون کہ عدالت اپیل تنسیخ حکم مین امداد دیگی۔

وسٹراپ چیف جسٹس نے ۱۱ اگست سنہ ۱۸۷۶ء کو فیصلہ دیتے وقت حسب
ذیل فرمایا۔ مدعاعلیہ درست کہتا ہے کہ اپیل نہین ہوسکتا مگر ہم مدعاعلیہ
سے ہمدردی ہرگز نہین کرسکتے کہ وہ اپنے اٹرنی کو اوس کی اجرت سے

محروم کرنا چاہتا ہے اور ہم ہر ایک امر مین عدالت ماتحت سے اتفاق کرتی ہین۔ اور مسٹر جسٹس بیلی کا حکم بالکل درست و صحیح ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

اپیل خاص نمبر ۱۹ بابت ۱۸۷۶ء

منفصلہ ۲۷ - جولائی ۱۸۷۶ء

نرائن چیریا (مدعی اپیلانٹ) بنام نارسو کرشنا اور ریک کس دیگر (مدعی رسپانڈنٹ)

صفحہ لا رپورٹ انگریزی ۳۶۲

خلاصہ

دہرم شاستر۔ بیع جائداد جدی بموجب حکم عدالت۔ استحقاق فرزند در جائداد جدی۔ بموجب متاکشرا اور میو کہ فرزند بوقت پیدائش حصہ دار جائداد جدی ہوجاتا ہے مگر وہ حصہ داری بپابندی ادای قرضہ والد وجد ہوتی ہے۔

ایک ہندو کی جائداد جدی کو وہ بذات خود بذریعہ عدالت دیوانی نیلام یا بیع کرسکتا ہے جب اوسکے ہو قرضہ واجب لادا ہو اور یہ قرضہ خلاف اخلاق مطالب اور خلاف قانون نہ لیا گیا ہو اور پابندی ایسے بیع کی اوسکے فرزندون پر واجب ہے۔

مقدمات گرداہری لعل بنام کنیٹو لعل اور مدن ٹھاکر بنام کنیٹو لعل کرگنہ (لا رپورٹ انڈین اپیل نمبر ۳۲۱ صدر عدالت نمبر ۴ انبگال لا رپوٹ نمبر ۱۰ او کلکتہ ہفتہ وار رپورٹ نمبر ۵۶ -

یہ خاص اپیل بنا راضی فیصلہ جج ضلع در ورجسکے روسے ڈگری جج ماتحت مقام ایضاً بحال رہی دایر ہوا۔ یہ مقدمہ مسمیان نارسو اور اوسکے بھائی سیوا جیراج نے بنام نرائن چاریا دایر کیا اور مدعا مقدمہ یہ تھا کہ قبضہ دو ثلث نصف حصہ مکان کا دیا جائے مدعیان نے بیان کیا کہ مکان متنازعہ جدی جائداد اونکے والد مسمی کرشناپا اور اوسکی بھائی مسمی سناپا کی ہے اور یہ مکان بعوض

دو ڈگریات ایک خلاف سنٹاپا اور دوسری خلاف سناپا اور والد مدعیان
مدعاعلیہ کے پاس فروخت ہوگیا ہے اور چونکہ مدعیان مین سے ہرایک بطور
فرزند کرشناپا ایک ثلث نصف مکان کا وارث ہے پس دو ثلث حصہ نصف
مکان مدعاعلیہ سے دلایا جاوے مدعاعلیہ نے اول یہہ اعتراض کیا کہ مکان مذکور
کرشناپا اور سنٹاپا کو اونکے باپ کی وراثت سے نہین پہونچا بلکہ اونکے چچا وین کا پا
سے اور اس واسطے یہہ مکان جدی نہین ہے دوم اور دیم قرضہ ضروری اخراجات کے
واسطے لیا گیا اور اس وجہ سے بیع جایز ہے ہر دو عدالت ماتحت نے ڈگری بحق مدعیان
صادر کی اور وجہ یہہ بیان کی کہ یہہ مکان جدی ہے اور اس مین ہر دو مدعیان کا
حصہ ہے اور اس واسطے اونکا حصہ بعوض قرضہ اونکے باپ کے بیع نہین ہوسکتا۔

خاص اپیل باجلاس مسٹر اپ چیف جسٹس ورجسٹس ملول پیش ہوا۔

اناک شاہ جہانگیر شاہ - منجانب خاص اپیلانٹ - ہر دو عدالت ماتحت
نے غلطی کی کہ یہہ مکان جدی ہے کرشناپا اور سنٹاپا کو اونکے چچا وین کا پا سے
ملا اور نہ انکے باپ سوباپا سے بموجب متاکشرا فرزند اپنے باپ کو نہین روک سکتا
کہ وہ جایداد علیحدہ کرے جو اوسکو مثل مقدمہ ہذا رشتہ داران قریب سے پہونچی
ہو اور مزاحمت انتقال صرف اوسی صورت مین ہوسکتی ہے جب جایداد جدی
ہو دیکھو مقدمات بابو نند کمار لال بنام مولوی رضی الدین حسین اگر اسکو جایداد
جدی بہی مقرر کیا جائے تاہم بہی بموجب دہرم شاستر یہہ جایداد بعوض قرضہ سناپا
اور کرشناپا قابل بیع ہونیکے ہے - اور مدعیان اس بیع سے انکار نہین کرسکتے دیکھو
مقدمہ گردہاری لعل بنام کنیو لال اور راودہ رام بنام راؤ قرضہ کرشناپا نے بطور
منتظم خاندان اوٹھایا اور یہہ قرضہ واسطے فایدہ خاندان کے لیا جب تک اسکے خلاف
ثابت ہو جو مدعیان ثابت نہین کرسکتے۔

گھن شام نیل کنٹھ - از طرف خاص رسپانڈنٹ بیٹا بموجب
دہرم شاستر اپنی پیدایش کے وقت سے باپ کے جدی جایداد مین برابر حصہ دار
ہو جاتا ہے دیکھو متاکشر فصل اول دفعہ ۵ - آیت نمبری ۳ و ۵ و ۸ و ۹ و ۱۰ اور
مقدمہ بابو ہرکشور رسوائی سنگھ بنام بابو ہرلیب نراین شنگھ و مقدمہ سدانند
مہو پتر بنام سرجو منی دیوی و راجہ رام تواری بنام لچھمن پرشاد و سدانند مہو
پتر بنام سرجو منی دسی رائے چارلو بنام وزکاٹا مانیا - باپ کو بموجب دہرم شاستر
جایداد غیر منقولہ کے انتقال کا اختیار نہین گو یہ جایداد جدی یا کسوبہ ہو جبتک
اپنے بیٹون کی رضامندی حاصل نکرے انتقال ناجائز ہے دیکھو متاکشر فصل
نمبر ۱ دفعہ ایک اشلوک نمبر ۲۷ - اور ناٹن صاحب کے مقدمات قابل نظیر صفحہ ۱۱۲
اس واسطے بیٹے کو اختیار ہے کہ اپنے باپ کا انتقال جایداد جدی بغیر خانگی ضرورت
کے جو وقوع مین آیا ہو منسوخ کرادے دیکھو مقدمات ہنومان دت بنام
بھاگ بپٹ کشن برداو جگدیک نراین سنگھ بنام وشیدیال باپ اور بیٹا بموجب
دہرم شاستر مشترک خاندان کے حصہ دار ہین اور اسواسطے ان پر پابندی
ایک ہی قسم کے قواعد کی واجب ہے -

ہر ایک کو خاندانی جایداد مین یکسان حصہ ہے اگرچہ وہ حصہ غیر منقسمہ ہے
باپ کو جدی جایداد مین بیٹا کے حصہ پر زیادہ اختیار نہین نسبت کہ منتظم شریک
ہوتا ہے بیٹے کا حصہ جایداد جدی مین علٰحدہ ہے اور اسواسطے باپ کے قرضہ
کے عوض وہ منتقل نہین ہو سکتا جب تک قرضہ کسی کی ضرورت کے لئے نہ لیا جاے
علاوہ ازین مدعا علیہ کو جو کچھ عدالت نے زیادہ کرشنا پا کا حصہ تھا اس بیع کی
تاثیر مدعیان کے حصہ پر نہین ہو سکتی -

عالم وکیل نے بمبئی ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۳ع اور مہابیر پرشاد بنام رام یاد سنگھ

کا حوالہ دیا اور نک شاہ جہانگیر شاہ نے بجواب اسکے حوالہ مقدمہ مدن گوپال لعل بنام سمات گوردن بٹی کا حوالہ دیکر کہا کہ اس مقدمہ کے فیصلہ مین مسٹر جسٹس فیرنے بموجب قاعدہ مجوزہ پریوی کونسل بمقدمہ گردھاری لعل بنام کنڈوالعل معلوم ہوتا ہے کہ صاحب موصوف نے اپنی رای بدل لی جب تصفیہ مقدمہ جگدیک نرائن سنگہ بنام دین دیال کا صادر ہوا۔

فیصلہ عدالت

وسٹراپ چیف جسٹس مہاپرکے دو لڑکے مسمیان کرشنا پا اور سنا پا تھے یہ آخری بیٹا شمرپی داس کے نام مشہور تھا مدعیان بیان کرتے ہین کہ یہ مکان متنازعہ انکو اون کے باپ مہاپر سے وراثت مین پہونچا کر کرشنا پا اور سنا پا کی جایداد نصف حصہ غیر منقسمہ مکان کا بذریعہ نیلام بعلت اجرای ڈگری عدالت خلاف سنا پا فروخت ہوا اور باقی غیر منقسمہ نصف حصہ اوس عدالت کے حکم سے نام مدعا علیہ نرائن چارپایا اجرای ڈگری خلاف سنا پا اور کرشنا پا نیلام ہوا اسلئے اور شیواجی رامی فرزندان کرشنا پا نے مقدمہ بنام نرائن چارپایا دائر کیا ہے اور دعوی کرتے ہین کہ دو ثلث نصف مکان انکو ملیا ہے مدعا علیہ کی طرف سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ آیا مکان جدی جایداد کرشنا پا اور سنا پا کے ہی یا نہین مدعا علیہ بیان کرتا ہے کہ یہ مکان انکو اون کے چچا انکا باپ سے ملا اور مقدمہ بابو تند کمال بنام مولوی رضی الدین حسین کا حوالہ دیا گیا ہے کہ چونکہ یہ مکان ایک رشتہ دار سے ملا اسواسطے جدی وراثت نہین شمار ہوسکتی ضرور نہین کہ قانون یا قاعدہ اصول اس مکان کا دریافت کیا جاوے کیونکہ بالفرض یہ مکان جدی بھی ہوتا اسم بیع کی پابندی عیان پر ہے مکان قرضہ کے عوض مین بیع ہوا یہ بیان نہین کیا گیا کہ یہ قرضہ مطابق

خلاف قانون یا خلاف اخلاق کے لیا گیا ہے جب یہہ صورت ہے کہ اعلی عدالت سے
یہہ فیصلہ پاچکا ہے کہ باپ کی جائداد جدی قرضہ کے عوض بیع ہوسکتی ہے اور اس
بیع کی پابندی اوسکے فرزندون پر واجب ہے دیکھو مقدمہ گردہاری لعل بنام کنیہو لعل
اور ہنومان پرشاد پنڈی بنام سماۃ بابوی راج کنوری جس مین بایٹ برومس صاحب نے
بصفحہ ۲۴۱ لکھا ہے کہ بموجب دہرم شاستر بیٹے کے از روی ادا ے قرض باپ سے بلحاظ
سرشت قرضہ کے ہے نہ بلحاظ قسم جائداد کے جائداد جدی ہو یا مکسوبہ قرضدار ذمہ واری
جائداد جدی درباب ادا ے قرضہ باپ یا دادا کی نسبت نارد منی نے حسب ذیل لکھا ہے جب
باپ مرجائے تو اوسکے بیٹے جائداد تقسیم کرین بابتہ ہر ایک کو بموجب اپنے حصہ کے قرض ادا کرنا ہوگا
اور یا جس بیٹے نے اپنے کل قرضہ کی ذمہ واری کرلی ہو اور درس پتی کا قول ہے کہ اول
وہ قرضہ ادا کرنا چاہیے جو باپ نے اوٹھایا بعد ازان وہ قرضہ جو اوس نے خود اوٹھایا
لیکن دادا کا قرضہ ان دونون قرضون سے پہلے ادا ہونا چاہیے بیٹون کو اپنے باپ کا
قرضہ ادا کرنا چاہیے جب یہہ ثبوت کو پہونچ جاے اور بہ سود کے ادا ہونا چاہیے مگر دادا
کا قرضہ بلاسود کے دینا چاہیے اور دادا کے قرضہ کے واسطے پوتا مجبور نہین کیا
جاویگا جب پوتے کے پاس دادا کی جائداد نہو دیکھو کتاب نمبر ا فصل ۵ شلوک ۱۰۰ او
۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۹۶ و ۱۹۷ - اور بیٹون اور پوتون پر باپ کے قرضہ کی اسقدر پابندی
نہین جیسے کہ اس احاطہ مین ہے اسپیشل اپیل نمبر ۲۲ سنہ ۱۸۶۶ء پاس ہوا اور نہ پہلے
اسکے بغیر جائداد باپ دادا کے لیے قرضہ دینا پڑتا تھا یہہ سچ ہے بموجب دہرم شاستر
متاکشرا اور میوک بیٹا بوقت پیدائش جدی وراثت کا حصہ دار ہوجاتا ہے مگر اس
حصہ داری پر باپ اور دادا کا قرضہ بھی واجب ہے -

ارادہ کیا گیا ہے کہ فرق درمیان بیع اور فروخت بحکم عدالت کا بتایا جاوے
اور آخری بیع سے صرف حق مدیون ڈگری منتقل ہوتا ہے مگر مقدمہ ہذا مین قرضدار

استحقاق جدی برای ادائے قرضہ اپنے تصرف مین لایا ہے اور ایسا تصرف پریوی کونسل نے دو اپیلون مین قائم رکھا ہے اون مین سے ایک بیع بطور انتظام خانگی عمل مین آئے اور دوسرے مین بحکم عدالت اور یہہ فیصلہ بنگال لا رپورٹ نمبر ۱۴ مین مندرج ہے آخری بیع بحکم عدالت بموجب ایکٹ نمبر ۴ دفعہ ۱۰ سنہ ۱۸۴۶ء عمل مین آئی تھی جسکی بیع بحکم عدالت مساوی اوسکے ہے جو بطور انتظام خانگی عمل مین آوے۔ مگر سرکار نے بوقت صدور فیصلہ ہر دو قسم کی بیع مین فرق بیان نہین کیا مدعیان نے فیصلہ مصدرہ جسٹس نیر پر انحصار کیا ہے مگر یہہ فیصلہ قبل صدور فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ گردہاری لعل بنام کیشو لال تھا۔

ڈگری ہر دو عدالت ہائے ماتحت منسوخ اور ڈگری بحق مدعا علیہ نرائن چار یا صادر ہووے اور مدعیان اخراجات مقدمہ مدعا علیہ کو دیوین مگر اخراجات ہر دو اپیل ذمہ فریقین۔

صفحہ
لا رپورٹ
بمبئی
۲۶۷

صیغہ اپیل دیوانی

متفرق اپیل خاص بمقدمہ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۶ء

منفصلہ ۱۸۔ اگست سنہ ۱۸۷۶ء

گوپال نرائن (مدعی اپیلانٹ) بنام ترمباک سداشو اور کیکشن دیگر (مدعا علیہ سپانڈنٹ)

خلاصہ

رجسٹریشن ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۷۱ء دفعہ نمبر ۱۷ - انتقال ڈگری درباب بیع جائداد مرہونہ۔

جہان مرتہن نے ڈگری خلاف راہنان حاصل کی کہ زر رہن ادا کیا جاوے اور در صورت عدم ادا جائداد مرہونہ نیلام ہوکر زر ڈگری وصول ہو اور وارث مرتہن نے انتقال ڈگری بنام مدعی کر دیا جو ڈگری جاری کرانا چاہتا ہے۔ اور جس سے نیلام جائداد عمل مین آویگا۔

یہ قرار پایا کہ انتقال ڈگری ایک دستاویز ہے جسکی رجسٹری لازمی ہے۔

یہ متفرق اپیل بنا رضی فیصلہ جج ضلع ستارہ جسکے روسے حکم جج ماتحت درجہ اول ستارہ بحال رہا داخل ہوا۔

مسمی نورو یا پوجی نے ایک ڈگری زر رہن بنام مسمیان ٹرمباک اور گنیش عدالت جج ماتحت درجہ اول ستارہ سے حاصل کی اور تاریخ صدور ڈگری مذکورہ ۲۲۔ سنہ ۱۸۶۴ء۔ اور تعداد زر ڈگری شدہ مبلغ الکھ ہزار اور صورت وصولیت زر بذریعہ نیلام مکان مدعیان تھی مدعی نے یہہ ڈگری وارث ڈگریدار مسمی دمودر سے خریدی اور دستاویز انتقال ڈگری ۶ جنوری سنہ ۱۸۶۵ء کو تحریر ہوئی اور مدعی نے اجراے ڈگری کرانا چاہا مدعاعلیہان نے عذر کیا کہ انتقال ڈگری تجویز کردہ گوپال رجسٹری شدہ نہین ہے (دیکھو دفعہ ۱۷ ایکٹ نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۶۴ء) اپیل مین یہہ فیصلہ بحال رہا اور راے ڈسٹرکٹ جج یہہ ہے دستاویز جسکے روسے یہہ ڈگری بوجہ انتقال کی اسکے ذریعہ جائداد غیر منقولہ انتقال ہوئی اسواسطے رجسٹری اسکی لازمی ہے پس فیصلہ عدالت ماتحت بحال رہے۔

خاص اپیل مین روبرو صاحبان آنریبل سر رچرڈ کوچ چیف جسٹس اور گبس پیش ہوا۔

شامراو وٹھل ازطرف خاص اپیلانٹ۔

فرام جی بیکھسرو ازطرف خاص اسپانڈنٹ۔

فیصلہ

ہم ہر دو عدالت ماتحت سے متفق ہین اور اپیل معہ خرچہ خارج۔

ہائی کورٹ الہ آباد

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر رابرٹ اسٹوارٹ نایٹ چیف جسٹس و مسٹر جسٹس پیرسن

منفصلہ ۲۹ مئی سنہ ۷۶ء

رام اترا اور دیگر کسان (مدیونان ڈگری) بنام اجودھیا سنگہ اور دیگر کسان (ڈگریداران) *

خلاصہ

اجرائے ڈگری - ایکٹ نمبر ۹ بابت سنہ ۷۱ء دفعہ نمبر ۱۶۷ ضمن نمبر ۲ - تمادی -

جب مشترک ڈگری صادر ہوا اور منجملہ ڈگریداران ایک کس ایک جزو ڈگری کے اجراے کے واسطے درخواست گذرانے تو ڈگری کی میعاد تازہ نہیں ہو سکتی

جب ڈگری عدالت خرچہ عدالت ماتحت چند کس مدعا علیہم کو علیحدہ علیحدہ دلاے اور راٹھہ کس مدعا علیہم کو مشترک طور پر اور اجراے ڈگری خرچہ اندر میعاد کے ایک شخص نے دایر کی ہو بجز اسکے جو دو ڈگریدار معہ دیگر ڈگریداران درخواست گذرانے تو اول درخواست گذرانیدہ شخص واحد منجملہ ڈگریداران کافی نہیں ہے کہ میعاد ڈگری کو تازہ کرین -

مدیونان ڈگری نے مقدمہ ہذا مین ۲۶ کس مدعا علیہم پر دعوی کیا کہ قیمت ایک خاص جایداد کی اوسکو دلائی جاوے ابتدائی عدالت نے ۳۰ مئی سنہ ۷۶ء کو ڈگری

* متفرق عام اپیل نمبر ۵ بابت سنہ ۷۶ء بنارضی حکم جج ماتحت گورکھپور مورخہ ۲۸ جولائی سنہ ۷۶ء -

بنام ۱۳ اکس مدعا علیہم بابت ایک جزو جایداد متدعویہ صادر کی اور دعوی بنام
باقی مدعا علیہم خارج کیا منجملہ ان ۲۰ کس کے آٹھہ نے ہائی کورٹ (صدر کورٹ)
مین اپیل کیا اور مدعیان نے اوس حکم کا اپیل کیا جو مفید مدعا علیہم تھا صدر کورٹ
نے مدعیان کا اپیل خارج کیا اور ڈگری خلاف مدعا علیہم فسخ کی اور اس مین وہ
مدعا علیہم بھی شامل ہین جنہون نے اپیل داخل نہین کیا ڈگری صدر کورٹ
صادرہ ۱۳ مارچ ۱۸۶۲ء نے بعض مدعا علیہم کو عدالت ابتدائی خرچہ علیحدہ دلایا
جسمین اجودھیا سنگہ بھی شامل تھا اور آٹھہ جماعت ہائے مدعا علیہم کو مشترک طور
پر دلایا اور اخراجات عدالت صدر مین جماعت ہائے مدعا علیہان کو ۲۳ مارچ
۱۸۶۲ء کو اجرای ڈگری بانتظار فیصلہ اپیل عدالت پریوی کونسل ملتوی رہا اور
یہہ اپیل مدعیان نے دایر کیا تھا ۱۱ فروری ۱۸۶۶ کو پریوی کونسل نے ڈگری
صدر کورٹ جس قدر کہ اس ڈگری نے فیصلہ عدالت ابتدائی کو منسوخ کیا تھا
منسوخ کیا اور ڈگری عدالت اول بحال ہوئی۔

۔ ستمبر ۱۸۶۶ء کو اجودھیا سنگہ نے درخواست کی کہ بمراد اجرائے ڈگری
صدر کورٹ مدیونان ڈگری قید ہووین اور نشائے درخواست یہہ تھا کہ اسکے ذریعہ
سے اجودھیا سنگہ اپنے اخراجات بابت عدالت ابتدائی اور ایک جزو عدالت
صدر لیا جاتا تھا عدالت نے ۔ ستمبر ۱۸۶۶ء کو اعلان جاری کیا کہ مدیونان ڈگری
۲۶ ستمبر کو وجہ بیان کرین کہ اجرائے ڈگری خلاف اونکے کیون نہو ۲۶ ستمبر کو
عدالت سے حکم صادر ہوا کہ مدیونان ڈگری گرفتار کیے جاوین اور یکم نومبر تاریخ
پیشی بمراد سماعت عذرات مقرر ہوئی ۔ نومبر کو حکم ہوا کہ چونکہ اجودھیا سنگہ
نے طلبانہ داخل نہین کیا اسلئے درخواست خارج ہوا ہے ۳ نومبر کو اجودھیا
سنگہ نے پھر ویسی ہی درخواست پیش کے یہہ عرضی بھی بباعث عدم ادائے

زر طلبانہ خارج ہوئی۔ ۲۰ مئی ۱۸۸۴ء کو اجودہیا سنگہ اور دیگر ڈگری داران نے درخواست اجراے ڈگری گذرانی مدیونان ڈگری نے اعتراض کیا کہ ڈگری زاید المیعاد ہو گئی ہے مگر عدالت ابتدائی نے اس عذر کو سماعت نہ کیا۔

مدیونان ڈگری نے اپیل ہائی کورٹ مین کیا اور اس عدالت مین بھی یہی عذر کیا گیا کہ ڈگری زاید المیعاد ہے۔

سینئر گورنمنٹ پلیڈر لالہ جوالا پرشاد از طرف اپیلانٹ۔

لالہ للتا پرشاد اور لالہ کاشی پرشاد منجانب رسپانڈنٹ۔

فیصلہ

سٹیورٹ چیف جسٹس - درخواست مورخہ ۷ ستمبر ۱۸۸۱ء مین التجا کی گئی تھی کہ ایک جزو ڈگری کا اجراے ہو اسی واسطے اسکے رو سے کل ڈگری کی میعاد تازہ نہین ہو سکتی یہہ بات متعلق درخواست مورخہ ۱۳ - اگست ۱۸۸۲ء کے کہی جا سکتی ہے درخواست بابت ۱۸۸۱ء میرے روبرو ہے اور معلوم نہین ہوتا ہے کہ کس طرح خلاف ایسی صورت کے امید کامیابی ہو سکتی ہے اس درخواست مین درخواستہاے سابقہ گذرانیدہ اجودہیا سنگہ کا ذکر ہے کہ جس مین اور مدعاعلیہم بھی شریک ہین اور فیصلہ پریوی کونسل کے ذکر کے بعد درخواست حسب ذیل ہے "چونکہ دیگر اشخاص اجراے ڈگری میرے ساتھ نہین شامل ہوتے اور ڈگری عدالت ابتدائی مین اخراجات علیحدہ میرے نام لکھے گئے ہین اور خرچہ صدر عدالت تعدادی مبلغ ۱۳۳ روپیہ ۱۲ میرے نام درج ہے اور نیز اشخاص دیگر بھی اسمین شامل اور درخواست اجرا مین میرے ساتھ نہین ہوتے اسی واسطے ملتمس ہون لہٰذا خرچہ کے بابت اجراے پاوے درخواست بابت ۱۸۸۱ء اوسکے موافق ہے اور اسی واسطے جج ماتحت حکم مورخہ ۸ - ۹ و ۱۰ ستمبر ۱۸۸۱ء جاری نہین کر سکتا تھا۔

یہہ مشترک ڈگری ہے اور درخواست اجراے جزو ڈگری سے کل کی میعاد نہین
تازہ رہ سکتی اور اجودھیا سنگہ نے صرف اسی خرچہ کی نسبت درخواست کی
اسی واسطے درخواست عرصہ تین سال مین دایر نہین ہوی اسی واسطے اپیل
معہ خرچہ منظور ہے

پیرسن جج — معلوم ہوتا ہے کہ اجرا ڈگری کا حکم موجب حکم عدالت
ہذا مورخہ ۲۳ مارچ ۱۸۶۶ء ملتوی رہا کیونکہ اپیل بہ عدالت پریوی کونسل
بناراضی فیصلہ صدر کورٹ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۸۶۶ء داخل ہوا پریوی کونسل
نے ۱۱ فروری ۱۸۷۰ء کو فیصلہ دیا

اگر فرض کیا جاوے کہ مرتضا اجودھیا سنگہ نے ۶ ستمبر ۱۸۷۱ء کو درخواست
گذرانی اور یہہ درخواست زیر ضمن ۵ منضمہ دفعہ نمبر ۱۶۷ ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء
اندر میعاد کے گذری قایم ہے چونکہ یہہ درخواست از طرف جملہ ڈگریداران نہین گذری
اسلیے میعاد تازہ نہین رہی ــ اور یہہ بات درخواست اجودھیا سنگہ مورخہ ۳ ار
اگست ۱۸۷۳ء کی نسبت کہی جاسکتی ہے

درخواست زیر بحث از جانب اجودھیا سنگہ و دیگر ڈگریداران مورخہ ۲۵
مئی ۱۸۷۴ء زاید المیعاد ہے اسیواسطے اپیل معہ خرچہ منظور ہے

اپیل معہ خرچہ منظور

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس ٹرنر اور مسٹر جسٹس اسپنکی

منفصلہ یکم جون ۱۸۷۶ء

صفحہ ۱ لا رپورٹ انگریزی ۲۳۵

پورن مل (مدعا علیہ) بنام علی خان[1] مدعی

خلاصہ

دفعہ نمبر ۲۶۰ ۔ ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۵۹ء خریدار نیلام ۔

الف نے درخواست کی کہ خریدار نیلام فقط امانت دار ہے مدیون ڈگری کا ہے اور ب کا نام بیرا دنو فقط اجرائے ڈگری لکھا گیا ہے اور اجازت ہو کہ خرید کردہ خبر منقولہ جایداد کہ ڈگری جاری ہو گوبہ اوسکے مدیون ڈگری کی ہے ۔

رائے عدالت ۔ بپابندی فیصلہ سوہن لعل بنام گیا پرشاد مندرجہ ہائی کورٹ رپورٹ اضلاع مغربی و شمالی بابت ۱۸۶۸ء صفحہ ۲۶۵ دفعہ ۲۶۰ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء نالش نہیں ہے ۔

چونکہ یہہ مقدمہ صرف اسی بنا پر ہے جو مقدمہ سوہن لعل بنام گیا پرشاد کی تھی پس اوسکی رپورٹ بتفصیل وارنہیں ہوئی

اجلاس کامل

مسٹر سٹوارٹ نائب چیف جسٹس و مسٹر جسٹس پیرسن و مسٹر جسٹس ٹرنر و مسٹر جسٹس اسپنکی و مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ

رگھی رام (مدعی) بنام نندکشور (مدعا علیہم[2])

خلاصہ

دفعہ ۵۳ ۔ ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۶ء تمسک ۔ رہن ۔ ڈگری زر نیلام بعلت اجرائے ڈگری ۔

بموجب دفعہ نمبر ۵۳ ۔ ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۶ء تمسک دار مستحق ڈگری زر کا ہے ۔

وقت نیلام بعلت اجرائے ڈگری صرف حق و مرافق جو مدیون ڈگری بوقت نیلام منتقل ہوتے ہیں ۔

---

(۱) عام اپیل نمبر ۱۱ بابت ۱۸۶۸ء بنا راضی ڈگری جج ماتحت بریلی مصدرہ ۲۶ ۔ فروری ۱۸۶۸ء ۔

(۲) عام اپیل نمبر ۸۰ بابت ۱۸۶۸ء بنا راضی ڈگری جج ماتحت علیگڈہ مورخہ ۱۹ مئی ۱۸۶۸ء ۔

جہان بموجب دفعہ ۵۳ - ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۶ء تمسک دار نے جایداد مکفول کو نیلام کرایا خریدار نیلام
حق مرتہن ثانی کو زائل نہین کرسکتا۔

جایداد متنازعہ ۶ بسوہ کا حصہ ایک گانو کا ہے جو ابتداءً ملک مسمی گارڈنر کا
تھی متھرا داس اور رمول چند تمسک داران کے نام گارڈنر مذکور نے ۹ دسمبر سنہ ۱۸۶۹ء
کو تمسک لکھا اور جایداد مکفول کردی ۱۰ نومبر سنہ ۱۸۶۹ء کو تمسک داران نے درخواست
گذرانی چونکہ تمسک زیر دفعہ ۵۳ - ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۶ء رجسٹر ہوچکا اس لئے ڈگری صادر
۲۲ نومبر سنہ ۱۸۶۹ء کو ڈگری بالفاظ ذیل صادر ہوئی - دعوی کی ڈگری بحق مدعیان خلاف مدعا علیہ
وجایداد مکفولہ صادر ہوئی بہ علت اجرای ڈگری ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۶۹ء کو جایداد مذکور نیلام
ہوئی اور مدعی نے خریدی بوقت نیلام مدعا علیہ مقدمہ زیر تصفیہ جایداد مذکور پر از روئے
رہن نامہ منجانب گارڈنر مورخہ ۲ جنوری سنہ ۱۸۶۹ء کی جایداد پر قابض تھا۔

مدعی رہن بحق مدعا علیہ منسوخ کرانا چاہتا ہے اور جایداد پر قبضہ حاصل کرنے
کی درخواست کرتا ہے عدالت ابتدائی نے مقدمہ کو خارج کیا۔

مدعی نے ہائی کورٹ مین اسکا اپیل کیا اور قسمت عدالت (ٹرنر اور سپنکی جج
صاحبان) نے سوال مفصلہ ذیل اجلاس کامل مین بھیجا - آیا حسب جایداد مکفولہ
از روئے تمسک بعلت اجرائے ڈگری بموجب دفعہ ۵۳ - ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۶ء نیلام
ہوجاوے تو خریدار کو وہ استحقاق مدیون ڈگری حاصل کرتا ہے جو بوقت نیلام
موجود تھا اور استحقاق مرتہن ثانی کو زائل کرسکتا ہے یا نہین۔

پنڈت بشمبر ناتھ اور منشی ہنومان پرشاد از جانب اپیلانٹ - ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۶ء
مین ممانعت نہین ہے کہ ڈگری دربارہ نیلام جایداد مرہونہ صادر کیجاوے اپیلانٹ
بموجب کفالت نامہ مورخہ ۱۰ نومبر سنہ ۱۸۶۹ء مزاحمت دیگر کفالت نامجات کی کرسکتے
جو بعد مین لکھے جاوین دیکھو مقدمہ ممتاز الدین محمد بنام راج کمار داس رام نیکن

بنام سہیرا یا مدانی۔

مسٹر محمود اور چلی گورنمنٹ پلیڈر بابو درگا ناتھ بیٹرجی از طرف رسپانڈنٹ۔

ڈگری جسکے اجراے مین اپیلانٹ نے جایداد متنازعہ خرید کی ہے اوسکو ڈگری زر سمجھنا چاہیے کیونکہ زیر دفعہ ۵۳ - ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۶ع ڈگری درباب فروخت جایداد مکفولہ صادر نہین ہو سکتی دیکھو مقدمہ راج موہن مکرجی اور گریس چندر چودہری بنام کرسٹو سندر ریال (۴) خریدار نیلام بعلت اجراے ڈگری زر ادن حقوق مدیون کو خریدتا ہے جو موخر الذکر کو بوقت نیلام حاصل تھے۔

راے اجلاس کامل حسب ذیل ہے۔

اسٹوارٹ چیف جسٹس - اس استصواب کا جواب مین یہہ دیتا ہون کہ ڈگری بموجب دفعہ ۵۳ - ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۶ع صرف ایک ڈگری زر ہو سکتی ہے اور نیلام بعلت اجراے ڈگری سے خریدار کو وہ حقوق مدیون ڈگری کے پہونچتے ہین جو موخر الذکر کو جایداد مکفولہ مین حاصل ہین اور خریدار مرتہن ثانی کی کفالت کو دور نہین کر سکتا اس بارہ مین میری راے بہ لحاظ معنی ایکٹ مذکورہ ایسے صاف ہے کہ ضرور نہین ہے کہ دلائل بیان کیجاوین یا کسی سند کا حوالہ دیا جاوے میری راے مین حوالہ فیصلجات کلکتہ اور مدراس جو وکیل اپیلانٹ نے دیا ہے وہ مقدمہ ہذا سے متعلق نہین۔

پیرسن جج - زیر دفعہ ۵۳ - ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۶ع سایل کو اوسیقدر روپیہ کی ڈگری معہ سود مل سکتی ہے جسکا ذکر تمسک مین آیا ہو اور خریدار نیلام زیر دفعہ ۲۵۹ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع صرف حقوق مدیون ڈگری کو خریدتا ہے جو موخر الذکر کو جایداد غیر منقولہ نیلام شدہ مین حاصل ہے۔

اس مقدمہ مین ابتدائً ڈگری متھرا داس اور موتیچند کو زیر دفعہ ۵۳ ایکٹ

مذکورہ بالا حاصل ہوئی اور اسکی شرائط مین لکھا گیا کہ یہہ ڈگری خلاف جایداد مکفولہ ازروے کفالت مورخہ ۹ دسمبر ۱۸۶۶ع اور نیز خلاف مدعا علیہ کے ہے مگر جج ماتحت سے اتنے امر مین اتفاق راے ظاہر کرتا ہون کہ ڈگری مین جو لفظ لکھا ہے خلاف جایداد مکفولہ وہ ناجایز اور کالعدم کیونکہ وہ جج ماتحت کے اختیارات سے باہر تھا مرتہن مابعد مین بیچا سکتی اور مدعی بموجب ڈگری دعوی بیعبات حق انفکاک رہن مستحق ہے کہ جایداد پر قابض ہووے ڈگری مصدرہ بحق خوب چند صرف ڈگری زر ہے اور شرط مندرجہ تمسک خلاف انتقال صرف ایک ذاتی معاملہ خوب چند سے لالان ہے اگرچہ اسکے روسے خوب چند مجاز ہے کہ چارہ جوئی خلاف مدیون کرے مگر استحقاق مرتہن مابعد اس سے دور نہین ہوسکتا خوب چند کو اجازت نہین ہوسکتی کہ حق مدعی کو زایل کرے چونکہ بحق حقوق مدیون ڈگری کا نیلام بعلت ڈگری زر عمل مین آیا اور نہ باعث کفالت مندرجہ تمسک مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۶۵ع اگر اجراے ڈگری مصدرہ ۱۸۶۶ع کے روسے خوب چند نے جو خرید کی اوسپر پابندی حقوق مدعی ہے جو موخر الذکر کو بذریعہ رہننامہ مورخہ ۲۸ مارچ ۱۸۶۶ع حاصل ہوئی اور کفالت مندرجہ تمسک خوب چند صرف ذاتی امر درمیان مدیون اور خریدار نیلام ہے اور یہہ کفالت براے مضبوط کرنے قرضہ کے لکھی گئی تھی اور اس سے زیادہ مراد نتھی نیلام سے حقوق مدعی سے جو اوس کو بذریعہ سند مورخہ ۲۸ مارچ ۱۸۶۶ع پیدا ہوئی ہین دور نہین ہوسکتی اور جب تک خوب چند کفالت مندرجہ کفالت نامہ سے فایدہ اوٹھانا چاہے تب تک وہ مجاز نہین ہے کہ خریدار نیلام سے حقوق مرتہن ثانی کے حقوق زایل ہوجاینگی اعتراض کرے غرضیکہ خوب چند نے نیلام مین جایداد خریدی مگر اس سے حقوق مدعی نسبت جایداد زایل نہین ہوئے اور وہ بدستور استحقاق رکھتا ہے کہ جایداد مرہونہ پر قابض ہووے۔

مسٹر ٹرنر جج ۔ بمراد انفصال سوال متذکرہ استصواب ضرور ہے کہ رہن خالص کے
معنی اور تاثیر بیان کی جاوے ۔ رہن خالص بموجب مسٹر جسٹس میکفرسن صاحب مصنف
کتاب رہنامجات یہ انتظام مابین قرضخواہ اور قرضدار ہے جسکے روسے قرضدار علاوہ
فراخی ذمہ داری اپنی جائداد بطریق ضمانت یا زر مکفول کرتا ہے اسمین دو معاہدے شامل
ہین ایک ذاتی جسکے ماتحت ذات قرضدار ذمہ وار ادا ے قرضہ ہے اور دوسرا ایک کفالت
جسکے روسے قرضخواہ درصورت عدم ادا ے قرضہ جائداد مکفول پر دعویدار ہو سکتا ہے
مگر اس قسم کی کفالت سے مرتہن کو اختیار فروخت نہین حاصل ہو سکتا ۔ اس امر کے
حصول کے واسطے قرضخواہ کو اجازت عدالت حاصل کرنی ہوتی ہے قرضخواہ کو اختیار
ہے کہ خواہ ہر دو معاہدون کے روسے نالش کرے یا ایک مدنظر رکھے اگر وہ ذاتی معاہدہ
پر دعوی دائر کرتا ہے تو ڈگری زرصادر ہوتی ہے اور اگر کفالت پر دعوی کرتا ہے تو اجازت
نیلام جائداد مکفولہ دیجاتی ہے ۔

باوجود کفالت مکفول کنندہ کامل مالک جائداد رہتا ہے صرف خلاف ورزی شرائط
کفالت نہین کرسکتا ۔ بپابندی کفالت وہ اپنی جائداد کا جزو یا کل انتقال کرسکتا ہے ۔

جب یہ صورت اور تاثیر رہن خالص ہے تو فرق درمیان خریدار جائداد مرہونہ
جب جائداد پر نالش ہو کر نیلام کا حکم صادر ہوا اور جب جائداد بعلت اجراے ڈگری زر نیلام
ہو تو اوسکی خریداری کی جاوے کیا ہے یعنے ہر دو قسم کی خریداری مین کیا کیا تفاوت ہے

ان دونون قسمون مین بڑا فرق ہے اور ہر دو اقسام کی اجراے ڈگری کی تاثیر مین
بھی امتیاز نہین ہے اگر مرتہن رہن خالص کفالت سے فائدہ اوٹھانا چاہے تو اوس
ضلع مین دعوی پیش کرے جہان جائداد غیر منقولہ مکفولہ واقع ہے اور اگر وہ معاہدہ
کفالت پر دعوی دائر کرے تو صرف ڈگری صادر ہو سکتی ہے جسکے روسے کفالتی
جائداد نیلام ہو گی تو اس صورت مین دوسری جائداد مدیون سے مرتہن کو تعلق ہوگا

اور نیلام سے نہ فقط حقوق مدیون بوقت نیلام منتقل ہونگے بلکہ جو جو حقوق بوقت قلمبند ہونے کفالت نامہ کے موجود ہین اور نیلام ہذا تمام فریق مقدمہ پر واجب الپابندی ہوگا۔ اگر کفالت کی بنا پر دعوی دائر ہو تو مناسب ہے اور نہ فرض کہ قرضخواہ معرفت ارجاع دعوی جملہ مرتہنان وغیرہ کو مدعا علیہ گردانے اور عدالت زیر دفعہ نمبر ۳۳ ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۵۹ع اونکو منظور کرے اور تمام مابعد مرتہنان حاضر عدالت ہو کر پہلے معاملات کفالت کو واگذار کرین۔

بیشک مابعد مرتہنان کو اگر فریق مقدمہ نہ کیا جاوے تو ہر وقت وہ مجاز ہین کہ عذر کرین جس صورت مین اونپر پابندی نہوگی۔

اس بات مین شک ہے کہ آیا ڈگریدار از روی کفالت قرق کرا کے نیلام کرا دے یا نہین اگر ڈگری باضابطہ طیار کی جاوے تو ڈگریدار پہلے سے حکم نیلام حاصل کر چکا ہے ان معاملات کے واسطے ضابطہ دیوانی ناقص ہے ایسی ڈگریات دفعات ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ مین نہین آئین اور دفعہ ۲۳۲ ایسی ڈگریات سے متعلق ہے جیسے کہ دفعہ ۲۰۱ مین ذکر آیا ہے چونکہ ایسی ڈگریات کا ضابطہ موجود نہین ہے مثل اور ڈگریات اجراے باقی ہین۔ گویا کہ یہ ڈگریات زر ہین۔

اگر مرتہن رہن خالص صرف ذات مدیون پر نالش کرے تو ضرور نہین ہے کہ اوس ضلع مین دعوی دائر ہو جہان جائداد واقعہ ہے ایسے دعوی مین مابعد مرتہنان فریق نہین گردانے جاوینگے اور ڈگری زر ہوگی جسکے رو سے روپیہ کسی جائداد مدیون سے وصول ہو سکتا ہے اور قرقی اور نیلام سے ایسا کیا جاویگا دیکھو مقدمات محمد بخش بنام محمد حسین ایسی جائداد کا انتقال اسطور پر ہوتا ہے کہ گویا مدیون ڈگری بطور خود فروخت کرتا ہے۔

بمقدمہ سید نادر حسین بنام تھو دل ڈاری مسٹر جسٹس ہالینفکس نے یہہ

قاعدہ تجویز کیا کہ فروخت جائداد مرہونہ بموجب ڈگری زر کے ساتھ حق کفالت منتقل
ہوجاتا ہے اور مقدمہ ممتاز الدین محمد بنام راج کمار داس مین اکثر ججون کی یہ
رای تھی کہ جب ڈگریدار بعوض ڈگری زر نیلام کرادے تو حق کفالت بھی خریدار نیلام
خرید لیتا ہے اور اگر اشخاص ثابت مستحق نہون تو خریدار مین کل حقوق ڈگریدار رہجاتے
ہین وجوہات ان قواعد کی حسب ذیل ہین ۔

فقط حصول ڈگری زر سے کفالت دور نہین ہوتی اور اسمین تاثیر قرضہ کی
باقی رہتی ہے جب یہ قرضہ مواخذہ سے صورت قرضہ منتقل ہوتا ہے قرضخواہ جایداد کو
بیع نہین کرسکتا اور کفالت اوسپر قایم رکھ سکتا ہے یہ حفاظت خریدار کے لیئے قایم رہنی
چاہیے اسمین شک نہین کہ زر ڈگری سے کفالت زایل نہین ہوتی مگر مین نہین سمجھتا کہ کس بنا پر
یہ راے قایم ہوسکتی ہے کہ ضمانت زاید خریدار کی حفاظت کے لئے باقی رہتی ہے
مرتہن نے مقدمہ مقروضہ مین ضمانت سے فائدہ اوٹھانا نہین چاہا کفالت بدستور قایم رہتی
ہے جب تک قرضہ ادا نہو جائے مرتہن رہن خالص بعد نیلام جائداد مرہونہ تاوقتیکہ کفالت
سے فائدہ اوٹھانے کا اعلان نہ ہوے مفہوم ہوگا کہ اوسنے اپنے استحقاق کفالت
سے فائدہ اوٹھانیکا حق چھوڑ دیا مقدمہ رانکین بنام مہرا یاٹڈالی مین یہ راے قرار پائی
تھی کہ خریدار از روے زر ڈگری کفالت سے فائدہ اوٹھاتا ہے اور مابعد مرتہنان کے
حق کو زایل کرتا ہے کلکتہ ہائی کورٹ کی یہ راے تھی جب جائداد ایک شخص کے پاس رہن
ہو تو یہ مانع رہن ثانی از روے انصاف نہین فرض کرو کہ ایک راہن نے اپنے حق کو کامل
طور پر فروخت کرتا ہے تب اگر مرتہن از روے مواخذہ ذاتی نالش کرے تو اوس
کو اصلی راہن پر نالش کرنے چاہیے خریدار کو فریق مقدمہ نہین گردان سکتا اور اگر وہ
ڈگری زر حاصل کرے تو جائداد راہن قرق اور نیلام ہوسکتی ہے اور اگر بجای جائداد مرہونہ جائداد
راہن نیلام کرا دے تو استحقاق ضمانت و کفالتی جائداد خریدار کو نہین پہونچتا مقدمہ

مین انتقال کل جائداد کا نہین ہوا اس سے شرطی مرتہن کو اختیار دیا گیا ہے کہ جب چاہے
زر رہن واپس لے اور جب زر رہن ادا نہو تو جائداد مرہونہ کو بطور کفالت اپنے قبضہ مین رکھے
یہان کے استحقاق رہن کو باطل کرا دے اسیواسطے خریدار نیلام نے بوقت نیلام دینے
حقوق خریدے ہین کہ مدیون ڈگری کو بوقت نیلام حاصل تھے خوب چند نے بموجب
ڈگری زر ادن استحقاق کو خریدا ہے کہ مدیون ڈگری کو بوقت نیلام حاصل تھے اور
وہ مزاحم مدعی نہین ہو سکتا۔

سپنکی جج خوب چند بذریعہ خرید نیلام بجاے مدیون ڈگری ہے جسپر پابندی افعال
مدیون ڈگری واجب ہے وہ اپنے کفالت نامہ مدعی نے مقدمہ ہذا مین جائداد بوقت نیلام
منعقدہ ۲۰ دسمبر ۱۸۶۳ء خریدی اوسپر اوس کفالت کی پابندی ہے جو از روے دستاویز
مورخہ ۵ جنوری ۱۸۶۰ء بحق مدعا علیہ قایم ہوی اور دستاویز مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۶۱ء سے
فائدہ نہین اوٹھا سکتا جسمین کفالت متھراداس اور مول چند کی گئی اگر یہہ سوال ہوتا
کہ منجملہ ہر دو کفالتون کے کسکو ترجیح دیجاوے تو صورت اور ہوتی۔
مگر ایسی صورت نہین ہے۔ خرید حقوق مسٹر گارڈنر بوقت نیلام بذریعہ بیع وہ کفالت حاصل
نہین کرسکتا جو متھراداس اور مول چند کو ابتداءً حاصل تھی اسیواسطے خریدار نیلام
کفالت مورخہ ۵ جنوری ۱۸۶۰ء بحق مدعا علیہ کے زایل نہین کرسکتا۔

ٹرنر جج - دفعہ نمبر ۲۰۵ - ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۶ء کی رو سے صرف ذات مدیون پر ڈگری بطور
سرسری صادر ہو سکتی ہے اور اس قسم کی ڈگری زر رہن ہے اور بدلایل مندرجہ مقدمہ خوب چند
بنام کلیان داس میری رائے مین صرف خریدار نیلام باقیماندہ حقوق مدیون ڈگری کا مستحق ہے

سپنکی جج بلحاظ دفعہ نمبر ۲۰۵ - ایکٹ نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۶۶ء صرف ڈگری زر صادر ہو سکتی ہے
اور خریدار نیلام صرف باقیماندہ حقوق مدیون ڈگری کا ہے اور حقوق مرتہن ثانی کو زایل نہین
کرسکتا۔

جج اولڈفیلڈ - موجب دفعہ نمبر ۳۰۵ - ایکٹ ۲۰ ۱۸۶۶ء صرف ڈگری زرِ صادر ہو سکتی ہے اور اجرا اوسکا جائداد مکفولہ پر ہو سکتا ہے اور خریدار نیلام صرف استحقاق مدیون ڈگری خرید سکتا ہے جو اوسی وقت مدیون کو حاصل ہون اور کفالت مندرجہ تمسک سے فائدہ نہین اوٹھا سکتا -

باجلاس کامل

مسٹر سٹوارٹ چیف جسٹس و مسٹر جسٹس پیرسن و مسٹر جسٹس برٹ و مسٹر جسٹس بینکی و مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ

منفصلہ ۹ جون ۱۸۹۶ء

صفحہ ۷۲ لا رپورٹ انگریزی ۲۴۰

خوب چند (مدعا علیہ)　　بنام　　کلیانداس (مدعی)

اپیل خاص نمبر ۳۴ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری جج مین پوری مورخہ ۲۷ نومبر ۱۸۹۵ء جسکی رو سے ڈگری جج ماتحت مصدرہ ۱۰ ستمبر ۱۸۹۵ء قایم رہی -

خلاصہ

تمسک - رہن - ڈگری زر - نیلام بعلت اجرائے ڈگری - شرط خلاف انتقال -

خریدار نیلام صرف حقوق مدیون ڈگری موجودہ بوقت نیلام خرید کرتا ہے جبکہ تمسک دار (رہن خاص) باجرائے ڈگری جائداد مکفولہ کو نیلام کرا دے اور خرید کرے تو دعوی بحیات حق انفکاک کو زایل نہین کر سکتا جو قبل قرقی اور نیلام دائر ہو -

فیصلہ ہائی کورٹ کلکتہ باجلاس کامل بمقدمہ ممتاز الدین محمد بنام راج کمار داس - رانو بکن بنام سہرا شداری سے اختلاف کیا گیا

قرار پایا کہ ڈگریدار ایسے مقدمہ مین ایسی شرط خلاف انتقال سے فائدہ نہین اوٹھا سکتا جو شرط تمسک مین مندرج ہو - مقدمہ راجارام بنام نبی مادہو کے تردید کی گئی -

۱۰ جولائی ۱۸۸۵ء کو مالکان اراضی متنازعہ جو ایک جزو مکسور حصہ موضع ہے تمسک لکھدیا

کہ اسقدر روپیہ خوبچند مدعاعلیہ کو ادا کرینگے اور اسمین کفالت جایداد کا ذکر کیا کہ اوسکا انتقال
نہین کیا جاویگا کہ جبتک روپیہ ادا نکیا جاوے ۱۸۶۶ع مین خوبچند نے از روے تمسک مذکور دعوے
کیا اور ڈگری صرف ذاتی عطا ہوی ۲۸ مارچ ۱۸۶۹ع کو مالکان اراضی نے مدعی کے پاس
رہن کردی جایداد اراضی بعدہ بعلت اجراے ڈگری خوبچند مذکور قرق ہوی اور ۲۰ نومبر
۱۸۷۱ع کو نیلام ہوی اور اوسی ڈگریدار خوب چند نے نیلام اراضی مذکور مقروضہ خریدکی
مدعی نے دعوی درباب بیعبات حق انفکاک رہن دائر کیا اور عدالت ماتحت نے ڈگری بحق
مدعی صادر کی ۔

خاص اپیل اسکا ہائی کورٹ مین ہوا اور عدالت نے (ٹرنر و اولدفیلڈ جج صاحبان)
اجلاس کامل مین بدین استصواب مقدمہ مرسل کیا ۔ مدعی نے مقدمہ ہذا اس ادعاے دائر کیا
ہے کہ قبضہ اراضی جایداد دلایا جاوے جو از روے دعوی بیعبات حق انفکاک رہن واجب
ہے اور رہننامہ ۲۸ مارچ ۱۸۶۹ع کو لکھا گیا تھا اور اسکو سکھہ لعل نے لکھا تھا
اور استحقاق مدعاعلیہ خوب چند جو از روے نیلام منعقدہ ۲۰ نومبر ۱۸۷۱ع کو حاصل ہوا
ناجایز اور کالعدم قرار دیا جاوے جو خریدار مذکور نے بعلت اجراے ڈگری زر خلاف
سکھہ لعل و راکھی مصدرہ ۱۸۶۶ع از روے تمسک مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۶۵ع خرید کیا ہے
معلوم ہوتا ہے کہ تمسک جو بحق خوبچند لکھا گیا اوسمین کفالت جایداد مندرج تھی و نیز
ایک شرط منجانب راہنان یعنی کفالت کنندگان درج ہے کہ انتقال جایداد مکفولہ تا اداے
زر دادنی نہوگا اور خوب چند نے اعتراض کیا کہ رہننامہ خلاف منشاے اور بارادہ
فریب دہی لکھا گیا اسواسطے خریداری میری پابندی دعوے سے محفوظ متصور ہونی چاہیے
خوب چند نے یہہ اعتراض بھی پیش کیا کہ سکھہ لعل و مدعی مین سازش ہے اور میرے
حق کو تلف کرنا چاہتے ہین مگر عدالتہاے ماتحت رہن مدعی کو نیک نیت ظاہر کرتے ہین ۔
سوال قابل تصفیہ اجلاس کامل یہہ ہے کہ آیا حالات مقدمہ خوبچند بذریعہ خرید نیلام قایم مقام

مدیون ڈگری ہے یا آیا وہ بخیال تمسک خود زیادہ مستحق ہے اور مزاحم حق رہن ثانی ہوسکتا ہے جو مدیون ڈگری نے تحریر ہونے کفالت نامہ بحق خوب چند بمراد نقصان رسانی آخر الذکر قلمبند کیا

دیکھو مقدمات عدالت ہذا راجارام بنام بنسی مادہو لاہن جی جی بنام گوری پرشاد

وشیو برت لال بنام رام نندن لال اکلونت ساہو بنام رکھوناتھ وامراو سنگھ بنام

شیوناتھ اور کلکتہ ہائی کورٹ مقدمات ممتاز الدین محمد بنام راج کمار داس و

مدراس کورٹ رام تیکن بنام شبھرایا میوڈیلی ۔

بابو پروکاش چندر از طرف اپیلانٹ نے مقدمہ اجارام بنام بنبیسی مادہو پر اعتبار کیا۔

منشی ہنومان پرشاد و مولوی مہدی حسین ڈگری جسکے باعث خوب چند نے جایداد مقروقہ

خرید کی وہ ڈگری زرتھی اور اوسکی روسے کفالت پر عملدرآمد نہین ہوا خریدار نیلام

صرف حق مدیون موجودہ بوقت نیلام خرید کرتا ہے اور اگر جایداد مکفول ہے تو کفالت

کی پابندی اوسپر ہے ۔

دیکھو مقدمات مادہو داس بنام ہیتا جی جی اور کیسی بنام سیٹھ گوبند داس خوب چند

بطور خریدار نیلام شرط کفالت سے فائدہ نہین اوٹھا سکتا کیونکہ اس صورت مین

وہ فریق تمسک کفالتی نہین ہے دیکھو مقدمہ کندن لال بنام وزیر علی۔

سٹوارٹ چیف جسٹس ۔ میرا جواب استصواب یہ ہے کہ نظر بر حالات بیان شدہ خوب چند

کی خرید کو ترجیح بمقابلہ حقوق سے فائدہ نہین اوٹھا سکتا دیکھو فیصلہ اجلاس

کامل اتمارام بنام نندکشور (۲)

اولڈفیلڈ جج ۔ نظر بر حالات سلسلہ فیصلہ جات عدالت ہذا

خریدار نیلام قایم مقام مدیون ڈگری ہے

. . . .

. . . .

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ٹرنر اور اولڈفیلڈ جج صاحبان

منفصلہ ۹ جون ۱۸۷۶ء

کریم بخش اور ایک کس دیگر مدعیان بنام بدھا مدعا علیہم

اپیل خاص نمبر ۵۲ بابت ۱۸۷۶ء بنا راضی ڈگری جج الہ آباد مصدرہ ۲۹ فروری ۱۸۷۶ء جسکی رو سے ڈگری منصف مورخہ ۱۳ جولائی ۱۸۷۵ء منسوخ ہوئی۔

خلاصہ

شارع عام - مزاحمت - اختیارات - دفعہ ۳۲ - ایکٹ ۱۸۷۱ء کوئی مقدمہ درباب مزاحمت یا نقص ہونے شارع عام عدالت دیوانی مین دایر نہین ہو سکتا جب تک کہ خاص نقصان مستغیث کو نہ پہونچے

یہ مقدمہ درباب مسمار کرانے ایک حصہ چبوترے کے دایر ہوا جو ایک سڑک کے آگے بڑہا ہوا تھا مدعیان بیان کرتے ہین کہ اسکے باعث گاڑی اور دیگر پہیہ دار سامان باربرداری سڑک پر سے گذر نہین سکتا

عدالت ابتدائی نے دریافت کیا کہ سڑک شارع عام نہین بلکہ جائداد مشترک فریقین مقدمہ اور اشخاص دیگر ہے اسی بنا سے پر مدعا علیہم مجاز ہین کہ بغیر رضامندی مدعیان چبوترہ بڑہا دین ڈگری بحق مدعیان صادر ہوئی۔

عدالت ماتحت اپیل نے بفرض شارع عام ہونے کے اور نہ خاص نقصان پہونچنے کے مقدمہ کو ناقابل سماعت سمجھا مدعیان نے ہائی کورٹ مین اپیل خاص دایر کیا اور عذر کیا کہ سڑک کو شارع عام نہین اور بالفرض اگر ایسی ہوی تو عدالت ماتحت اپیل نے مقدمہ کو ناقابل سماعت ٹھہرانے مین غلطی کھائی۔

پنڈت بشمبر ناتھ و پنڈت اجودھیا ناتھ و بابو اپروکاش منجانب اپیلانٹ۔

منشی ہنومان پرشاد اور لالہ رام پرشاد از طرف رسپانڈنٹ

فیصلہ عدالت

اگر سڑک شارع عام ہے اور کوئی خاص نقصان نہیں پہونچا مقدمہ ناقابل سماعت ہے دیکھو مقدمہ بروده پرشاد متوفی بنام گوراچند متوفی وپیارے لعل بنام رکبہ[1] دہیر اچند بنرجی بنام شاما چرن چٹرجی[2] فیصلہ اسکے خلاف بھی ہے۔

دیکھو مقدمہ جنیاران جاٹر بنام جو ہرا گیلا[3] انگروزن سندات اس خیال کو تقویت دیتے ہین اور قانون انگریزی بھی مطابق اسکے ہے کہ جبتک نقصان ثابت نہو مقدمہ سماعت نہین ہونا چاہیے مگر دریافت کیا جاوے کہ آیا سڑک شارع عام ہے یا نہین۔
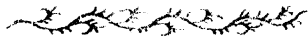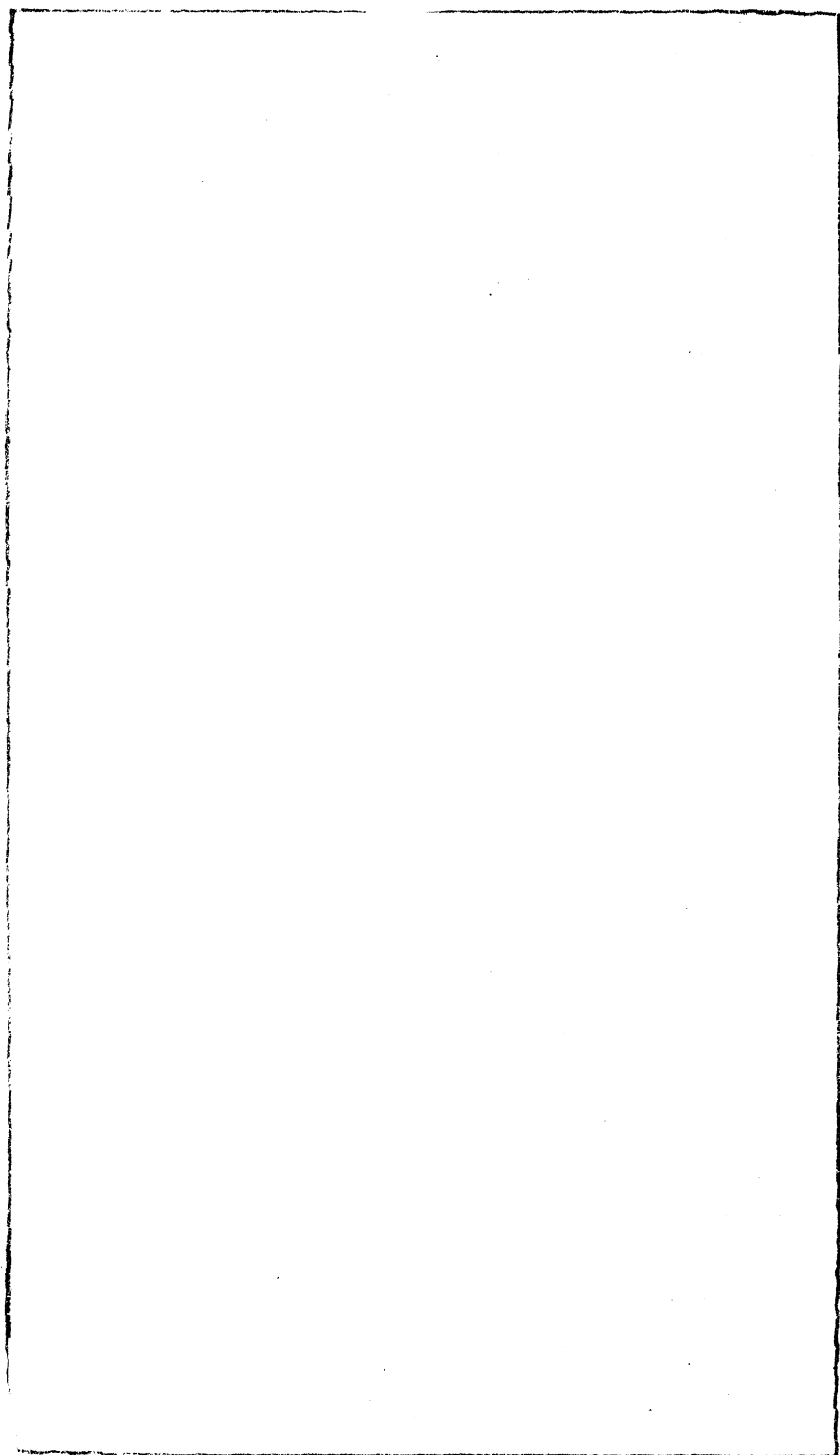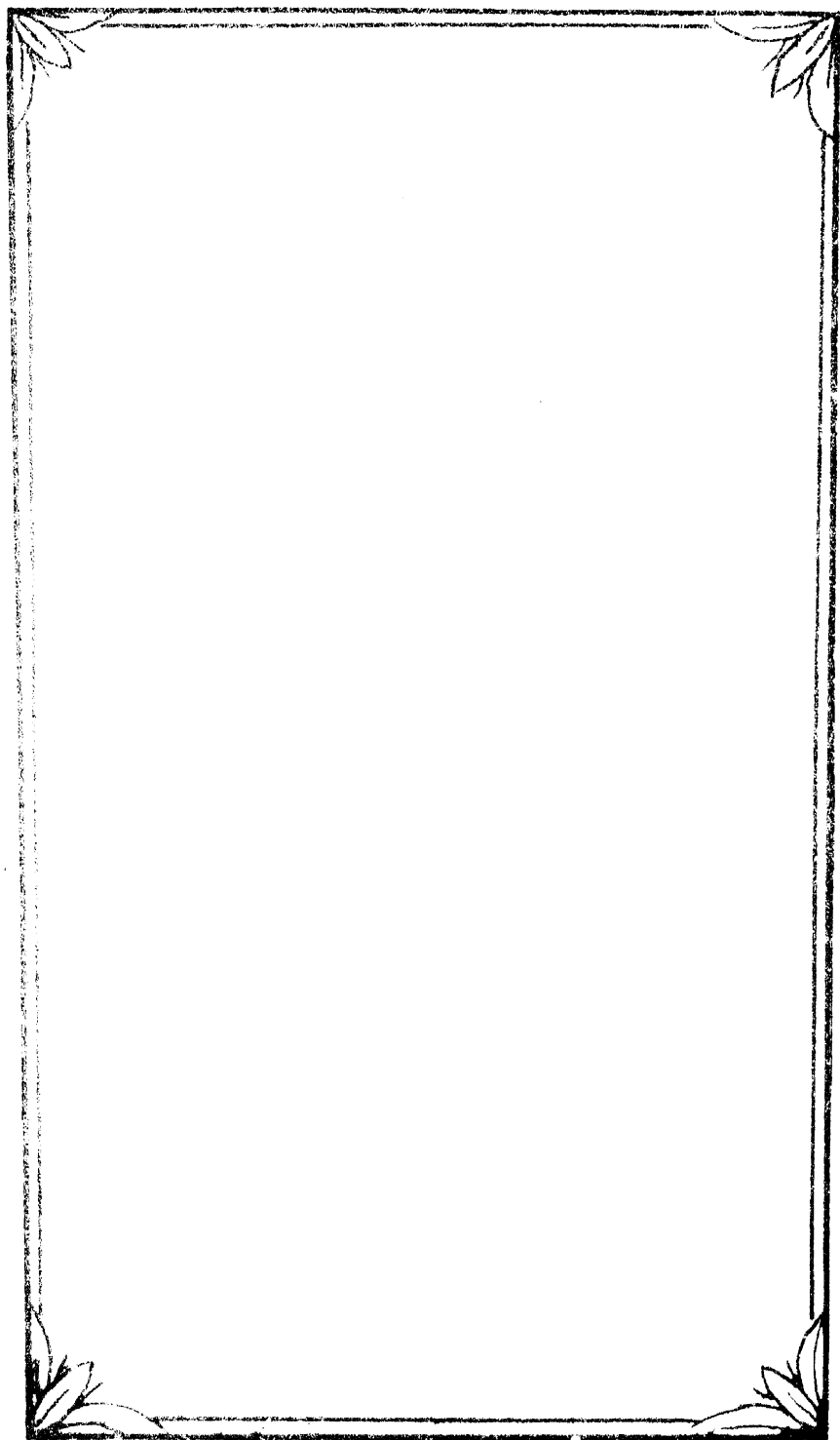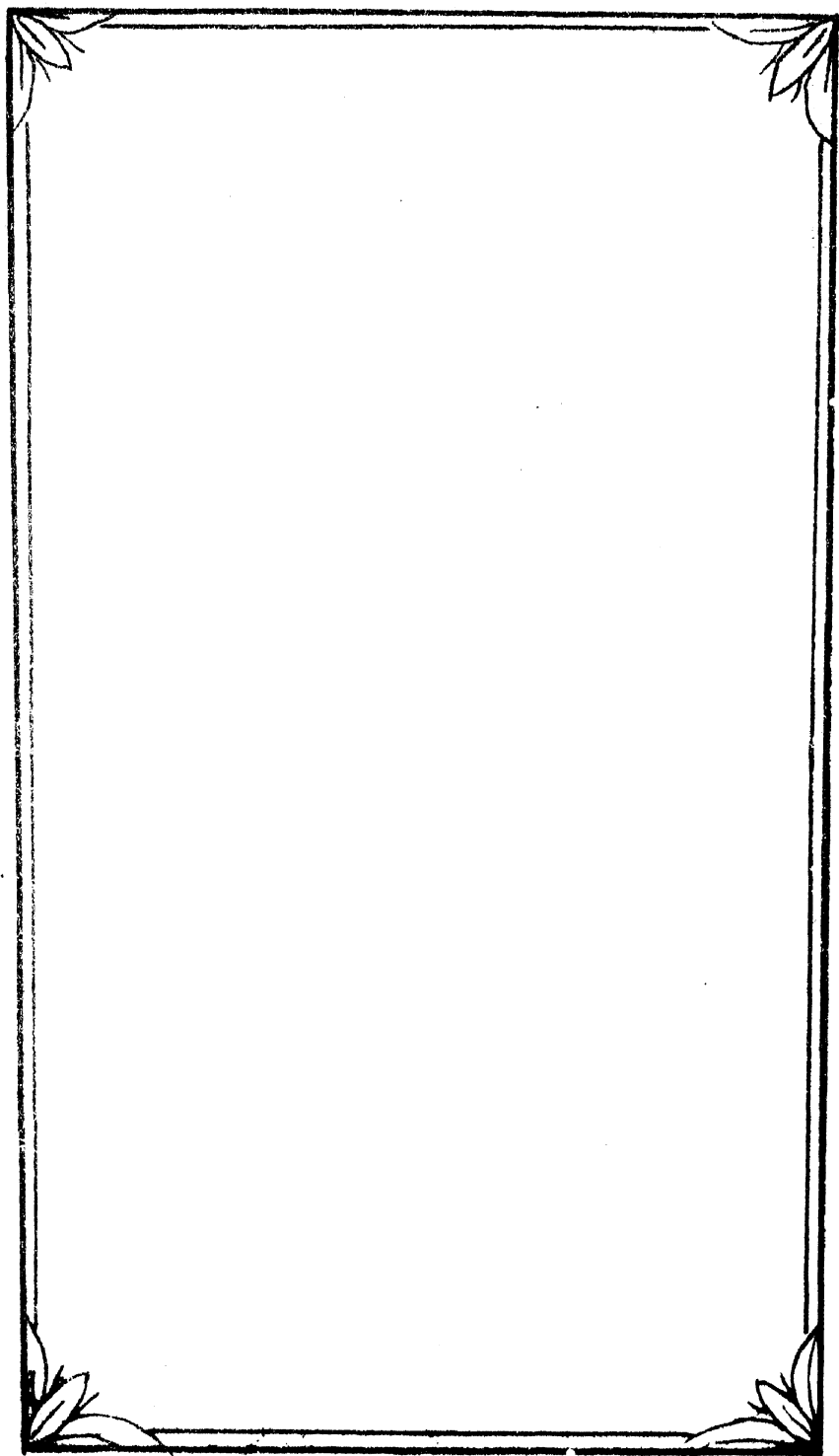
ہائی کورٹ کلکتہ

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس مسٹر جسٹس مکیفرسن اور مسٹر جسٹس بارٹن صاحبان جکام

سرکار بنام بیجو لعل و دیگر کسان

منفصلہ ۲۳- اگست سنہ ۱۸۷۶ء

خلاصہ

ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۲ء دفعہ ۱۷۴- ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء دفعہ ۱۶- مقدمہ کا مجسٹریٹ کے پاس بھیجنا اس مراد سے کہ جرم حلف دروغی کی تحقیقات کیجاوے- ابتدائی تحقیقات- ابہام فرد قرارداد جرم-

اگرچہ از روے دفعہ ۱۶- ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء عدالت ہاے دیوانی کو وہی اختیارات حاصل ہین جو فوجداری عدالتون کو دفعہ ۱۷۴ کی رو سے دیے گئے ہین- مگر کل قانون متعلقہ دفعہ ۱۷۴ ضابطہ فوجداری مین مندرج ہے- ایک مقدمہ بمراد واپس دلاپانے قبضہ جائداد کے دائر ہوا جج نے ایک امر تنقیح طلب مفید مطلب مدعی نکالا مگر اس تنقیح طلب مین کہ آیا مدعی کو کبھی قبضہ حاصل تھا یا نہین نتیجہ تحقیقات مفید مطلب مدعا علیہ نکلا- مدعی کا اظہار نہین لیا گیا مگر قبضہ کے امر تنقیح طلب کے لیے گواہ طلب ہوئے جج کو گواہون کی گواہی پر اعتبار نہوا اور خیال کیا کہ مدعی نے اپنے دعوی کو ثابت نہین کیا- اسواسطے فیصلہ بحق مدعا علیہ صادر ہوا اور دیگر امور تنقیح طلب پر شہادت نہین طلب کی گئی فیصلہ کے اخیر فقرہ مین جج نے ہدایت کی کہ اظہار ہر دو گواہان متذکرہ بالا و انگریزی یادداشت اظہارات مذکور مجسٹریٹ کی عدالت مین ارسال ہووین- گواہان نے ارتکاب جرم حلف دروغی کیا ہے یا نہین اور آیا مدعی جرم اعانت حلف دروغی مین ماخوذ ہو سکتا ہے یا نہین- کیونکہ گواہان ملازمان مدعی ہین اور اوس نے بذات خود ضرور ترغیب اون کو دی ہوگی اور غرضی دعوی

جو بیان درج ہے اور جسکو وہ تصدیق کر چکا ہے آیا اوسکو مدعی نے باوجود باطل جاننے کے
الیا کیا ہے یا نہین - بتحریک تنسیخ حکم مذکور قرار پایا کہ جج زیر دفعہ ۱۷۴ ضابطہ فوجداری مجاز
ہے کہ جب تک وہ ابتدائی تحقیقات کرکے یہہ دریافت نہ کر لے کہ فلان فلان فقرات سے جرم
قائم ہوا ہے اور صرف شک کافی نہین ہے کہ مقدمہ تحقیقات مزید کیواسطے مجسٹریٹ کے سپرد
کرے - چونکہ حکم بہت مبہم ہے اور جج نے ابتدائی تحقیقات نہین کی - اسیواسطے حکم منسوخ کیا جاتا ہے
درخواست ہذا بمراد تنسیخ حکم جج گیا جسکی رو سے مدعی کو بمقدمہ دیوانی معہ دو گواہان کے
مجسٹریٹ کے پاس اس مراد سے بہیجا کہ تحقیقات کیجاوے کہ ہر دو گواہان نے حلف دروغی
اور جہوٹی گواہی دی ہے یا نہین اور مدعی نے اعانت جرم کی کی ہے یا نہین - اوس
مقدمہ دیوانی مین سائل یعنی مسمی بجو لعل نے دعوی دالیسی قبضہ ایک جائداد کا اوسپر
کیا اور لکہوایا کہ مدعا علیہ نے خلاف قانون اوسکو بیدخل کر دیا ہے اوسکا دعوی
بطور ماتحت پٹہ دار مسمی راجن کور کا تہا جسنے پٹہ سنت کنور مالک جائداد اوس سے حاصل
کیا ہوا تہا شمول دیگر امور تنقیح طلب یہ امر قائم ہوا کہ آیا رانی سنت کنور نے کوئی پٹہ راجن
کنور کو لکہا ہے یا نہین اور دوسرا امر یہہ تہا کہ آیا مدعی کو قبضہ کبہی حاصل تہا یا نہین
بعد تحقیقات امر اوّل بحق مدعی ثابت ہوا اور امر دویم بحق مدعا علیہ اور درصورت قبضہ
نہ ثابت ہونیکے دعوی مدعی خارج ہوا - درباب قبضہ گواہان مدعا علیہ سے طلب ہوئے
صرف دو گواہ از طرف مدعی طلب ہوئے - نام ان کے یہہ ہین - جگن ناتہہ سنگہ اور
نورنگی لعل اوّل الذکر اس درخواست مین شامل ہے - جج نے ان ہر دو گواہون کی شہادت
پر اعتماد نہ کیا اور یہہ خیال کیا کہ مدعی اپنے دعوی کو ثابت نہین کر سکا اسواسطے فیصلہ
بحق مدعا علیہ صادر ہوا - بعد اسکے کہ شہادت اوس سے اس بارہ مین لیجاوے آخری
فقرہ فیصلہ جج نے حسب ذیل حکم دیا -
دو اظہارات جگن ناتہہ اور نورنگی لعل معہ یادداشت انگریزی اظہارات اونکو مجسٹریٹ کے

یا مین مراد مرسل ہونگے کہ تحقیقات ہو کہ آیا اوہنون نے جھوٹھ لیبل کارروائی مین عمداً جہوٹی گواہی دی ہے یا نہین - اور چونکہ گواہان ملازمان بیجو لعل مدعی مین قیاس کیا جاتا ہے کہ اوسین نے اون کو ترغیب اس بارہ مین دی ہوگی - اور مین ہدایت کرتا ہون کہ ڈپٹی مجسٹریٹ دریافت کرے کہ آیا بیجو لعل مذکور نے اعانت جرم حلف دروغی اور جہوٹی گواہی کی کی ہے یا نہین - اور نیز یہہ امر کہ آیا عرضی دعوی مین ایسا بیان مندرج ہے یا نہین جسکو وہ غلط جانتا تہا - اسکی تحقیقات مین مناسب ہے کہ مدعی کے گواہان کا اظہار لیا جاوے جو براد تردید قبضہ مدعی پیش کئے گئے ہین مگر اون کے اظہارات کا قلمبند کرنا غیر ضروری تصور کیا تہا - کیونکہ گواہان مدعی کی شہادت نہایت درجہ تک نا اعتبار متصور ہوئی ہے "

سائلان مسمیان بیجو لال و جگن ناتہہ نے ہائی کورٹ مین تحریک کی کہ حکم مذکور بدلائل ذیل منسوخ کیا جاوے - کوئی شہادت موجود نہین جس سے ثابت ہو کہ بیانات جگن ناتہہ باطل ہین یا بیجو لعل نے اعانت جرم حلف دروغی اور جہوٹی گواہی کی کی - اور فقط یہہ امر کہ گواہان نے مفید مطلب مدعی شہادت دی اس نتیجہ کو نہین پیدا کرتا کہ اوس نے اعانت جرم کی کی ہے - اور دوسری بات کہ آیا عرضی دعوی مین ایسا بیان ہے یا نہین کہ جسکو مدعی نے غلط اور باطل تصور کیا ہو بہت مبہم ہے علی الخصوص ایسے مقدمہ مین جب مفید امور تنقیح طلب بحق مدعی ثابت ہوئے ہون اور جج نے عملدرآمد غلط بموجب دفعہ ۱۷۴ کرنے مین کوتاہی کی - اور ابتدائی تحقیقات نہین کی اور نہ ایسا لکہا ہے کہ اوسکی رائے لکہی ہے کہ اوسکی دانست مین کافی وجہ تحقیقات فرد قرار داد جرم ہے اور حکم سے خاص افعال و بیانات ظاہر ہونے چاہئین تہے جسکے رو سے جرم قائم ہوا تہا اور دلائل در باب عدم اعتبار شہادت فقط خیالی ہین اور یہہ امر بعید از قانون اور مدعا قانون کہ ایسی نالشات جائز مقرر ہووین - اور یہہ حکم بہ نیز اخفیت رات

صادر ہوا

اس تحریک پر ہائی کورٹ نے مسل مقدمہ طلب کی اور جج سے استفسار کیا کہ وجہ بیان کرو کہ کیون تمہارا حکم منسوخ نکیا جاوے ۔

جج نے اپنے جواب مین لکھا کہ اوس نے حکم زیر دفعہ ۱۶ - ایکٹ نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء صادر کیا اور اوس نے ابتدائی تحقیقات نہین کی مگر چلن اور اطوار گواہان سے اوسکو یقین ہوا کہ اونہون نے جہوٹی شہادت دی ہے اور ضرورت اور عدم ضرورت تحقیقات مجسٹریٹ کی ابتدائی تحقیقات جج کرتا ہے سو وہ موجود ہے اور فرد قرار داد جرم کا لکہنا مجسٹریٹ کا کام ہے اور صرف فرض عدالت یہہ ہے کہ قرینہ قیاس ظہور صلیت جرم زیر تحقیقات کو دیکہے ۔

مسٹر سی گریگوری صاحب از طرف سرکار ۔

مسٹر برانسن اور مسٹر سیڈل صاحب بتائید قاعدہ ۔

فیصلہ عدالت

میکفرسن جج - یہہ درخواست براے تنسیخ حکم جج گیا - زیر دفعہ ۱۷۴ ضابطہ فوجداری جسکے رو سے جج نے مقدمہ تحقیقات کے واسطے مجسٹریٹ کے سپرد کیا کہ جہوٹی شہادت دی گئی ہے وغیرہ گذرے ۔

میری راے ہے کہ حکم زیر دفعہ ۱۷۴ ضابطہ فوجداری نافذ ہوا کیونکہ اگرچہ دفعہ ۱۶ - ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء دیوانی عدالتہا کو ویسے ہی اختیارات حاصل ہین جو دفعہ ۱۷۴ ضابطہ فوجداری سے عدالتہاے فوجداری کو ہین اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ کل قانون دفعہ ۱۷۴ ضابطہ فوجداری مین مندرج ہے اور یہہ امر کہ چونکہ حکم زیر دفعہ ۱۶ - ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء ہوا ہے مانع ہمارے اختیارات نگرانی اور دست اندازی کا نہین ہے ۔

بیچو لعل اور جگن ناتھہ کی طرف سے بحث ہوئی ہے کہ جج کو اختیار صدور ایسے حکم کا
نہ تہا کیونکہ اوس نے ابتدائی تحقیقات نہین کی - نسبت شہادت جگن ناتھہ اگرچہ اوس
نے اوسکی شہادت پر اعتماد نہین کیا مگر کوئی گواہ اوسکی تردید کیواسطے طلب
نہین ہوا - اور درباب بیچو لال اوسکا اظہار جج کے روبرو نہین لیا گیا اور کوئی ثبوت
اس بات کا نہین ہے کہ اوس نے اعانت جرم کے سوا اس بات کی کہ وہ مقدمہ مین
مدعی تہا - جج کہتا ہے کہ قیاس کیا جاتا ہے کہ مدعی نے ایسا کیا ہوگا کوئی ایسا قیاس
قانونی نہین ہے اور اگر بالفرض ہو بہی تو معاملات دیوانی کا دروازہ یک لخت بند
ہو جاویگا - کیونکہ اس صورت سے کوئی مدعی محفوظ نہین رہ سکتا - جج کا فقط
دو گواہان مدعی کی شہادت پر اعتماد نکرنا کافی نہین ہے - کوئی ابتدائی تحقیقات نہین
ہوئی - یہہ صریح خلاف ورزی قانون ہے -

جج نے کوئی ابتدائی تحقیقات نہین کی اور اوس نے نام کسی خاص جرم کا بطور خاص
نہین بتایا کہ جسکی بابت وہ چاہتا تہا کہ مجسٹریٹ تحقیقات کرے - مجسٹریٹ کو ہدایت
ہوئی تہی کہ وہ عام طور پر تحقیقات شروع کرے کہ آیا ہر دو گواہان نے جہوٹی
گواہی دی ہے یا نہین - اور مدعی بیچو لال نے اپنی عرضی دعوی مین وہ بیان لکہا
ہے یا نہین جسکو وہ باطل جانتا تہا - دفعہ ۱۷۴ - اجازت نہین دیتی کہ جج ایسا پر اگندہ
حکم تحقیقات بنام مجسٹریٹ جاری کرے کہ صحت یا بطلان اظہارات اور بیان مندرجہ
عرضی دعوی کا دریافت کیا جاوے - جج کا یہہ فرض تہا کہ خاص اظہارات اور الفاظ کا
حوالہ دیتا جسکی نسبت اوسکو اعتماد تہا کہ دانستہ باطل سمجھکر درست بیان کئے گئے ہین
اور جو معنی قانون کے جج نے اپنے جواب مین لکہے ہین وہ غلط ہین - جبتک عدالت
دیوانی کو شک سے زیادہ وجہ موجہ درباب جہوٹی گواہی کے نہ معلوم ہو گواہ کو
مجسٹریٹ کے پاس نہین بہیجنا چاہیئے اور بموجب قانون کافی وجہ موجود نہو تب تک

ایسا نکیا جاوے -

جج نے ابتدائی تحقیقاتیں نہین کی اور حکم بہت ہی مہمل ہے اسی واسطے ہم بہ پیروی فیصلہ مقدمہ کالی پروسنو باگ ہی کے رائے دیتے ہین -

اختیارات مندرجہ دفعہ ۱۷۴ کا استعمال بعد غور و تامل کرنا چاہیئے اور یہہ صورت بین ہے کہ ہر صورت مین کہ جب ایک فریق اپنے مقدمہ کا ثبوت نہ دیسکے اور جج جسنے فیصلہ خلاف اوسکے صادر کیا ہے مجاز ہے کہ یہہ اختیارات کام مین لاوے - اور جب تک یہہ یقین نہو کہ اوسکا اپیل ہرگز منظور نہوگا جج بے احتیاطی سے کام کرتا ہے کہ وہ ان اختیارات مندرجہ دفعہ ۱۷۴ کو کام مین لاوے - اور اگر درمیان دوران مقدمہ دیوانی کافی اور بدیہی ثبوت ہو کہ فوجداری جرم کا ارتکاب ہوا ہے اور بعد اختتام مقدمہ اگر وہ مناسب جانے تو ایسا کرے -

ججون کو خیال رکھنا چاہیئے کہ کامیاب فریق ہمیشہ ترغیب فوجداری جرائم کی کرتے ہین تا کہ اپیل نہونے پاوے اور ایسی ترغیبون مین اون کو آسانی سے نہین آنا چاہیئے اونکو خیال کرنا چاہیئے کہ ایسی ایسی پیروگی بمراد تحقیقات کے ذمہ واری ججون پر ہے اور یہہ نالش ایسی نہین ہے جیسے کہ کسی فریق کی اطلاع پر زیر دفعہ ۴۶۸ ضابطہ منظوری تحقیقات عدالت سے ہوجاتی ہے -

حکم منسوخ کیا جاتا ہے -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس مارکبای اور مسٹر جسٹس ملکڈ انل

رام سندہی کونڈو مدعی بنام راجہ رگہوناتھ نراین بلو اور ایک کس دیگر مدعا علیہم

منفصلہ ۳ - جولائی ۱۸۷۶ء

اپیل خاص نمبر ۳۸۵ بنا راضی ڈگری جج ضلع مدناپور مورخہ ۲۶ فروری ۱۸۷۶ع جسکے روسے ڈگری قائم مقام منصف ضلع مصدرہ ۱۳ ستمبر ۱۸۷۵ع منسوخ ہوئی

خلاصہ

ڈگری استحقاق نتیجہ ڈگری ۔ دفعہ ۱۵ ایکٹ ۸ ۱۸۵۹ع ۔ اختیارات عدالت دیوانی ۔

آ نے اپنی کل جائداد کا پٹہ بنام مدعی چند سال کیواسطے لکھدیا اور اوسکی روسے مدعی کو اختیار تہا کہ لگان مین اضافہ کرے اور اپنا انتظام کرے ۔ بعد تحریر پٹہ مذکور میعاد مذکور آ نے ایک پٹہ بنام ب لکہا جو بابت ایک جزو جائداد مذکور تہا اور جسکے روسے لگان ب اوس مدت تک ایزاد نہوگا جبتک پٹہ بنام مدعی قائم ہے ۔ مقدمہ مدعی بنام ب اور قائم مقام آ کے پٹہ منسوخ کیا جاوے ۔ یہہ اعتراض کیا گیا تہا کہ چونکہ اب تک پٹہ مقابلہ مدعی پیش نہین ہوا اور نہ اوس سے مدعیکو نقصان پہنچا دعوی قابل سماعت نہین ۔ قرار پایا کہ دعوی قابل سماعت ہے اس قاعدہ کی تجویز کے وقت پریوی کونسل نے کہا کہ ڈگری استحقاق صادر نہین ہوسکتی جبتک نتیجہ ڈگری سے ڈگری پانیوالا فائدہ نہ اوٹہا سکے ۔ یہہ ظاہر نہین کیا کہ عدالت ہا کو جو اختیار قطع نظر دفعہ ۱۵ ایکٹ ۸ ۱۸۵۹ع حاصل ہین وہ اون سے لئے جاوین ۔ یہہ وہی اختیارات ہین جو کورٹ آف چینسری انگلینڈ کو ہین ۔

مقدمہ بمراد تنسیخ پٹہ مورخہ یکم ساون سنہ ۱۲۸۰ فصلی (۱۵ جولائی ۱۸۷۳ع) جو راجہ متوفی بکرماجیت ملازمینداد تجوس سمرو پیا ہتو مدعا علیہ نمبر ا لکہدیا تہا ۔

مدعی قرضخواہ راجہ متوفی کا تہا اور راجہ مرحوم نے بخیال سبیل ادا قرضہ مدعی کو اپنی کل جائداد کا پٹہ چودہ برس کے واسطے من ابتدائے سنہ ۱۲۸۰ فصلی (۱۸۷۳ع) لکہدیا ۔ اسکی تاریخ تحریر ۲۲ فروری ۱۸۷۲ع ہے اور جمع مقررہ اور مندرجہ پٹہ مذکور ۳۵ ہزار ہے ۔ اس دستاویز مین بشمول شرائط دیگر یہہ بہی درج ہے کہ راجہ سابق جمع کا مقابلہ رعایا سے دریافت کرکے چہہ مہینہ کے اندر کرلیا کرے ۔ اور پٹہ دار کو

اختیار ہوگا کہ لگان مین اضافہ کرتے جیسے کہ راجہ کو بذات خود حاصل ہے کہ زمینداری مین اپنا انتظام کرے - مگر فقط اتنا فرق ہے کہ پٹہ دار کوئی کام ایسا نہ کرے کہ جس سے حق بازگشت زمیندار کو نقصان پہونچے -

بعدہ یکم سیر این سنہ ۱۲۸۰ فصلی مطابق ۱۵ جولائی ۱۸۷۳ع کو بعد تحریر ہونے پٹہ مذکور کے راجہ نے ایک پٹہ بحق مدعا علیہ نمبر ا سمی سروپ مہتو لکہدیا اور مدعی مقدمہ ہذا مین اُسکی تنسیخ چاہتا ہے - پٹہ زیر بحث مین لکہا ہے کہ مدعا علیہ پٹہ مذکور پہلے سے مدعا علیہ کے قبضہ مین تہا اور جس شرط سے اسپر مدعا علیہ قابض تہا وہ انتظام منڈلی کہلاتا ہے اور بموجب اس شرط کے تازہ پٹہ منڈلی جوٹ بلا زیادتی لگان مدعا علیہ کو دیا گیا اور یہہ لگان درمیان میعاد پٹہ مدعی زیادہ نہو سکیگا - اور میعاد پٹہ سنہ ۱۲۸۰ فصلی سے لغایت سنہ ۱۲۹۲ فصلی مطابق از ابتداے سنہ ۱۸۷۳ع لغایت ۱۸۸۵ع ہے راجہ نے بعد اوس کے اسی قسم کے اور پٹہ بابت کل مابقی اراضی دوسرون کو دیے -

مدعی نے مقدمہ ہذا مدعا علیہ نمبر ا (جو فیصلہ ہائیکورٹ مین صغرسن یعنی نابالغ مدعا علیہ مندرج ہے) جو پوتا اور قائم مقام راجہ متوفی کا ہے اور سروپ مہتو کے نام دائر کیا اور بیان کیا کہ یہہ پٹہ میرے نقصان رسانی کے واسطے مدعا علیہم نے لکہا اور اندر میعاد پٹہ کے اسکا اختیار نہ تہا کیونکہ از روے پٹہ مالگذاری مدعا علیہ نمبر ا اضافہ نہین ہو سکتا - اور نہ مدعی مجاز ہے کہ درمیان میعاد اجارہ ایسا کرے - مدعا علیہ نمبر ا نے جواب دیا کہ عرضی دعوی سے کوئی حق نالش ثابت نہین ہوتا اور نہ مدعی کا کوئی نقصان ہوا ہے پس مقدمہ قابل سماعت ہے اور پٹہ بموجب شرط تصفیہ حساب مندرجہ پٹہ دیا گیا -

(۱) منڈل یہہ کام تہا کہ رعایا سے لگان وصول کرے اور حسب شرح مندرجہ پٹہ زمیندار کو ادا کرے - اور لگان مذکور کے وصول کرنیکا خود ذمہ دار رہو -

منجانب نابالغ مدعا علیہ مسٹر ہیرسن کلکٹر نے منجانب کورٹ آف وارڈس کے گذارش کی اور اپنے بیان تحریری مین لکھوایا کہ اگر پٹہ ہا جو رعیت کو دئے گئے ہین اور جو ٹ مندرل عدالت کی نظر مین خلاف شرایط پٹہ ثابت ہوکر منسوخ ہوجاوین تو مجھے کچھہ اعتراض نہین ہے -

منصف نے دریافت کیا کہ پٹہ اوس زمانہ مین لکھا گیا کہ جب جمع مندرجہ پٹہ رعیت سے دریافت ہوچکی تہی اور پٹہ کا دینا بمنزلہ تصفیہ حساب نہین ہے جیسا فریقین انکو خیال کرتے ہین - راجہ نے معلوم کیا کہ تحصیلات مفصل اوس جمع کی تعداد سے کم نہین جو پٹہ مین لکہی گئی ہے اسواسطے اوس نے اپنی رعایا سے سازش کرلی اور اسطور سے کہ اون کا لگان ۵ ابرس تک ایک ہی صورت مین رہے - اونہون نے مذکور راجہ کے نام اور پٹے باضافہ لگان سے لئے اور پٹہ زیر بحث اگر جایز سمجہا جاوے تو شرائط پٹہ مدعی ٹوٹ جاوینگے اسیواسطے منصف نے بحق مدعی ڈگری صادر کی -

نابالغ مدعا علیہ نے جج ضلع کی عدالت مین اپیل کیا اور مدعا علیہ نمبر ا کو جسنے اپیل نہ کیا تہا رسپانڈنٹ قرار دیا عدالت ماتحت اپیل نے منصف کی ڈگری کو منسوخ کیا اور یہہ راے دی کہ پٹہ بموجب شرائط مندرجہ پٹہ قدیمی دئے گئے اور مدعی کو چاہیے کہ ثبوت پیش کرے کہ اوسکو کوئی نقصان پہونچا - تب یہہ مقدمہ قابل سماعت تصور کیا جایگا -

مدعی نے خاص اپیل ہائیکورٹ مین گذرانا اور ہر دو مدعا علیہا کو رسپانڈنٹ خاص قرار دیا... مسٹر وڈراف اور بابو بھوانی چرن دت اور رشک بہاری گہوس ازطرف اپیلانٹ -

ایڈووکیٹ جنرل مسٹر پال اور لیگل ریممبرانسر مسٹر بل اور ... وکیل بابو انود ا پرشاد بنرجی ازطرف نابالغ رسپانڈنٹ -

مسٹر ووڈ راف جج نے اس بات سے غلطی کہائی ہے کہ مدعی کو استحقاق نالش حاصل نہین ہے - راجہ نے جب مدعی کو پٹہ لکہدیا تو پہر اوسے اختیار نہین تہا کہ اپنی رعایا سے بندوبست کرتا بموجب پٹہ عام اختیارات مدعیکو دئیے گئے بموجب جدید انتظام لگان رعایا مین تبدیلی نہین ہوسکتی اور نہ میعاد پٹہ کے اندر اضافہ کیا جاسکتا ہے سوا اسکا انتظام کیا یہہ ہے کہ جو پٹہ مدعی کو دیا گیا تہا وہ بیکار ہوگیا مدعی مجاز ہے کہ یہہ دعوی دائر کرے اور پٹہ کو منسوخ کراوے بغیر اس امر کے کہ خاص ہرجانہ کا ثبوت پیش کرے - دیکہو سٹوری صاحب کی کتاب جورس پروڈنس صفحہ ۶۹۸ بموجب قواعد پریوی کونسل اور فیصلہ جات ہائی کورٹ مقدمہ قابل سماعت ہے - دیکہو مقدمات سری ماتہو موتہو ویجیا رگوناڈا بنام دوراسنگا تواروتہا کردین توواری بنام نواب سید علی حسین خان اور جے نراین گہیری بنام گریس چندر متہی -

لیکن بحیثیت اس امر از جانب ریسپانڈنٹ مقدمہ ہذا قابل سماعت نہین مدعی کو کوئی نقصان بیان نہین کرسکتا اور اسواسطے جب تک دستاویز اوسکے مقابلہ مین پیش نکیجاوے یا کوئی اور نقصان اوسکو نہ پہونچے تب تک اوسکو حق نالش کرنیکا حاصل نہین ہوتا اگر راجہ کو پٹہ دینے کا اختیار نہ تہا تو یہہ امر بالکل بے بنیاد ہے کوئی آدمی اس سے فائدہ نہین اوٹہا سکتا اور اگر پٹہ ناجائز ہے تو مقدمہ کی بنا کیا ہے ؟ مگر درحقیقت پٹہ بموجب شرائط تصفیہ حساب مندرجہ پٹہ مدعی دیا گیا - راجہ کو بیشک بندوبست کرنیکا اختیار نہ تہا - مگر یہہ انتظام جدید نہین ہے - یہہ بندوبست صرف اجارہ دار کے فائدہ کے لئے کیا گیا - اسواسطے پٹہ جائز رہنا چاہیئے - مدعی صرف ڈگری کا استحقاق چاہتا ہے اور اسیواسطے دعوی اوسکا قابل سماعت نہین - دیکہو مقدمات سری نراین مہتر بنام سری متی کشن سندری داسی - وتہا کردین تواری بنام نواب سید علی خان وسری ماتہو موتہو ویجیا رگوناڈا بنام داراسنگا توار - وسعادت علی خان بنام خواجہ عبد الغنی

مسٹر وڈراف نے جواب مین مفصلہ ذیل مقدمات کا حوالہ دیا۔ ہو بنام اوفلیارٹی اور
راجہ نیل منی سنگہ دیو بہادر بنام کالی چرن بہٹاچارجی اور شیخ جان علی بنام کنکر عبدکہہ
اور مہاراجہ راجیندر کشور بنام شیو پرشن مسٹر۔ اور رکما لانیکن بنام پچاکوئی چیتی۔

فیصلہ

مارکبائی جسٹس۔ اسمین شک نہین ہے کہ بموجب اجارہ نامہ مدعی تاریخ شروع اجارہ
سے اور جبتک میعاد اجارہ باقی ہے صرف بذات واحد مجاز ہے جو پٹہ دیسکتا ہے
اور جسکا پٹہ رعایا (مزارعان) کو دینا جائز ہے اور یہی شخص انتظام تحصیل لگان کرسکتا
ہے زمیندار نے چودہ برس تک مدعی کو اپنی زمینداری کا اجارہ دیا ہے اور تمام حقوق
خود اوسکو عطا کر دئے ہین کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے یہہ مرا یہ ثبوت کو پہونچے
کہ زمیندار نے اپنے اختیار مین (درمیان میعاد اجارہ) کوئی انتظام یا بندوبست
رکہا ہو صرف یہہ شرط ہے کہ زمیندار کو ورثا سے تالی کے نقصان رسانی کا کوئی
امر ظہور نہ پاوے۔ اس صریح اختیار کی ترمیم کیواسطے صریح الفاظ چاہئین۔ اور ایسے
کوئی الفاظ دستاویز مین درج نہین ہین۔

جج نے بعد اسکے شرائط پٹہ کا حوالہ دیا علی الخصوص اوس شرط کا جسکے روسے لگان
مدعا علیہ نمبر ا مین اضافہ نہین ہوسکتا ہے۔

اس شرط کے لکہنے کا راجہ مجاز نہ تہا۔ بیشک لیگل ریمیمبرانسر نے ازطرف نابالغ مدعا علیہ
بصراحت بیان کیا ہے کہ مداخلت اجارہ دار اور مزارعان مین نہین ہوسکتی اور
اگر یہہ امر اول ترک ہو کر تسلیم ہوجاتا تو بہت سا غیر ضروری خرخشہ پیدا نہوتا۔ یہہ امر
ازطرف نابالغ مدعا علیہ پیش کیا گیا ہے کہ متوفی راجہ نے اجارہ دینے سے اختیار
انتظام ہمراہ مزارعان ترک نہین کیا۔ بلکہ اجارہ نامہ کے ایک فقرہ سے راجہ کو اختیار
تہا کہ جیہہ جنسے کے اندر فہرست لگان کا مقابلہ کرے تاکہ معلوم ہو کہ جمع مفصل کی تعداد

فی بیگہ ۳ روپیہ ہے۔ بموجب اس شرط کے مدعاعلیہ سے روپیہ جو کا لگان میعاد مذکور کے اندر حساب کیا گیا اور پٹہ جو اس مدعاعلیہ کو دیا گیا اوسمین فقط شرائط تصفیہ حساب درج ہین *

اسکا جواب یہہ دیا گیا۔ اول جسکا نام تصفیہ حساب رکہا گیا ہے وہ وقت معینہ مین نہین کیا گیا۔ اور وقت معینہ اجارہ تاریخ تحریر اجارہ سے چہہ مہینہ ہے۔ دویم منصف نے دریافت کیا ہے کہ تصفیہ حساب نہین کیا گیا بلکہ جدید لگان کا بندوبست کیا گیا اور یہہ تحقیقات منصف بدستور قائم ہے۔ اور پٹہ مین یہہ ممانعت کی گئی ہے کہ لگان مین اضافہ نکیا جاوے اور اسواسطے ایسے پٹہ کو تصفیہ حساب نہین کہہ سکتے۔

یہہ بیان کیا گیا ہے کہ اگرچہ راجہ کو موجب شرائط اجارہ اختیار نہ تہا تاہم یہہ عقد قابل سماعت نہین اور یہہ پٹہ جو مدعی کے مقابل پیش نہین کیا گیا کالعدم ہے اور مدعی کو کوئی نقصان نہین پہونچا۔

درباب سوال نقصان مقدمہ ہذا مین کوئی تحقیقات نہین کی گئی تاکہ معلوم ہو کہ مدعی کو نقصان پہونچا ہے اور وہ اسکی بنا پر جو کہا ہے جائداد کا دعوی کرتا ہے۔ مگر اس دلیل سے ہم اتفاق نہین کرتے۔ یہہ تسلیم کیا گیا ہے کہ راجہ کو چہہ مہینے کے بعد اختیار نہ تہا کہ فرد حساب لگان تعدادی فی بیگہ ۳ روپیہ کا لکہتا۔ ایسے ہی پٹے راجہ نے اور لوگون کو دیے اور لگان بڑہایا جسکے رو سے وہ تاوان مندرجہ اجارہ نامہ سے بچنا چاہتا تہا اسمین شک نہین کہ راجہ نے اپنی رعایا کو ترغیب دی کہ جدید لگان قبول کرین اور کچہہ فائدہ اوٹہا وین۔ مقدمہ ہذا مین فائدہ یہہ تہا کہ رعیت کا لگان نہین بڑہیگا جب تک اجارہ کی میعاد قائم رہیگی یہہ بیان مندرجہ پٹہ کہ پٹہ مذکور بغرض حصول قابلہ دیا گیا صرف ایک بہانہ ہے جس سے سازش نہ پائی جاتی ہے اور یہہ امر منصف نے اوروسے شہادت ثابت کیا ہے *

یہہ بہی صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ حق بندوبست لگان ہمراہ مزارعان بعد شروع میعاد اجارہ نامہ ظاہر نہین کیا گیا - اور مدعی بیان کرتا ہے کہ پٹون کا دینا خلاف شرائط اجارہ نامہ کے ہے اور میری راے مین یہہ امر درست ہے کہ خلاف اسکے مقدمہ ہذا مین کبہی تسلیم نہین کیا گیا کہ پٹہ کا عدم وجود برابر ہے - سواے اسکے کہ جب یہہ مقدمہ عدالت ہذا مین دائر ہوا اول دفعہ عدالت سے کہا گیا تہا کہ آیا یہہ پٹہ جائز ہے یا ناجائز ہے معہ اسکے بحث کی گئی کہ یہہ پٹہ جائز ہے - دلائل درباب جواز پٹہ نامسموع ہوئین وہ از طرف نابالغ مدعاعلیہ درباب تحقیقات مقدمہ لعدالت ابتدائی کوئی عذر اور اعتراض نہین کیا گیا - خلاف اسکے مسٹر ہرلیس نے کہا "اگر پٹہ جو مدعی کو دیا گیا معمولی لگان اجارہ کا پٹہ نہین ہے اسواسطے اسکی ٹہیک و مناسب تعبیر کرنی مشکل ہے - اسلئے مین درخواست کرتا ہون کہ عدالت براہ مہربانی واقعات مندرجہ ذیل پر غور کرے مدعی کے اجارہ نامہ کی کیا تعبیر کیجاوے کہ فیصلہ درباب پٹہ ہا اور جو مستدل صادر ہونا غالباً مسٹر ہرلیس نے بجانب نابالغ مناسب تصور کیا کہ تصفیہ ایکہی دفعہ ہو جاوے - یہہ بہی تسلیم کیا گیا ہے کہ بہت سے پٹہ نامجات مثل پٹہ زیر تحقیقات دیئے گئے ہین جواز جسکا زیر بحث ہے - اور کسی نہ کسی طور سے ہونا چاہیئے - فی الحقیقت قابل توجہ ہے کہ اختیار راجہ درباب عطا پٹہ نامجات پر بحث کیجاوے - قبل اسکے کہ مدعی نالشات بنام مزارعان دائر کرے - غالباً جب یہہ معاملہ مقدمہ ہذا مین طے ہو جاویگا تو آیندہ اعتراض اور خرخشہ اُن بارہ مین پیدا نہوگا

اب یہہ مقرری اور مستقل قانون عدالتہاے ملک ہذا ہے کہ "ڈگری کا استحقاق صادر نہین ہو سکتی جب تک نتیجہ ڈگری سے ڈگریدار فائدہ اوسی عدالت یا عدالت دیگر مین اوٹہا سکے دیکہو مقدمہ سٹری ماتہو موتہو وبیجیار کوناڈا مگر اس قاعدہ کی تجویز مین ہم نہین جتا[illegible] کرتے کہ پریوی کونسل کا یہہ ارادہ تہا کہ عدالتہاے ہندوستان ایسے مقدمات مین

ڈگری استحقاق صادر نہ کرین جنہین قطع نظر قانون دیوانی ایکٹ نمبر ۸ ۱۸۵۹ع دفعہ ۱۵ اونکو اختیار حاصل ہے -

اب یہہ قابل توجہ ہے کہ وہ اختیارات کیسے ہین - عدالت ہذا کو وہی اختیار حاصل ہے جو کورٹ اف چینسری انگلینڈ کو حاصل ہے اور یہی اختیار سوپریم کورٹ کو تہا اور یہی عدالت ہذا کو حاصل ہے اور مین نہین خیال کرتا کہ عدالتہاے مفصل کو اس بارہ مین کچھ اختیار یا مختلف اختیارات حاصل ہین - چونکہ ہمارے یہان کوئی خاص اور معتبر سند قابل حوالہ نہین ہین - اسواسطے دستور العمل کورٹ اف چینسری انگلینڈ سے بہتر ہادی یہان نہین ہو سکتا -

اور ہم بذریعہ معتبر کہہ سکتے ہین کہ کورٹ اف چینسری اس بارہ مین اور ایسے ہی مقدمہ کی سماعت کریگی فیصلجات پریوی کونسل اس راے کو تقویت دیتے ہین بمقدمہ تہاکر دین تواری بنام نواب سید علی حسین خان مدعی نے بیان کیا کہ وہ خود قابض جائداد ہے - اور یہی بنا پر دستاویز بحق مدعا علیہ تحریر کردہ ایک شخص متوفی منسوخ ہوئی اور ڈگری بحق مدعا علیہ صادر ہوئی مدعی نے دعوی کیا کہ بہ وراثت مدعا علیہ متوفی کا ہوا جو قابض تہا اور جایداد بموجب دستاویز کے میراحق ہے - پریوی کونسل نے کہا کہ غرضی دعوی کا منشا ہے کہ دستاویز منسوخ کیجاوے اور یہہ واقعی امداد کی درخواست ہے ایک اور مقدمہ مین پریوی کونسل نے کہا کہ دربارے دعوی مدعی کہ وہ اپنے استحقاق مال کا دعویدار ہے اور درخواست کرتا ہے کہ استحقاق مدعا علیہم بہ موترا ناجائز قرار دیا جاوے - اس سے مراد یہہ ہے کہ مدعی اپنے استحقاق (جو کچھہ ہو) کا قیام چاہتا ہے اور مدعا علیہم کے استحقاق کی تنسیخ چاہتا اگر وہ درخواست کرتا کہ دستاویز مدعا علیہم مخالف حق اوسکے کی منسوخ ہوجاوے جس سے اوسکے حق زمینداری مین فرق آتا ہے تو تنسیخ دستاویز مدعا علیہم کا حکم صادر ہوجاتا - مگر مدعی مجاز نہین ہے کہ تنسیخ ایسے دستاویز کی ہو جو فقط زبانی جمع خرچ ہو مقدمہ مہاراجہ راجندر کشور سنگہ بہادر بنام شیو لیتن مستر مین پریوی کونسل نے یہہ قرار دیا تہا کہ جب مزارع

اپنے پٹہ کی شرائط کے خلاف دعوی کرین تو زمیندار ایسے دعوی کی تنسیخ کی استحقاق
ڈگری حاصل کر سکتا ہے۔ اور جج صاحبان پریوی کونسل نے اوس مقدمہ مین کہا تہا
و اگر یہہ پٹی داری مابین زمیندار اور مزارعان نہو تو معمولی رشتہ مابین اون کے
باقی رہتا ہے اور آمین دست اندازی کیجاوے تو زمیندار کا استحقاق درباب
تحصیلات ضایع ہوجاویگا۔ اور زمیندار کو فقط اختیار وصولیت مقررہ جمع سالانہ
منجملہ مرافق اراضی رہجاویگا اور بیشک دعوی ایسی پٹی داری کا زمیندار کو صریح
نقصان پہونچاتا ہے اور یہہ صورت مارج انتظام زمینداری ہوگی۔ اور ایسی پٹی داری
سے تعلق زمیندار درباب خرچہ وصولیت لگان و منافع اراضی دور ہوجاتا ہے۔
اس سے پہلے مقدمہ کملا اسکن بنام بچا کولی چیٹی مین واقعات ہذا مثل مقدمہ زیر
تحقیقات تہے۔ ایک زمیندار نے ایک شخص کو پٹہ اپنی زمینداری کا لکھدیا اور
بعد اسکے مزارعان کو اعلان دیا کہ لگان وغیرہ پٹہ دار کو نہ دو اس سے زیادہ
دست اندازی نہین ہوئی تہی اور کوئی اصلی انکار ادا سے زر لگان مین نکلیا
تہا۔ ہائی کورٹ نے ڈگری صادر کی اور بیان کیا کہ پٹہ دار مستحق حصول ڈگری
اور تمام حقوق ایزاد کا بیٹہ کے تہا۔ پریوی کونسل نے اسکو منظور کیا تہا۔
ان مقدمات سے ثابت ہے کہ عدالت ہذا صدور ڈگری مقدمہ ہذا کی مجاز ہے۔
مدعی نے احکام امتناعی کی درخوست نہین گذرانی اور غالباً وہ ایسا کرنیکا مجاز
نہ تہا۔ مگر وہ صرف تنسیخ پٹہ چاہتا ہے۔ ہماری راے مین انہین معنون کی ڈگری
صادر ہونی چاہئیے۔ ڈگری عدالت ماتحت اپیل جسکی رو سے دعوی خارج ہوا منسوخ
ہووے اور بجاے اوسکے ڈگری بالفاظ ذیل صادر ہوگی کہ پٹہ مورخہ ۲۹ اپریل
۱۸۷۴ء فصلی جو راجہ نے مدعا علیہ نمبر ۱ کو دیا منسوخ ہووے اور اجارہ دار (مدعی)
بموجب شرائط اجارہ نامہ مستحق قبضہ وانتظام جائداد زمینداری قرار دیا جاوے

اور شرائط اجارہ نامہ مورخہ ۱۲ فالگون سنہ ۱۲۷۹ کی پوری پوری تعمیل ہووے *

اپیل منظور

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس سر رچرڈ گارتھ نائٹ چیف جسٹس اور مسٹر جسٹس میکفرسن

منفصلہ ۶ ستمبر سنہ ۱۸۷۶ع

کورنگا آئل کمپنی محدود مدعاعلیہا بنام کوگلر و دیگر مدعیان

جلد ۲ صفحہ ۴۷۴ [illegible]

خلاصہ

قانون معاہدہ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ع دفعہ ۲۸۔ اقرارنامہ دربابیکہ معاملات نزاعی ثالث سپرد کیا جاویگا مقدمہ درباب ہرجانہ بعلت خلاف ورزی معاہدہ مقدمہ درباب خاص تکمیل معاہدہ۔

مدعیان اور مدعاعلیہم مین ایک اقرارنامہ بیع کا معاہدہ لکہا گیا اوسمین یہہ بہی فقرہ تہا کہ در صورت اختلاف پیدا ہونیکے تصفیہ بذریعہ دو کس ثالث و دلالان لندن کرایا جاویگا ایک کے تقرر کا اختیار خریداران کو ہوگا دوسرے کا بائع کے ایجنٹان کو اور ایسے دلالون کا فیصلہ ناطق سمجہا جاویگا مگر یہہ امر درج نہ تہا کہ جبتک تصفیہ نہووے کوئی مقدمہ دائر نہ کیا جاوے۔ مناقشہ پیدا ہوا مدعیان نے ثالث کے تقرر سے انکار کیا نالش ہرجانہ وعہدشکنی دائر ہوئی۔ رائے عدالت یہہ قائم ہوئی کہ یہہ معاہدہ ایسا نہین جسکا ذکر دفعہ ۲۸ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ع مین آیا ہے۔ وہ دفعہ صرف ایسے معاہدات سے متعلق ہے جو کلاً یا جزواً فریقین کو اجرای مقدمہ بعدالت مجازہ سے باز رکہے بلحاظ استثناء مندرجہ دفعہ مذکور ایسے معاہدون سے متعلق ہے کہ جنمین فریقین آپس مین اقرارنامہ لکہدیوینگے کہ کوئی نالش عدالت مین دائر نہین کیجاویگی جبتک عذرات کا تعین ثالثان کے ذریعہ سے طے نہو جاوے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ دائر نہین ہوسکتا کہ اقرارنامہ متعلقہ ثالثان کی تعمیل کرائی جاوے

ونیز ایسا مقدمہ کہ جسکا ذکر مستثنی نمبر اول دفعہ ۲۸ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ع مین آیا ہے -

اپیل بنا راضی فیصلہ جج فیر مورخہ ۱۳ مئی سنہ ۱۸۷۵ع اور فیصلہ پانٹی فکس جج مصدرہ ۲۲ مئی سنہ ۱۸۷۶ء

یہہ مقدمہ بابت ہرجانہ بعلت خلاف ورزی معاہدہ رجوع ہوا - واقعات مقدمہ باجلاس فیر جج پہلے مفصل طور پہ رپورٹ ہوچکی ہین اور اول یہہ مقدمہ براد قیام امور تنقیح طلب پیش ہوا کہ آیا عرضی دعوی سے کوئی حق نالش بہی پیدا ہوتا ہے یا نہین جسکا تصفیہ بحق مدعی ہوا - پہر یہی مقدمہ باجلاس پانٹی فکس جج پیش ہوا اور واقعات پر بحث ہوکر ڈگری بحق مدعیان صادر ہوئی مدعا علیہ نے ہر دو فیصلون کا اپیل کیا - مگر اپیل بنا راضی فیصلہ موخر الذکر صرف واقعات مقدمہ سے متعلق تہا اور اسیواسطے رپورٹ نہ ہین اوسکا مفصل ذکر نہین کیا گیا - بموجب اپیل ہذا بنا راضی فیصلہ فیر جسٹس حسب ذیل ہے - کہ ایسے معاہدہ کا وجود جسکا ذکر ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ع کی دفعہ ۲۸ - مستثنا نمبر ا مین آیا ہے درمیان مدعی اور مدعا علیہم کے ثابت ہے اور وجود ایسے معاہدہ کا بموجب ایکٹ مذکور مانع ارجاع مقدمہ ہذا ہے -

مسٹر اوینیس اور مسٹر مکری منجانب اپیلانٹان

مسٹر بینس اور مسٹر جیکسن منجانب رسپانڈنٹ

مسٹر اوینیس نے بحث کی کہ یہہ معاہدہ ایسا ہے جو دفعہ ۲۸ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ع مین آسکتا ہے اور اسمین تمام مطالبات استثنائی نمبر ا دفعہ مذکور پورے کئے ہین اسیواسطے چونکہ مقدمہ ہذا خاص تکمیل معاہدہ کے لئے دائر نہین ہوا اور نہ اسمین دعوی تعداد معینہ ہرجانہ کا کیا گیا ہے - بنظر تصریح الفاظ دفعہ مذکور مقدمہ نامسموع ہونا چاہیئے قانون معاہدہ کے صریح الفاظ کے رو سے مدعیان کے لئے مناسب تہا کہ مقدمہ براد خاص تعمیل اقرارنامہ دائر کرتے - فاضل جج عدالت ماتحت کی یہہ راے تہی کہ اقرارنامہ کو استثنا نمبر ا دفعہ ۲۸ مین لانیکے لئے اقرارنامہ ایسا ہونا چاہیئے

کہ جسمین عدالتون کا کلی اختیار اوٹھہ جاوے سو لسان اس امر کے کہ ہرجانہ کسقدر دلایا جاوے مگر یہہ گذارش کیا گیا ہے کہ ایسی صورت مقدمہ کی نہین ہے جج مذکور کی دلیل کے یہہ معنی ہین کہ مقدمہ زیر استثنا نمبر ا مندرجہ بالا نہین آسکتا ہے تاوقتیکہ یا اوس استثنا کی تکمیل نکیجاوے جسکی بابت اصلی دفعہ مین قاعدہ تجویز کیا گیا یعنی یہہ معاہدہ استثناء مذکور مین نہین آتا گو اسکے اندر ہے کیونکہ اسمین ایسا فقرہ نہین کہ جس سے اختیارات عدالت ہامین مداخلت کیجاوے ۔ یہہ تسلیم کیا گیا ہے کہ یہہ معاہدہ نہ صرف خلاف قانون ہے بلکہ مانع سماعت مقدمہ نہا ہے -

مسٹر بنیں منجانب رسپانڈنٹ فیصلہ عدالت ماتحت پر استناد کیا کہ جو بنگال لا رپورٹ کے صفحہ پچاس مین مندرج ہے معاہدہ دفعہ ۲۸ مین نہین آسکتا کیونکہ اسمین کوئی ایسا فقرہ نہین جس سے اختیارات قانونی عدالتون مین دست اندازی کیجاوے سواے ایسے امر کے کہ جسکی بابت ثالث فیصلہ بموجب معاہدہ اون معاہدون کی فہرست مین لیجانیکے لئے ضرور ہے کہ اول اوس استثنا سے فائدہ اوٹھایا جا سکتا ہے اور جبکہ یہہ صورت نہین تو مدعیان کا مقدمہ لاعلاج ہے جیسا فرسٹ جج نے بیان کیا تھا اگر مدعیان خاص تعمیل کا دعوی کرتے اور دعوی کو بھی قابل سماعت فرض کیا جاوے تاہم بھی کوئی صورت استمالی امداد کے حصول کی نہ تھی یعنی عدالت ایسی امداد نہین دیسکتی تھی کہ جس سے مدعیان کو کچھ فائدہ ہوتا -

مسٹر میکری کا جواب ۔ ڈگری درباب خاص تعمیل معاہدہ کے صادر ہوسکتی ہے ۔ دیکھو دفعات ۲۰۰ و ۲۲۶ ۔ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع صرف صورت یہہ ہے کہ مدعا علیہم پر نالش ثالث عدالت کرنی چاہیئے ۔ مدعیان بھی خلاف ورزی معاہدہ کی نالش کرسکتی تھی مگر مدعیان نے ایسا دعوی دائر کیا ہے کہ جسکی صریح ممانعت واضعان قانون نے بالفاظ صریح لکھی ہے -

فیصلہ عدالت

گارتہہ چیف جسٹس۔ اوّل امر قابل فیصلہ ہمارے روبرو وہی ہے جسپر بحث باجلاس
فیرنج عدالت ماتحت مین ہوئی اور اوسکا فیصلہ رپورٹ جنوری مین مندرج ہے۔
مدعا علیہم اعتراض کرتے ہین کہ معاہدہ جسپر مقدمہ کی بنا ہے وہ استثنا نمبر ا دفعہ ۲۸
قانون معاہدہ مین بیان کیا گیا ہے۔ اور چونکہ مناقشہ فریقین کا تصفیہ ثالثون نے
نہین کیا مقدمہ دائر نہین ہوسکتا۔ سواے اوس حیلہ کے کہ اقرارنامہ کی تکمیل کرائی جاوے
واقعی جیسے فیرنج بیان کرتے ہین۔ اگر ایسی صورت ہوتی کہ مدعیان ایک نہایت کمبخت
حالت مین گرفتار ہوتے کیونکہ مدعا علیہم نے صاف انکار کیا تہا کہ وہ خرخشہ ثالثی مین
نہین بہیجنا چاہیئے اور موجودہ قانون کے روسے کوئی مقدمہ دائر نہین ہوسکتا کہ
اوسکو اس امر پر مجبور کیا جاوے مدعا علیہم اگر واقعی راستی پر ہین تو وہ اپنی ہی خلاف
ورزی معاہدہ سے مدعیان کو چارہ جوئی سے محروم کرسکتے ہین۔ مگر حسن اتفاق سے
بلحاظ اوگسٹری مقدمہ ہذا ہماری راے یہہ ہے کہ فیرنج راستی پر ہین اور یہہ معاہدہ
اون معاہدون مین سے نہین ہے جسکا ذکر قانون معاہدہ کی دفعہ ۲۸ مین ہے۔
یہہ دفعہ ایسے معاہدون پر عاید نہین ہوسکتی جنمین یہہ شرط ہے کہ تنازعہ فریقین کا
ثالثون کے سپرد کیا جاویگا بلکہ اس دفعہ کا اطلاق ایسے معاہدون پر ہے کہ جزواً
یا کلاً فریقین کو چارہ جوئی عدالت سے منع کرین اگر ایک معاہدہ مین یہہ شرط ہو کہ کوئی
مقدمہ اسکی بابت دائر نہوگا۔ یہہ شرط بموجب دفعہ حصہ اوّل دفعہ ۲۸ کالعدم ہوگی کیونکہ
اسکی روسے فریقین مجبور ہین کہ اپنے حقوق کی چارہ جوئی معمولی قانون عدالتون مین
نہین کرسکتے۔ علی ہذا القیاس اگر ایک معاہدہ مین یہہ شرط ہو کہ جو تنازعہ فریقین مین
پیدا ہوا اوسکا بتصفیہ ثالثون پر منحصر رکہا جاوے اور فریقین مین سے کوئی شخص عدالت
مین چارہ جوئی نکرے تو اوّل شرط جائز ہے یعنی یہہ کہ تنازعہ فریقین ثالثون

سپرد کیا جاوے - کیونکہ اس سے اختیارات قانونی عدالتون مین دست اندازی نہین ہوتی - مگر آخری شرط کالعدم ہے - کیونکہ اس سے عدالتون کے اختیارات سلب ہو جاتے ہین -

اوّل استثناء دفعہ ۲۸ صرف ایسے معاہدون سے متعلق ہے جنہین فریقین نے معاہدہ کر لیا ہو کہ عدالت مین چارہ جوئی نہین کیجاوے گی جب تک ثالث فیصلہ صادر نکرین مثلاً تعداد ہرجانہ کہ جو ایک بیمہ دار نے بحری یا آتشی پالیسی مین اوٹھایا ہو - ایسے اقرارنامہ سے اختیارات عدالتون مین فرق آتا ہے اس سے صرف مدعی کو التوا کرنا پڑتا ہے کہ اول تعداد ہرجانہ ثالثون کے ذریعہ سے مقرر کراوے دیکھو مقدمہ اسکاٹ بنام ایوری اور ٹریڈون بنام حالمن -

اب ظاہر ہے کہ مقدمہ ہذا مین معاہدہ نے عدالتون کے اختیار مین دست اندازی نہین کی - اسمین صرف مثل صدہا معاہدون تجارتی کے یہہ امر درج ہے کہ منافقت ثالثون کے سپرد کیا جاویگا اور یہہ امر بدیہی ہے اور قانون اس بارہ مین صحیح ہے کہ ایسے فقرہ سے قانونی عدالتون کا اختیار زائل نہین ہوتا -

یہہ اپیل معہ خرچہ نقشہ نمبر ۲ خارج ہووے -

سیکڈسن جج - مین کوئی وجہ نہین دیکھتا کہ چیف جج سے خلاف رائے ظاہر کرون قانونی نتائج جج مذکور صحیح اور درست ہین اور مین اتفاق کرتا ہون کہ اپیل معہ اخراجات ڈسمس ہووے +

اپیل خارج کی گئی

اٹرنی منجانب اپیلانٹان - سنتھ بیکل -

اٹرنی رسپانڈنٹ - مسٹر شیر -

―――― ۱۵*۵۱ ――――

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس پانٹی فلکس

منفصلہ ۹ اجولائی ۱۸۷۶ء

جواہر بی بی بنام سری گوپال مصر اور دیگر ان

خلاصہ

دہرم شاستر - متاکشرا - بیوہ - گذارہ یعنی نان و نفقہ شترک جدی کارخانہ - قرضہ جو منتظم جائداد شترکہ تجارتی معاملات کے لئے اوٹھلئے -

شترک جدی جائداد جو منافع تجارت سے پیدا کیجاوے اور قائم رکھی جاوے مستوجب تمام ذمہ داریان تجارت مذکور کی ہے مقدمہ رام لعل ٹہاکرسی داس بنام لچھمی چند کی پیروی کی گئی -

مقدمہ ہذا بمراد قیام استحقاق مدعی دائر ہوا کہ چونکہ مدعیہ بیوہ مسمی منوہر لعل متوفی ہے اور اسی بنا پر مستحق ہے کہ گذارہ منجملہ کرایہ و منافع مکان ۱۳ بازار روپ چند واقع کلکتہ پاوے - اس رپورٹ کے مدعا کیواسطے ضرور ہے کہ یہہ امر فرض کیا جاوے کہ منوہر لعل مذکورہ بالا معہ والد خود مسمی لچھمی نراین اور اپنے چچا ہری نرائن و ارکین ایک شترک خاندان اہل ہنود میں جسپر پابندی دہرم شاستر متاکشرا واجب تھی مکان متنازعہ فیہ مکسوبہ لچھمی نرائن ہے جس نے اسکو جائداد اپنے باپ چھوٹے لعل اور منافع تجارت شال و کمخواب بنارسی مال سے خرید کیا بعد خرید مکان مذکورہ بالا منوہر لعل فوت ہوگیا - اوسکے بعد اوسکا والد لچھمی نرائن اور چچا ہری نرائن باقی رہگئے اور مدعیہ اوسی مکان مین بود و باش کرتی رہی یہانتک کہ ۱۸۶۶ء مین لچھمی نرائن مرگیا اور ہری نرائن قابض جائداد ہوا جسمین مکان متنازعہ بھی شامل تہا مناقشہ مابین ہری نرائن اور مدعیہ پیدا ہوا اور نوبت نالش کی پہنچی بعدہ فیصلہ ہوا کہ مدعیہ اوسی مکان مین رہے اور ہری نرائن نان و نفقہ دیتا رہے اور نیز روپیہ

واسطے اوسکے رسوم مذہب بہم پہونچاوے چنانچہ یہہ بندوبست اپریل ۱۸۷۵ء تک
قائم رہا - ۱۷ اپریل ۱۸۷۵ء کو ہری نرائن کا دوالہ نکلا اور اوسنے درخواست عدالت
دیوالیہ مین گذرانی اور کل جائداد اور اسباب سپرد سرکاری تحویلدار ہوا - پس مدعیہ کو
نہ گذارہ اور نہ روپیہ مذہبی رسم کیواسطے ۵ - اگست ۱۸۷۵ء کو سرکاری تحویلدار نے
مکان مذکور مسمی سری گوپال مصر کے ہاتہہ فروخت کیا اور خریدار نے مدعیہ سے کہا
کہ مکان خالی کردو -

مقدمہ ہذا بنام سرکاری تحویلدار اور سری گوپال مصر مین مدعیہ نے لکھوایا کہ چونکہ مین
بیوہ منوہر لعل ہون اسواسطے موجب دہرم شاستر مین مستحق کہ گذارہ جائداد خاندان
سے پاتی رہون اور اتبک سرکاری تحویلدار کے قبضہ مین جائداد خاندان موجود ہے جسمین
سے مجہکو روپیہ ادائے مذہبی رسوم کیواسطے ملنا چاہیئے اور تعداد گذارہ مقرر ہوجاوے اور
مناسب مکان سکونت میرے واسطے تجویز ہو -

سرکاری تحویلدار نے اپنی تحریری بیان مین لکھوایا کہ ہری نرائن کاروبار تجارت لچھمی نرائن
اور ہری نرائن کے نام سے کرتا تہا اور اوسنے اپنے حقوق سری گوپال کے ہاتہہ بحیثیت
منتظم اراکین خاندان فروخت کیئے اور وہ اپنے حقوق کا فیصلہ عدالت پر چہوڑتا ہے
سری گوپال مصر مدعا علیہ نے بیان کیا کہ مینے مکان مذکورہ بالا خرید کیا ہے مگر قبضہ
اتبک حاصل نہین کیا اور دعوی بمراد حصول قبضہ دائر کیا ہے -

پیشی مقدمہ بمراد قیام امور تنقیح طلب مقرر ہوئی -

مسٹر برینین اور مسٹر بنرجی از طرف مدعیہ -

مسٹر کنیڈی اور مسٹر اگرام از طرف سرکاری تحویلدار -

مسٹر ایوانس اور مسٹر میکریگر از طرف دیگر مدعا علیہ -

مسٹر برینین - بموجب دہرم شاستر متاکشرا بیوہ اہل ہنود کا نان و نفقہ اوسکے

متوفی شوہر کی جایداد پر واجب ہے اور ہر ایک جزو جایداد کا اسکا ذمہ دار ہے۔ دیکھو مقدمہ رام چندر دت گنشت بنام سویتری بالی۔ لیکن قاعدہ دہرم شاستر مروجہ ملک بنگال کے رو سے ایسا نہین ہے۔ دہرم شاستر بنگالہ کے رو سے جو جایداد پر قابض ہو اوس سے نان و نفقہ دلایا جاتا ہے بشرطیکہ قابض کو دعوی بیوہ سے اطلاع ہو دیکھو مقدمہ بہاگ بتی داسی بنام کنہیا لعل متر۔ اور مساۃ گلاب کنور بنام کلکٹر بنارس۔ اور کہیترامنی داسی بنام کاشی ناتہہ داس۔ اس اخیر مقدمہ مین بیوہ نے اپنے خسر پر گذارہ کی نالش کی اور بموجب دہرم شاستر مروجہ ملک بنگال مستحق سمجہے گئے۔ مگر متاکشرا کی رو سے صورت اور ہے کیونکہ اس شاستر کی رو سے جب بچہ پیدا ہو تو وہ اپنے باپ کے ساتہہ جدی جایداد مین شریک گنا جاتا ہے (جج یونیٹ فلکس نے مقدمہ گردہاری لعل بنام کنیو لعل کا حوالہ دیا جسمین باپ کو اختیار دیا گیا تہا کہ خلاف منشاء بیٹون کے جایداد کا انتقال کرے اور متاکشرا ایسا انتقال کا موید ہے تو پہر کس حالت مین بیوہ کو شکایت کی گنجائش ہو سکے جب وسکا شوہر مجاز ایسی شکایت کا نہ تہا بلکہ انتقال جایداد کی پابندی اوسپر بموجب دہرم شاستر واجب ہے) مقدمہ ہذا مین مدعیہ بیان کرتی ہے کہ جایداد زیر بحث کا انتقال ایسی صورت مین ہوا جب مشتری میرے دعوی سے آگاہ تہا۔

در باب استحقاق رہائش مدعیہ مقدمہ منگلا دیوی بنام دینا ناتہہ بوس اوسکے مفید مطلب ہے (یونیٹ فلکس جج۔ اس سے ہری نرائن محروم نہین ہو سکتا اگر اوسکے اور اوسکے خاندان کے لئے گنجائش ہے تاہم بہی مدعیہ کو استحقاق حاصل نہین کہ اوسی مکان مین اپنی بود و باش رکہے) اوس مقدمہ مین مدعیہ کو غالبا گذارہ ملتا تاکہ وہ اپنی سکونت اور مکان مین اختیار کرتی۔ مقدمہ ہذا مین یہہ تحقیقات کرنی چاہیئے کہ مدعیہ کے گذارہ اور جای رہائش کی کیا صورت ہے۔

مسٹر کینڈی از طرف سرکاری تحویلدار مشترک خاندان مین بموجب متاکشرا کسی حصہ دار کا

حصہ یقینی نہین استحقاق گذارہ اس شرط پر مبنی ہے کہ اوّل مشترک خاندان کا قرضہ ادا کیا جاوے مقدمہ ہذا مین دیوالیہ کل خاندان کی طرف سے کاروبار کرتا تہا اور اگر وہ مقروض ہوگیا تو وہ مجاز ہے کہ خاندانی جائداد سے قرضہ ادا کرے - دیکہو مقدمہ رام لعل تہاکرسی داس بنام لچہمی چند بیوہ کا حصہ اپنے شوہر سے زیادہ نہین اور اگر بیوہ کا حصہ نسبت نان و نفقہ جائز بہی سمجہا جاوے تو مشترک خاندان مین کوئی جائداد ایسی باقی نہین کہ جسمین سے اوسکو کچہہ دلایا جاوے -

مسٹر ایوانس منجانب مدعاعلیہ سری گوپال مصر - کوئی حق نالش بنام مشتری مدعیہ حاصل نہین جیسا مدعیہ نفع کی حصہ دار تہی ویسا ہی نقصان کا بہی اوسکو ذمہ وار ہونا چاہیئے - اگر کاروبار تجارت بند ہوگیا تو اوسکا گذارہ بہی بند ہوگیا کیونکہ وہ خود قبول کرتی ہے کہ میرا گذارہ صرف تجارت کی آمدنی پر تہا اگر قرضہ ناجائز طور پر لیا گیا ہے تو عدالت انتقال جائداد کو ناجائز ٹہرا سکتی ہے - مگر اس امر کا حکم مقدمہ ہذا مین نہین دیا جا سکتا - درباب سکونت مدعیہ مقدمہ منگلا دیوی بنام دینا ناتہہ بہوس سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ بیوہ کو ہر حالت مین استحقاق حاصل ہے کہ خاندانی مکان مین رہائش کرے -

مسٹر ایونیر کا جواب - سند بیوہ کا گذارہ بموجب دہرم شاستر خاندانی تجارت کی ترقی اور تنزل کی حالت مین کم و بیش نہین ہوسکتا - سند بیوہ مشترک خاندان کا رکن نہین اور نہ وہ کسی ترقی کی مستحق ہے صرف اوسکا حق اوس حصہ پر ہے کہ جسکو اوسکا شوہر علیحدہ کرا سکتا تہا - بموجب متاکشرا عورت جائداد کی تقسیم نہین کرا سکتی جیسا قانون مروجہ بنگالہ کے روسے اوسکو استحقاق حاصل ہے اور باوجود انتقال جائداد وہ مستحق گذارہ ہے دیکہو مقدمہ ہیرالعل بنام مسماۃ کوسیلیا

پونٹی فکس جج - مقدمہ ہذا مین منوہر لعل زوجہ مدعیہ ہے جو اپنے باپ مسمی لچہمی نراین کپور کہتری کی حین حیات مین مر گیا لچہمی نراین کے مرنیکے بعد اوسکا بہائی مسمی ہری نراین کپور کہتری باقی رہا اور یہہ دیوالیہ قرار دیا گیا فریقین پر پابندی قانون متاکشرا کی واجب ہے

مدعیہ بحیثیت بیوہ منوہر لعل دعوی کرتی ہے کہ مجھکو گذارہ دلایا جاوے جو مشترک
خاندان کی جائداد ہے اور اگر سرکاری تحویلدار کا قبضہ اس مکان پر بسبب ہری نراین
دیوالیہ کے ہوا میرے حقوق کی پابندی زائل نہین ہوئی بہت سے مقدمات کا حوالہ
دیا گیا کہ بموجب متاکشرا بیوہ مشترک جائداد مین سے مستحق گذارہ کی ہے - یہہ ضرور
نہین کہ معمولی مقدمات پر رائے دیجاوے جب باقی ماندہ ارکین خاندان مشترک
بلالحاظ استحقاق بیوہ مشترک جائداد کا انتقال کرین کیونکہ میری رائے مین مقدمہ
ہذا ایک خاص صورت کا ہے اور معمولی قواعد سے مستثنی مدعیہ اپنی عرضی دعوی
مین تسلیم کرتی ہے کہ میرے خسر نے یہہ مکانات وغیرہ تجارت سے اور نیز اوس روپیہ
سے حاصل کیے جو اوسکے باپ نے اوسکو دیا تہا میری رائے مین تجارت مشترک خاندان کی طرف سے
ہوتی رہی - اور جسقدر رقرضہ تجارت کی بابت ہری نراین نے اوٹہایا وہ جائز طور پر تہا اور
اوسکے ادا کرنے کی ذمہ داری کل خاندان پر ہے - ہری نراین آخرش دیوالیہ قرار دیا گیا
اور اوس نے اسی مضمون کی درخوست گذرانی - مقدمہ رام لعل ٹہاکر سی داس بنام طیمی چند
کی رو سے کل خاندان تجارتی قرضہ کا ذمہ دار ہے اور جو قرضہ نیک نیتی سے لیا جاوے
وہ تمام ارکین خاندان مشترک کے حقوق پر فائق ہے یعنی جو نفع کے شریک ہین وہ نقصان
کے بہی شریک ہونے چاہئین - مقدمہ ہذا مین جائداد کو اول سرکاری تحویلدار نے نیلام
کیا اور میری رائے مین مدعیہ کا کوئی دعوی مشترک جائداد پر نہین جب مشترک قرضہ مشترک
جائداد سے ادا ہوجاوے سرکاری تحویلدار اپنا خرچہ جائداد دیوالیہ سے پاوے اور مسٹر
مسٹر اوپنز اپنا خرچہ مدعیہ سے لیوے ✻. مقدمہ خارج کیا گیا

اٹرنی مدعی - بابو جبکشن گہن گہولی -
اٹرنی سرکاری تحویلدار - مسٹر ڈگنیم اور رابنسن -
اٹرنی دیگر مدعا علیہ - مسٹر گاریٹ -

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس سر رچرڈ گارتھہ نائٹ چیف جسٹس و مسٹر جسٹس مکفرسن

منفصلہ ۳۱ - اگست ۱۸۷۶ء

سب چندر ملک مدعی بنام کشن دیال و بابداد یکس و دیگر مدعا علیہا

خلاصہ

ایکٹ عدالت خفیفہ نمبر ۹ سنہ ۱۸۵۰ء دفعہ ۴۲ - اختیار اسامر کا کہ عدم پیروی مین جو مقدمہ خارج ہوا اوسکو دوبارہ سماعت کیا جاوے -

عدالت خفیفہ جو بموجب ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۵۰ء کے قائم ہو اوسی روز اور اوسی اجلاس عدالت مین یکطرفہ مقدمہ کو سماعت کرسکتی ہے جو زیر دفعہ ۴۲ خارج ہوا ہو - اگرچہ حکم اخراج یا ضابطہ قلمبند بھی ہوچکا ہو - ایسے مقدمہ مین مدعا علیہ درخوست تنسیخ یکطرفہ حکم کی کرسکتا ہے اور عذرات درخوست کو کافی یا ناکافی سمجھنا یہ عدالت کا کام ہے -

مفصلہ ذیل مقدمہ زیر دفعہ ۷ - ایکٹ ۲۶ سنہ ۱۸۶۴ء جج عدالت خفیفہ کلکتہ نے استصواباً ہائی کورٹ مین ارسال کیا -

۸ - فروری ۱۸۷۶ء کو مدعی نے عدالت ہذا مین مدعا علیہ پر ایک ہزار روپیہ کی نالش ازروے باقی حساب بابت فروخت مال دائر کی اور باقی کا دعوی چھوڑ دیا سمن کے اجرا کے لیے ۱۵ - فروری ۱۸۷۶ء مقرر کی گئی اس تاریخ کو مقدمہ پیش ہوا مگر مینے ۶ - مارچ ۱۸۷۶ء کی تاریخ ڈالدی - ۶ مارچ ۱۸۷۶ء کو پہر مقدمہ پیش ہوا نہ مدعی اور نہ اوسکا کوئی مختار حاضر آیا مینے اخراج مقدمہ کا زیر دفعہ ۴۲ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۵۰ء حکم صادر کیا چند منٹ بعد خارج ہونے مقدمہ کے مسٹر بیٹر اٹرنی مدعی نے درخوست کی کہ مقدمہ برآمد کیا جاوے اور بیان کیا کہ بسبب ایک معقول غلطی کے وہ اور اوسکا موکل غیر حاضر تھے مینے مقدمہ کے برآمد ہونیکا حکم صادر کیا اور دوبارہ سمن جاری کیا اور اخراجات سمن مدعی سے لیے واپسی سمن کی - تاریخ

۲۰ - مارچ سنہ ۱۸۷۶ع مقرر ہوئی اوسوقت مسٹر بیٹر نے درخواست دی اور وکیل مدعاعلیہم
حاضر نہ تہا حکم اخراج مقدمہ حسب ذیل شامل مسل ہے - مدعی غیر حاضر مدعاعلیہ نمبر ۲ معہ
وکیل حاضر - مقدمہ خارج اس حکم پر ڈگری کے دستخط ہین مگر مینے دستخط نہین کیا اگرچہ حسب
ضابطہ زیر دفعہ ۱۸۰ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع میرے دستخط بہی اخیر نہین ہو جاتے ۲۰ مارچ کو
بوقت پیشی مقدمہ اور مدعی کی شہادت لینے کے مسٹر ارکائیل وکیل یکے از مدعاعلیہم
نے اعتراض کیا کہ عدالت کو اس بنا پر اختیار سماعت مقدمہ نہین کیونکہ جب ایکدفعہ خارج
ہوچکا تو اوسی عدالت کو اوسکے برآمد کرنیکا اختیار نہین ہے -
میری راے مین یہہ اعتراض مدعی کی حق مین مہلک ہے کیونکہ اگرچہ معلوم ہوتا ہے کہ عدالت
ہذا کے بہت سے ججون نے مختلف اوقات مین خارج شدہ مقدمات کو برآمد کیا اور بعض
اوقات مین ججون نے اس عذر پر انکار کیا کہ ہمکو برآمد کرنیکا اختیار نہین -
دفعہ ۳۰ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۵۰ع کی روسے عدالت ہذا سرسری مقدمات کی تحقیقات بحاضری
فریقین کرسکتی ہے اور دفعہ ۴۲ کے روسے عدالت کو اخراج مقدمہ کا اختیار ہے
جب مدعی حاضر نہو یا اپنے دعوے کے ثبوت مین قاصر رہے مگر ایسے مقدمہ کے برآمد کا
اختیار نہین جو ایکدفعہ خارج کیا گیا ہو -
مگر دفعہ ۴۱ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۵۰ع کے روسے عدالت ہذا کے ججون کو اختیار ہے کہ قواعد
درباب دستورالعمل اور کارروائی عدالت کے منضبط کرین اور نیز اصول ضابطہ مرجعہ
ہائی کورٹ کو بہی دستورالعمل عدالت ہذا کا بناوین زیر دفعہ ایکسودس ضابطہ دیوانی
ہائی کورٹ مجاز ہے کہ دوبارہ سمن جاری کرے یعنی خارج شدہ مقدمہ کو برآمد کرے
ضابطہ دیوانی بجز استثنا چار دفعات کے کہ جنمین دفعہ نمبری ۱۱۰ شامل نہین زیر دفعہ
۱۵ - ایکٹ ۲۶ سنہ ۱۸۶۴ع عدالت ہذا سے متعلق نہین پس زیر دفعہ ۱۱۰ کارروائی عدالت
ہذا کی نہین ہوسکتی اس بنا پر میری راے مین دفعہ ۴۱ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۵۰ع سوال زیر بحث

سے متعلق نہین ہو سکتی -
مقدمہ جونس بنام جونس - مین جج کالرج کی رائے حسب ذیل ہے - میری مراد یہہ کہنے
کی نہین بلکہ میرا یہہ منشا ہے کہ جج اوسی اجلاس عدالت مین اپنے فیصلہ کی ترمیم کر سکتا
ہے مگر بعد برخاست ہونے اجلاس کے یا فریقین کی حاضری مین ایسا نہین کر سکتا مگر
یہہ صرف ایک رائے ہے اور ایسے مقدمہ سے متعلق نہین ہو سکتی کہ جہان ایک فریق غیر حاضر
تہا اسیواسطے میری دانست مین یکطرفہ حکم کے نافذ ہونے کے بعد عدالت ہذا کو مقدمہ
کے برآمد کرنیکا اختیار نہین -
اٹرنی مدعی زیر دفعہ ۷ - ایکٹ ۲۶ سنہ ۱۸۶۴ع مجہسے درخواست کرتا ہے کہ مفصلہ ذیل
سوال ہائی کورٹ کی رائے کیواسطے قلمبند کرکے استصواباً بہیجین آیا عدالت خفیفہ
جسکا تقرر بموجب ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۵۰ع ظہور مین آیا ہو اوسی روز اوسی اجلاس مین یکطرفہ
حکم خارج شدہ زیر دفعہ ۴۲ کو برآمد کر سکتی ہے یا نہین -
میرا فیصلہ مبنی برائے ہائی کورٹ بحق مدعا علیہم ہوگا -
مسٹر میکری منجانب مدعی نے بحث کی کہ اگر جج زیر دفعہ ۴۱ دفعہ ۱۱۹ ضابطہ دیوانی کے
عملدرآمد نہین کر سکتا تہا تو وہ زیر دفعہ ۵۳ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۵۰ع مقدمہ کی سماعت کا
حکم از سرنو صادر کر سکتا تہا اب ہمین یہی شک ہے کہ آیا یہہ دفعہ بہی اوس مقدمہ سے
متعلق ہو سکتی ہے جو عدم پیروی مین خارج کیا گیا ہو کوئی صریح اختیار ایکٹ عدالت
خفیفہ درباب برآمد کرنے مقدمات کے نہین زیر دفعہ ۸۹ فصل ۹۵ - ایکٹ جلوس
۹ و ۱۰ وکٹوریا کنٹری جج کو اختیار ہے کہ مقدمہ کی تحقیقات کے لئے از سرنو حکم دے
دیکہو مقدمہ کارٹر بنام سمتہ (کارنتہ چیف جسٹس بلا ریب ایسے مقدمات عدالت ہائی کورٹ
موسوم بنام کنٹری کورٹس مین برآمد ہوتے ہین - میلفرسن جج - کیا زیر دفعہ ۴۲
مدعی نے عدم پیروی ظاہر کی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اوسی روز ظاہر ہوا کہ جس روز مقدمہ

خارج ہوا) اس بنا پر مدعی کو نہ سمجھنا چاہیئے کہ اوسکی طرف سے عدم پیروی ظہور مین آئی (گارتھہ چیف جسٹس - کیا عدالت کو یہہ اختیار نہین کہ صریح بے انصافی کو روکے ؟)

عدالت خفیفہ مثل دیگر عدالتہائے غلطی درست کرنے کی مجاز ہے - اور زیر دفعہ ۵۳ وہ مقدمہ کو برآمد کر سکتی ہے -

مدعا علیہ کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا -

راے ہائی کورٹ

گارتھہ چیف جسٹس - ہماری راے مین عدالت مطالبہ خفیفہ بموجب ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۵۰ء قائم ہوئی ہے اوسی اجلاس ور اوسی روز یکطرفہ حکم نسبت اخراج مقدمہ زیر دفعہ ۴۲ کو منسوخ کر سکتی ہے اور مقدمہ کو برآمد کر سکتی ہے -

بیشک مدعا علیہ ایسے مقدمات مین کافی وجوہات بیان کر کے یکطرفہ حکم منسوخ کرا سکتا ہے - کافی وجوہات کا ہونا یا نہونا یہہ عدالت کی راے پر منحصر ہے -

مبلغ ۱۱ سے ۵ روپیہ جو مدعی عدالت ہذا مین لایا ہے اوسکو واپس دلائے جاوین -
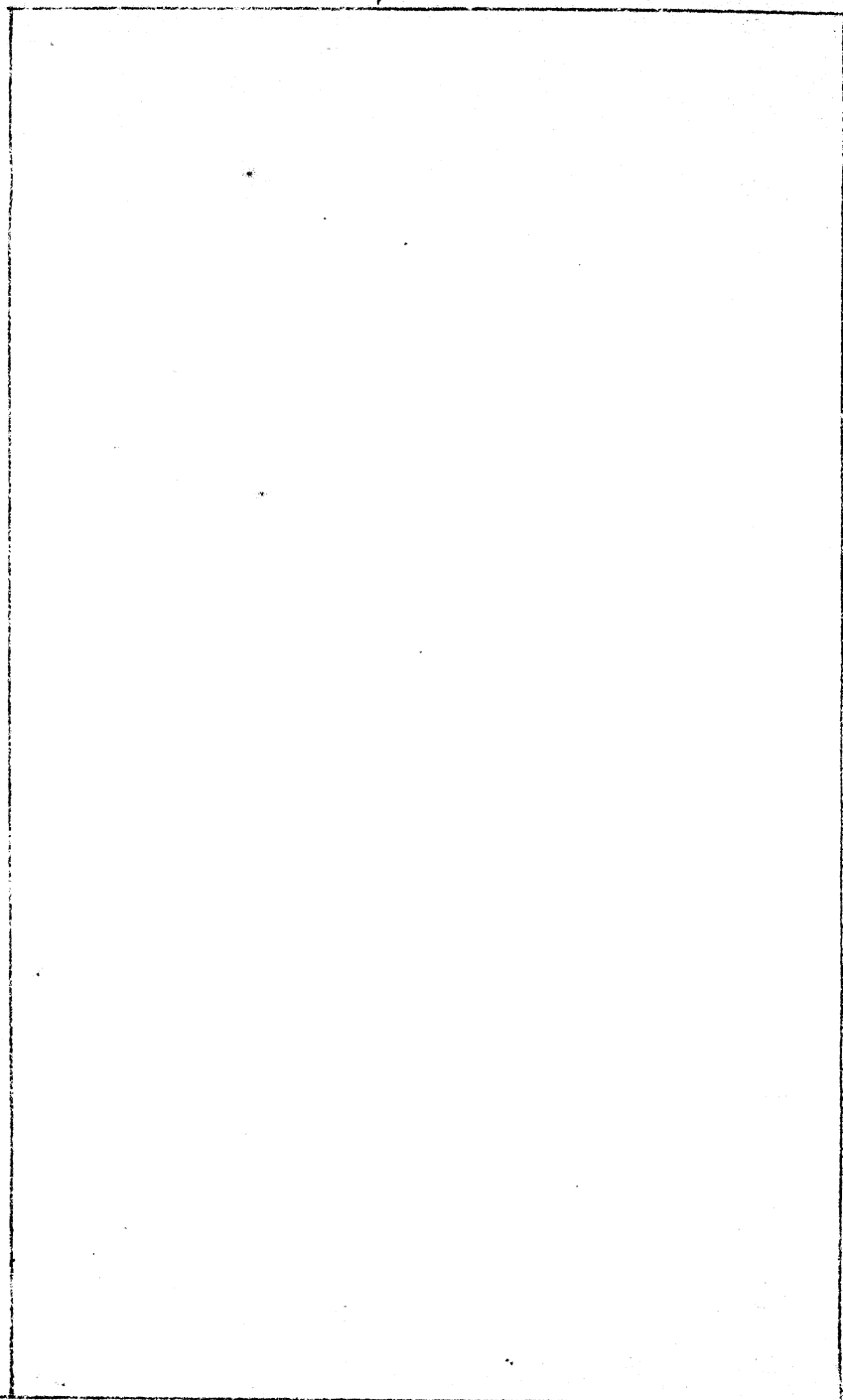
اٹرنی مدعی مسٹر سینڈر -

ہائی کورٹ الہ آباد

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس ٹرنر و مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ

اپیل خاص نمبر ۹۷۴ بابت ۱۸۷۶ء

بنا راضی ڈگری جج الہ آباد مصدرہ ۷ مارچ ۱۸۷۶ء جسکی رو سے ڈگری جج تحت مورخہ ۲۶ جولائی ۱۸۷۵ء منسوخ کی گئی

فیصلہ ۱۰ جون ۱۸۷۶ء

زیب النسا بی بی مدعا علیہا بنام کلثوم بی بی مدعیہ

خلاصہ

ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء دفعہ ۵ - اپیل - میعاد - وجہہ کافی -

ایک مقدمہ ۲۶ جولائی ۱۸۷۵ء کو خارج ہوا اور اوسی دان مدعیہ نے درخواست کی کہ عدالت کی ڈگری کی نقل ملے ۳۱ جولائی کو نقل ملی اور ۳۰ اگست کو یا میعاد مقررہ سے ایک روز بعد مدعیہ نے اپیل اس عدالت مین گذرانا اپنی درخواست مین اوسنے کوئی وجہ بیان نہین کی کہ اس سبب سے اپیل داخل کرنین دیر ہوئی مگر زبانی کہا کہ مینے میعاد کے شمار مین غلطی کی عدالت اپیل نے تحریر کیا کہ یہہ توقف قابل معافی ہے اور اپیل سماعت کیا -

رائے یہہ قرار پائی کہ نظر بر حالات مقدمہ کافی وجہ دیر کی نہین بیان کی گئی -

عدالت اپیل مجاز نہ تھی کہ بعد انقضاے میعاد اپیل بغیر وجہہ کافی کے سماعت کرنے کا حکم دے - اس مقدمہ کو عدالت ابتدائی نے ۲۶ جولائی ۱۸۷۵ء کو خارج کیا

اوسی روز مدعیہ نے نقل کی درخواست گذرانی جو ۱۲ جولائی کو دی گئی ۱۳ اگست کو اپیل عدالت اپیل ماتحت مین داخل ہوا مگر درخواست مین وجہہ توقف کی نہین بیان کی گئی کہ کیون زیر دفعہ ۱۵ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء اپیل میعاد کے اندر داخل نہین ہوا خاص اپیل مین بیان کیا گیا کہ سہو سے میعاد شمار مین غلطی کی ماتحت عدالت اپیل نے اس عذر کو قابل پذیرائی سمجھکر اپیل سماعت کیا اور آخرش ڈگری بحق مدعیہ صادر کی

خاص اپیل ہائی کورٹ مین مدعا علیہان نے اعتراض کیا کہ عدالت ماتحت اپیل مجاز نہ تھی کہ بعد منقضی ہونے میعاد مقررہ کے اپیل سماعت کرے جب تک کافی وجہہ توقف کی نہ بیان کیجاوے

سینیر گورنمنٹ پلیڈر لالہ جوالا پرشاد و منشی ہنومان پرشاد منجانب اپیلانٹ

بابو اوپرکاش چندر اور شاہ اسد علی منجانب رسپانڈنٹ

فیصلہ عدالت

ان اعتراضات کے جواز کو ہم تسلیم کرتے ہین تاہم جج نے عذر توقف کو منظور کیا جس کا ثبوت نہین ہے مگر ہم یہہ رائے نہین دیسکتے کہ شمار کی غلط فہمی وجہہ توقف کی ہے اپیل منظور کرتے ہین اور حکم عدالت ماتحت منسوخ اور اپیل جو جج کے سامنے اس بنا پر پیش ہوا کہ زاید المیعاد ہے نامنظور کرتے ہین اپیلانٹ اخراجات مقدمہ ہر دو عدالت پانے کے مستحق ہین

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس ٹرنر اور مسٹر جسٹس سپنکی

اپیل خاص نمبر ۲۷۰ بابت سنہ ۱۸۷۶ء بنا راضی ڈگری جج ماتحت آگرہ مصدرہ ۲۰ مئی سنہ ۱۸۷۶ء کہ جسکی رو سے ڈگری منصف خطہ [illegible] بحال ہوئی

منفصلہ ۲۶ جون ۱۸۶۷ع

تلسی رام اور دیگر کسان مدعا علیہان بنام گنگا رام مدعی

خلاصہ

دفعہ ۱ ایکٹ ۱۰ ۱۸۵۹ع

بوقت خریداری چند اراضیات خریدار نے نالش دایر کی کہ جو اراضیات اسنے خریدی ہین اونکی نسبت اوسکا استحقاق قایم کیا جاے اسوقت خریدار کی حالت ایسی تھی کہ وہ قبضہ اراضیات کا دعوی کرسکتا تھا مگر بہہ ترک زیر دفعہ ۱ ایکٹ ۱۰ ۱۸۵۹ع مانع نالش ثانی درباب قبضہ اونہین اراضیات کے نہین۔

یہہ مقدمہ درباب قبضہ چند اراضیات اور واصلات بابت تین سال کے دایر ہوا مقدمہ کی بنا یہہ ہے کہ بیعنامہ اراضیات بحق مدعی بلدیو والد مدعا علیہم نے ۲۳ دسمبر ۱۸۶۲ع کو لکھا مدعی نے بلدیو پر ۲ جون ۱۸۶۳ع کو نالش کی کہ بموجب بیع میرا استحقاق نسبت اراضیات قایم کیا جاے اور بلدیو وعدہ قبضہ کرانے اراضیات مین قاصر رہا اسپر ڈگری بحق مدعی بربنا اقبال مدعا علیہ صادر ہوی۔

عدالت ابتدائی نے مقدمہ ہذا کو اس بنا پر خارج کیا کہ دفعہ ۱ ایکٹ ۱۰ ۱۸۵۹ع مانع سماعت ہے عدالت ماتحت کی راے اس بارہ مین مختلف ہوئی اور ڈگری عدالت ابتدائی کی منسوخ ہوکر مقدمہ برا تحقیقات بلحاظ واقعات مقدمہ واپس ہوا۔

مدعا علیہان نے ہائی کورٹ مین خاص اپیل گذرانکر یہہ عذر پیش کیا کہ دفعہ ۱ اصول قانون دیوانی مانع سماعت ہے۔

پنڈت بشمبر ناتھ اور منشی سکھرام ازطرف اپیلانٹ

سینیر گورنمنٹ پلیڈر لالہ جوالا پرشاد و پنڈت جیپا ناتھ ازطرف ریسپانڈنٹ

فیصلہ عدالت

مدعی للعہ بارہ بسوانسی اراضی کا دعوی منجملہ ۱۵ بیگہ ۴ بسوہ اور چہارم حصہ ایک بیگہ ۱ بسوہ

جزیں واقع تھوک مہر موضع رتوڑی کے قبضہ کی نالش کرتا ہے اور تین سال کے واصلات
کے حاصل کرنے کا دعوی پیش کرتا ہے ۔

ظاہر ہے کہ ۲۳ ر دسمبر سنہ ۱۸۶۲ع کو بلدیو والد مدعا علیہمان نے اراضیات زیر بحث معہ لیست
دیگر اراضیات مدعی کے ہاتھہ فروخت کیں اور مدعی نے بخیال استحکام استحقاق خود
سنہ ۱۸۶۴ع میں نالش کی اور ڈگری استقراری ازروے بیعنامہ حاصل کی یہہ تسلیم
کیا گیا ہے کہ بوقت رجوع ہونے مقدمہ استقراری کے مدعی قابض نہ تھا ۔

مدعا علیہمان اعتراض کرتے ہیں کہ مقدمہ ازروے دفعہ ۷ قانون اصول دیوانی دائر
نہیں ہوسکتا منصف نے اس اعتراض کو منظور کیا اور مقدمہ بلا تحقیقات ازروے
وقعات خارج کیا عدالت اپیل کی راے اسکے خلاف ہوئی اور مقدمہ کی تحقیقات
ثانی کا حکم زیر دفعہ ۳۵۱ اصول قانون دیوانی صادر ہوا عدالت ماتحت اپیل نے
خیال کیا کہ دفعہ ۷ ایسے مقدمات سے متعلق ہے جن میں مدعی اپنے دعوی کا ایک جزو
چھوڑ دے اور نہ ایسے مقدمات سے جنمیں وہ ایک سے زیادہ قسم کی حق رسیونکا
مستحق ہوگا ۔ وہ اس موقع پر ایک ہی چارہ جوئی کا خواہان ہو ۔

ہماری راے میں عدالت ماتحت اپیل نے دفعہ محولہ کی درست تعبیر کی ہے اب یہہ
قابل غور نہیں کہ آیا مدعی کو ڈگری استقراری حاصل ہونی چاہیے یا نہیں کیونکہ یہہ
اوسکو معمولی قبضہ کے مقدمہ میں حاصل ہوسکتا تھا اب یہہ فیصلہ باقی رہا کہ آیا حصول
ڈگری استقراری سے وہ اپنے بیعنامہ کو مستحکم کرنا چاہتا تھا اور قبضہ کا دعوی اوسنے
چھوڑا آیا اس سے یہہ سمجھا جاسکتا ہے کہ اوسنے اپنے دعوی کا ایک جزو چھوڑ دیا
بوقت ارجاع نالش مقدمہ کی بنا نقض معاہدہ یا قبضہ دلانے کو شامل نہیں کر یا مدعی
مجاز تھا کہ استقراری ڈگری حاصل کرنا بغیر تصفیہ سوال قبضہ بدین دلایل ہماری
راے میں دفعہ ۷ عاید نہیں ہوسکتی اور ہم حکم عدالت اپیل ماتحت منظور کرتے

ہین اور اپیل معہ خرچہ ڈسمس +

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس ٹرنر اور مسٹر جسٹس سپنکی

متفرق عام اپیل نمبری ۲۶ سنہ ۱۸۷۶ء

نباراضی فیصلہ جج غازیپور مصدرہ ۱۲ - فروری سنہ ۱۸۷۶ء

تامل کوری مدعی بنام الہاک راے و دیگر اسامیان مدعا علیہان

خلاصہ

ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ء - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء دفعہ ۱۵

دفعہ ۱۵ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء متعلق ایسے ایسے مقدمات یا درخواستون کے نہین ہے جو ازروے ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ء گذرین -

اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول نے مقدمہ مفصلہ ذیل ڈسٹرکٹ جج کی راے کے لیے بھیجا مدعی خلاف قانون قبل سنہ ۱۸۷۳ء ایک اراضی سے بیدخل کیا گیا اور سنہ جنوری ۱۸۷۶ء مین زیر دفعہ ۹ فقرہ ن ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ء حصول قبضہ اراضی مذکور نالش دایر کی مدعا علیہم نے اعتراض کیا کہ زیر فقرہ نمبر ۵ دفعہ ۹۶ - ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ء درخواستہاے زیر فقرہ ن چھ مہینے کے بعد تاریخ بیدخلی سے دایر نہین ہو سکتین مگر چونکہ مدعی نے درمیانی وقت مابین تاریخ بیدخلی و تاریخ درخواست ایک اور مقدمہ کی پیروی مین صرف کیا ہے اور وہ مقدمہ ایسی عدالت مین دایر کیا گیا تھا کہ جو بوجہ عدم جواز اوسکی سماعت کے نہ تھی ڈسٹرکٹ جج نے مسئلہ ذیل استفسار بھیجا کہ آیا دفعہ ۱۵ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء متعلق ایسی درخواستون سے ہے جو ازروے ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ء گذرین -

ڈسٹرکٹ جج نے فیصلہ کیا کہ بر نظیر مقدمہ نونا بنام دہومندراس اور دیدہ سود ...

بنام براجو ناتھ کونڈو جودھری ایسے مقدمات کے متعلق نہین ۔

مدعی نے اسکا اپیل ہائی کورٹ مین گذرانا کہ اسسٹنٹ کلکٹر مجاز نہتھا کہ ایسا استفسار زیر دفعہ ۲۰۴ - ایکٹ ۱۸ سنہ ۷۳ء کرتا اور یہہ کہ فیصلہ غلط ہے

مسٹر کانلن اور بابو بریودہ پرشاد ازطرف اپیلانٹ

لالہ للتا پرشاد ازطرف رسپانڈنٹ

فیصلہ عدالت

اپیلانٹ کا اعتراض درست ہے کہ اسسٹنٹ کلکٹر مجاز ایسے استفسار کا نہ تھا لہذا جج کی رائے کی پابندی نہ اسسٹنٹ کلکٹر پر واجب ہے نہ فریقین مقدمہ پر دوسرے اعتراض کے جواز پر گفتگو کرنا ضروری نہین معلوم ہوتا مگر ... پیش کردہ جج مطابق قاعدہ پریوی کونسل بمقدمہ الوندما پرشاد مکرجی بنام کرشنو کما مستردہ ہے جس مین دفعہ ۱۴ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء متعلق ایسے مقدمات کے نہین سمجھی گئی تھی جو بموجب ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۵۹ء رجوع ہون کیونکہ اخرالذکر ایک قانون مختصر الامر ہے انہین دلایل پر مقدمہ محمود بہادر خان بنام کلکٹر ہیلی یہہ تجویز کیا گیا تھا کہ ایام تمادی نسبت ناقابلیت زمانہ تمادی کو نہین بڑھا سکتے جنکا ذکر ایکٹ ۱۰ سنہ ۵۹ء مین آیا ہے بہرکیف ہمکو بیان کرنا چاہیے کہ جج کی رائے کی پابندی کسی فریق پر نہین اور ہم حکم دیتے ہین کہ جج اس استفسار کو اسسٹنٹ کلکٹر کے پاس واپس بھیجدے اور اگر کلکٹر مناسب سمجھے تو استفسار حسب ضابطہ کرے اور خرچہ اپیل ہر ایک فریق کے ذمہ اوسقدر متعلق کہ جسقدر اوسنے مقدمہ مین صرف کیا ۔

باجلاس کامل

اپنے باپ سے بطور وراثت کے ملے

لالہ للتا پرشاد و منشی کاشی پرشاد ازطرف اپیلانٹیان

بنام سنیر گورنمنٹ پلیڈر لالہ جوالا پرشاد و منشی منوہر پرشاد ازطرف ریسپانڈنٹ

رائے اجلاس کامل

بلحاظ رسم تبنیت ہماری رائے یہہ ہے کہ جب متبنی اپنے متبنی کنندہ باپ کو روحانی فایدہ اور اوسکے کنبہ کے نام کو قایم رکھتا ہے (دیکھو دتکا مانی منا دفعات اسی لغات ۹) اور اوسکے متبنی کنندہ والدہ کے آیندہ کی خوشی ایسے بیٹے پر نہین مگر کریا کرم اوسکا متبنے کرتا ہے دیکھو دتکا مائی منا اور یہہ ظاہر ہے کہ عورت بطور خود متبنی نہین کر سکتی یہ اختیار صرف شوہر کو حاصل ہے بادی النظر مین ایسا پایا جاتا ہے کہ لڑکا تبنیت سے صرف اپنے متبنی کنندہ باپ کے خاندان مین شامل ہوجاتا ہے نہ اپنے متبنی کنندہ والدہ کے خاندان مین اسواسطے وہ اوس جایداد کا وارث نہین ہوتا جو اوسکے متبنی کنندہ والدہ کو اپنے باپ کی جایداد سے ملے مگر قطع نظر اسکے ہم دیکھتے ہین کہ تبنیت مین شوہر اور زوجہ دونو شریک ہین اور پسر متبنی ہر دو کا بیٹا ہوجاتا ہے

شوہر کے متبنی کرنے سے پسر متبنی زوجہ کا بھی متبنی ہوجاتا ہے دیکھو دتکا مائی منا کہی جگہہ فرق نہین لکھا ہے کہ تبنیت سے متبنی کا استحقاق نسبت خاندان اوسکے متبنی کرنے والے باپ یا مان یا اونکے خاندانون کے مختلف ہے اور ایسے لڑکے کا تعلق اپنے اصل مان باپ اور اوسکے خاندانون مین بالکل منقطع ہوجاتا کیونکہ دتکا مائی منا مین صاف لکھا ہے کہ متبنی لڑکا اپنے اصلی مان باپ کی جایداد کا دعوی نہین کرسکتا اور جسن نے اپنا لڑکا دیدیا ہے اوسکے کریا کرم نہین ہوسکتے

جائدادنانا کی مثل جائداد باپ کے ایسے متبنی لڑکے کو نہین ملتی جب اصلی باپ اور مان کے
خاندان سے اسقدر علیحدگی ہوجاتی ہے تو اس سے یہہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ تبنیت
سے متبنی لڑکا اپنے متبنی کنندہ باپ اور اپنے متبنے کنندہ مان کے خاندانون کا جز
ہوجاتا ہے دتکا مائی منسا کی دفعہ ۶ کی آیت ۵۰ مضمون حسب ذیل ہے۔
بزرگان متبنی کنندہ والدہ کے نیز بزرگ لڑکون کے ہین کیونکہ قاعدہ درباب رشتہ
داران پدری وہی ہے جو درباب رشتہ داران مادری ہے اور ایک بڑا امر یہہ ہے
کہ ایسا لڑکا اپنی متبنی کنندہ مان کے باپ کا کریا کرم کرسکتا ہے دتکا مائی منسا کی دفعہ ۶
کی آیات نمبری ۵۲ و ۵۳ مین حسب ذیل لکھا ہے معہذا ہیمدری نے بذات خود اوس سے
رضامندی بیان نہ کی جسکا ذکر پہلے کیا گیا ہے اور یہہ بات بیان کی کہ اسی طرح متبنی
اپنی متبنی کنندہ مان کے باپ وغیرہ کا شرادھ کرسکتا ہے متبنی لڑکا قایم مقام صلبی بیٹے
کا ہوتا ہے استحقاق کریا کرم سے استحقاق وراثت پیدا ہوتا ہے منو لکھتا ہے کہ متبنی لڑکا
اپنے اصلی مان باپ کے خاندان کا دعوی نکرے کیونکہ جو کریا کرم کرسکتا ہے وہی وارث
جائداد ہے جب متبنے اپنے اصلی مان باپ کا کریا کرم نہین کرسکتا تو اسیواسطے اونکا
اپنے اصلی مان باپ سے قطع تعلق کیا گیا ہے پس جب الحاصل متبنے لڑکا اپنی متبنے کنندہ مان کے باپ کا کریا
کرم کرسکتا ہے تو وہ اوسکی جائداد کا وارث بھی ہے
اس بارہ مین جو فیصلجات صادر ہوے اونمین سے مقدمہ مورن مائی دیبی بنام برجو کشنو
گسامی مین فیصلہ کیا گیا تہا کہ فیصلہ مورخہ ۲۳ جولائی ۱۸۶۳ء مین ہائی کورٹ
بنگال نے یہہ راے ظاہر کی کہ متبنی لڑکا اپنے متبنے کنندہ مان کے باپ کی جایداد کا وارث
نہین ہوسکتا جب وارثان نرینہ موجود ہون مقدمہ گنگا مائی بنام کشن کور چودہری منفصلہ
۱۷ دسمبر ۱۸۶۵ء مین بہ پیوستہ اس مضمون کا دیا گیا تہا کہ جو لڑکا باجازت شوہر خود ایک عورت
متبنی کرے اوس عورت کے باپ کی جایداد ایسے متبنی لڑکے کو نہین ملے گی بلکہ اوس عورت کے باپ کے

بھتیجے کو ملے گی اگرچہ وہی وارث نہون یہہ رائے ایسی تعبیر پر مبنی تھی جو دیاباگ
سے منو کے قول پر نکالی گئی جسکے روسے متبنی لڑکے کا استحقاق صرف اوس جایداد پر
ہے جو اوسکے متبنے کنندہ باپکے خاندانمین ہو یہہ رائے صرف ایک جج نے ظاہر کی تھی اور باقی ججون
نے کوئی رائے ظاہر نہین کی بہرکیف اس مسئلہ کو مسٹر میکناٹن نے اپنے دہرم شاستر کی جلد
۲ صفحہ ۲ مین تسلیم کیا ہے اور مقدمہ گنگاپرشاد راے بنام برجیسوری چودھرائن
منفصلہ ۳ جولائی ۱۸۶۹ء مین ہائی کورٹ بنگال نے یہہ رائے دی کہ مسئلہ مشتہرہ مقدمہ
گنگامائی بنام کشن کشور چودہری صرف اوس پنڈت کا مسئلہ ہے جسنے اوسکو پیش کیا
اور عدالت کی رائے اس سے اتفاق نہین کرتی اور عدالت نے خلاف اسکے
فیصلہ دیا اور رائے قایم کی متبنی کنندہ والدہ اپنے متبنے لڑکے سے اوسی طور سے
حصہ پاتی جیساکہ وہ اپنے لڑکے سے۔

مقدمہ مین کوری جیٹھی بنام ڈیانا تھہ ... متبنی لڑکے کو مستحق سمجھا گیا
کہ وہ اپنے متبنے کنندہ کی استری دہن سے حصہ پاوے اور نہ اپنے متبنی کنندہ
والدہ کے باپ کی جایداد سے مگر یہہ جو دراشت اسی بہت سے قایم کی گئی کہ متبنی
لڑکا اپنے متبنے کنندہ والدہ کے باپ کا شرادہ نہین کرسکتا اس رائے قایم کرنے
مین عدالت نے غلطی کی ہے بحوالہ مقدمہ موسومہ ... وی بنام برجکشور گوسوامی
قابل غور ہے کہ پنڈتان مرشدآباد اور صدر کورٹ نے رائے دی کہ متبنی لڑکا
اپنے متبنی کنندہ والدہ کے باپ کی جایداد کا وارث ہوسکتا ہے اس صورت مین
اونہون نے اپنے بیوستہ مورخہ ۱۸۶۰ء سے انحراف کیا اور یہہ امر بھی قابل لحاظ ہے
کہ بیوستہ بلحاظ قانون دیاباگ دیا گیا تھا اور اسکو ایسے مقدمہ سے تعلق نہین جسکا
فیصلہ بموجب دتکا مامنسا اور دتکا چندرکا ہونا چاہیے
بعد غور کامل اسمین کوئی شک نہین کہ متبنی لڑکا اوس جایداد کا وارث ہوسکتا ہے

جو اوسکی تقسیم کنندہ والدہ کو اپنے باپ سے بطور وراثت پہونچے -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس ٹرنر و مسٹر سپینکی

جگن ناتھہ مدعا علیہ بنام لال من مدعی

اپیل خاص نمبری ۱۰۶۲ بابت ۱۸۷۶ء بناراضی صاحب جج ضلع فرخ آباد مورخہ ۲۹ فروری ۱۸۷۶ء جسکی روسے اپیل بناراضی ڈگری جج ماتحت مورخہ ۵ نومبر ۱۸۷۵ء نامنظور ہوا

منفصلہ ۲۹ جون ۱۸۷۶ء

خلاصہ

دفعہ ۳۳۴ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء اپیل کب داخل ہوا - یادداشت اپیل - میعاد -

جب زیر دفعہ ۳۳۴ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء اپیل براے درستی واپس ہو عدالت اپیل کو وقت ایسی درستی کے لیے مقرر کرنا چاہیئے -

جب اپیلانٹ نے اپیل میعاد مقررہ میں داخل کیا اور عدالت اپیل نے اپیل براے درستی بغیر تعین وقت واپس کیا تو اپیل جو بعد میعاد معینہ پیش کیا گیا وہ میعاد کے اندر سمجھنا چاہیئے تاریخ ادخال اپیل وہ سمجھنی چاہیئے جس روز کہ اپیل اول داخل کیا گیا -

مقدمہ ہذا میں جو میعاد ادخال اپیل کے واسطے مقرر کی گئی تھی ۱۸ دسمبر ۱۸۷۵ء کو ختم ہو گئی - ۱۶ دسمبر کو مدعا علیہ نے اپیل داخل کیا - عدالت ماتحت اپیل نے اپیل براے درستی بغیر تعین وقت واپس کیا - ۲۲ دسمبر کو اپیل داخل ہوا اور سماعت ہوا بوقت پیشی اعتراض کیا گیا کہ اپیل بعد وقت معینہ داخل ہوا جس اعتراض کو عدالت اپیل ماتحت نے تسلیم کیا اور کہا کہ تاریخ ادخال اپیل دوسری دفعہ داخل کرنے سے شمار کرتی چاہیئے چونکہ مدعا علیہ

نے وجہ کافی بیان نہین کی اسواسطے عدالت مذکور نے بوجہ زاید المیعاد ہونے
کے اپیل خارج کیا +

اس فیصلہ کا اپیل ہائی کورٹ مین مدعا علیہ نے داخل کیا۔

پنڈت اجودہیا ناتھ ازطرف اپیلانٹ
پنڈت بشمبر ناتھ و لالہ ہرکشن داس ازجانب ریسپانڈنٹ

فیصلہ عدالت

ہماری رائے مین اپیل بعد وقت معینہ داخل نہین ہوا تاریخ ادخال وہ سمجھنی چاہیے
کہ جس روز یہہ اپیل پہلے داخل کیا گیا اپیل کو درستی کے لیے واپس کرنے مین جج کو
لازم تہا کہ وقت مقرر کرتا مقدمہ اسمعیل صاحب بنام ادریسیا جئی متعلق مقدمہ ہذا ہے
ڈگری عدالت ماتحت اپیل منسوخ اور مقدمہ زیر دفعہ ۵۶۲ ۳ بمراد مزید تحقیقات واپس۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس ٹرنر و مسٹر جسٹس سپنکی

اپیل خاص نمبری ۵۹۰ بابت ۱۸۸۶ء بنارا ضی ڈگری جج میرٹھ مصدرہ ۲۹ فروری
۱۸۸۶ء جسکی روسے ڈگری اسسٹنٹ کلکٹر مورخہ ۲۷ اگست ۱۸۸۶ء بحال رہی

منفصلہ ۲۹ جون ۱۸۸۶ء

طوطا رام مدعا علیہ   بنام   شیر سنگہ و دیگر کسان مدعیان

خلاصہ

دفعہ ۹۳ فقرہ ۸ ایکٹ ۱۸۷۳ء ۱۸۸۱ء - مقدمہ در اصلات ارضی - سود

عدالت مال مقدمات و اصلات ارضی مین زیر دفعہ ۹۳ و فقرہ ۸ ایکٹ ۱۸۸۱ء مجاز ہے کہ داصلات
ارضی پر سود دلاے۔

یہہ مقدمہ زیر فقرہ ۸ دفعہ ۹۳ ایکٹ ۱۸۸۱ء پانچ کس حصہ داران نے بمراد

وصولیت از باقی حصہ دار بابت پانچ چھٹا حصہ و اصلات مع منافع بابت ایک محال بابت ۱۸۷۴ء ادا کیا عدالت ابتدائی نے ڈگری بحق مدعیان بابت کل دعوی کے صادر کی عدالت ماتحت اپیل نے ڈگری کو بحال رکھا ۔

خاص اپیل مین مدعا علیہ نے ہائی کورٹ مین اعتراض کیا کہ عدالت ابتدائی سود دلانے کی مجاز نہ تھی کیونکہ مدعا علیہ از روے ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ء سود کا ذمہ دار نہین ہے

منشی ہنومان پرشاد و شیخ بشمبر ناتھ از طرف اپیلانٹ

بابو جگندرو ناتھ از طرف ریسپانڈنٹان

فیصلہ عدالت

واقعی قانون لگان مین مفصل نہین لکھا کہ سود زر لگان بقایا پر عدالت ہائے مال مین دلا جاوے سوائے بابت رقوم لگان مگر نہ اسمین یہہ صاف طور ظاہر ہے کہ عدالتہائے مال سود دلا ہی نہین سکتی اور یہہ خلاف مصلحت ایکٹ مذکور ہے کہ مدعی کو مجبور کیا جاوے کہ سود کے واسطے عدالت دیوانی مین نالش کرے حالانکہ اوسنے اصل رقوم کی نالش عدالت مالی مین دائر کی ہے چونکہ عدالت مالی کا یہہ معمول رہا ہے کہ وہ ہمیشہ سے سود دلاتی ہے اسلیے عدالت ماتحت کی ڈگری مین ہم دست اندازی نہین کرتے

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس ٹرنر و مسٹر جسٹس اسپنکی

اپیل خاص نمبری ۲۶۹ بابت ۱۸۷۶ء بنا راضی ڈگری جج گورکھپور مورخہ ۱۰ فروری ۱۸۷۶ء جسکی رو سے ڈگری منصف مورخہ ۳۰ نومبر ۱۸۷۵ء منسوخ ہوئی ۔

منفصلہ ۲۹ جون ۱۸۷۶ء

گوری مدعی بنام چندرامنی مدعا علیہا

خلاصہ

دہرم شاستر - ہندو بیوہ - خاندانی مکان سکونت - استحقاق سکونت -

ہندو بیوہ جو شمولیت شوہر اور دیگر اراکین کنبہ کے ایک مکان مین بود و باش کرتی ہو وہ اپنے شوہر کے مرنے کے بعد بھی اوسی مکان مین رہنے کی مجاز ہے اور خریدار نیلام جسنے اوسکے شوہر کے بھتیجے کے حقوق خریدے ہین وہ اوسکو بیدخل نہین کرسکتا -

منگلا دیوی بنام دینا ناتھ بسواس کے مقدمہ کی تقلید کی گئی

مقدمہ ہذا مین مدعی خریدار نیلام ہے جسنے بدیون ڈگری ہندسری پرشاد کے حقوق کو خریدا ہے ہندسری پرشاد ولد لچھمن پرشاد متوفی برادرزادہ جینی پرشاد متوفی کا ہے -

مدعی نے جب مکان پر قبضہ کرنا چاہا تو مدعا علیہا لاولد بیوہ جینی پرشاد نے مزاحمت کی جو اوسی مکان مین سکونت رکھتی تھی اور دعوی کیا کہ مجھے استحقاق حاصل ہے کہ مکان مین بطور بیوہ اپنے شوہر کے سکونت پذیر ہوں اس بناء پر یہ مقدمہ بیدخلی دایر ہوا عدالت ابتدائی نے ڈگری بحق مدعی صادر کی عدالت ماتحت اپیل کی یہ رائے ہوئی کہ چونکہ نصف مکان جینی پرشاد کا حصہ ہے اسواسطے مدعا علیہا اوسمین رہ سکتی ہے اور اس بناء پر مقدمہ مدعی خارج ہوا -

مدعی نے اپیل ہائی کورٹ مین گذرانا -

لالہ لتا پرشاد - از طرف اپیلانٹ -

رسپانڈنٹ حاضر نہین آئی -

فیصلہ عدالت

معلوم نہین ہوتا کہ اس جائداد مین لچھمن پرشاد و جینی پرشاد کا برابر حصہ تھا مگر چونکہ دونو بھائیون کی جائداد مشترک تھی اسواسطے بیوہ اپنے شوہر کے مکان مین سکونت کرنے کی مستحق ہے اوسکے شوہر کے بھتیجے کے حقوق کا خریدار اوسکو بیدخل نہین کرسکتا دیکھو مقدمہ

منکوادیں بنام دنیا ناتھ ہو مکان بہت چھوٹا ہے اور یہہ نہین معلوم ہوا کہ نصف مکان مسماۃ مذکور کی رہائشی ضرورت سے زیادہ ہے اسواسطے ہم عدالت ماتحت اپیل کی ڈگری مین مداخلت نہین کرتے اور اپیل معہ خرچہ خارج کرتے ہین —

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس اسپنکی و مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ

خاص اپیل نمبری ۴۴۵ بابت ۱۸۶۶ء بنا راضی ڈگری جج غازیپور مورخہ ۹ اپریل ۱۸۶۶ء جسکے رو سے ڈگری جج ماتحت مصدرہ ۲۴ جون ۱۸۶۵ء منسوخ ہوئی

منفصلہ ۳۰ جون ۱۸۶۶ء

شمشیر جنگ مدعا علیہ بنام احمد خان و دیگر مسئولیان

خلاصہ

دفعہ ۵ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء — ارجاع مقدمہ تمادی —

قرار پایا کہ جب مقررہ میعاد کسی مقدمہ کی گذر جائے جب عدالت بسبب تعطیل کے بند ہو اور بجائے اسکے عدالت بعد اختتام تعطیل کھلنے کے چند روز بعد اسکا اجلاس ہوا مقدمہ اوسوقت دائر ہو جسوقت اسکا اجلاس ہو تو داخل مقدمہ اندر میعاد کے سمجھا جائیگا —

یہ مقدمہ عدالت جج ماتحت غازیپور مین بروز دوشنبہ ۲۴ نومبر ۱۸۶۴ء کو دائر ہوا یہ عرضی دعوی مین لکھی گئی ہے کہ بنا دعوی ۲۰ نومبر ۱۸۶۱ء کو پیدا ہوئی

جج ماتحت نے مقدمہ اس بنا پر خارج کیا کہ اسکے لیے فقط دو سال کی میعاد تھی ڈسٹرکٹ جج نے اپیل مین تین سال کی میعاد متعلق مقدمہ سمجھی چونکہ یہہ مدت اوسوقت منقضی ہوگئی جب عدالت بند تھی اور مدعیان نے مقدمہ روز اجلاس عدالت دائر کیا اسواسطے اسکا ارجاع میعاد کے اندر رہا عدالت جج ماتحت از ۲۴ اکتوبر ۱۸۶۴ء لغایت ۲۳ نومبر ۱۸۶۴ء حسب فہرست تعطیلات بابت ۱۸۶۴ء بند تھی اور یہہ تعطیلین عدالت ہاے ماتحت ہائی کورٹ کے لیے گزٹ مین اندر دے

وارث لکھنو دوبے کے ہین اور بیان کرتے ہین کہ ہم خود اوسکے وارث ہین اور اراضیات زیر بحث ابتدا از رہن نامہ ہمارے قبضہ مین نہین اور کہتے ہین کہ زر رہن اصلا ادا نہین ہوا

عدالت ابتدائی نے دریافت کیا کہ مدعیان وارثان لکھنو دوبے کے ہین اور مقدمہ کو اس بنا پر خارج کیا کہ زر رہن ادا نہین ہوا ڈگری کے الفاظ یہہ ہین حکم ہوتا ہے کہ کہ مدعیان کا دعوی صورت موجودہ مین خارج کیا جاوے۔

مدعا علیہان نے اپیل دایر کیا کہ مدعیان وارث لکھنو دوبے کے نہین عدالت ماتحت اپیل نے اس بنا پر مقدمہ خارج کیا کہ اپیل بنا رضی فیصلہ عدالت ابتدائی سے ہے نہ بنا راضی ڈگری عدالت ابتدائی اور مقدمہ بانکو رنبام بھگونت کور کا حوالہ دیا اپیل خاص مین مدعا علیہان نے ہائی کورٹ مین اعتراض کیا کہ عدالت ماتحت اپیل نے اس مقدمہ کا اطلاق مقدمہ ہذا پر کرنے مین غلطی کھائی

میر اکبر حسین از طرف اپیلانٹان

سینیر گورنمنٹ پلیڈر از طرف رسپانڈنٹان

فیصلہ عدالت

ہماری رائے مین یہہ قاعدہ اجلاس کامل مقدمہ ہذا سے متعلق نہین اپیلانٹ ڈگری عدالت ابتدائی سے ناراض ہے وبحث کرتا ہے کہ رسپانڈنٹان کسی صورت سے استحقاق انفکاک رہن نہین رکھتے اور یہہ مقدمہ اس طور سے خارج ہونا چاہیے کہ دوبارہ رجوع نہ ہوسکے اس اعتراض کو ہم تسلیم کرتے ہین اور اپیل منظور کرتے ہین مقدمہ بمراد تحقیقات از روے واقعات عدالت ماتحت اپیل مین واپس کیا جاتا ہے۔

ہائی کورٹ بمبئی

صیغۂ ابتدائی دیوانی

مقدمہ نمبری ۲۶۷ بابت ۱۸۷۵ع

منفصلہ ۶ جون ۱۸۷۶ع

مانک لعل آتما رام مدعی بنام سیٹھ شیدنشا کوچیمن مدعا علیہ

خلاصہ

وصیت - سیاق عبارت - بایع اور مشتری - وصیت اہل ہنود - جایداد ایکسی کیوٹر - ایمن - نیک نیتی -

اطلاق خیرات - تمادی - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع دفعہ ۱۰ ضمن ۲ فقرہ ۱۳۴ -

مسمی رک ہندو نے اپنی وصیت لکھی اور بمقام بمبئی ۲ جنوری ۱۸۶۱ع کو تصدیق ہوئی اسکے روسے اوسنے ایک مکان اپنی زوجہ مسماۃ ر کو زندگی بہر کیواسطے اس شرط پر دیا کہ اوتاردیوتی ولاب اگر اسمین رنا کریق اور چار آدمیون کا نام لکہا کہ وہ اوسکی وصیت کی تعمیل کرین مگر مکان مذکور کا ہبہ اونکے یا اور کسی شخص کے نام نہین کیا وصیت سے چار اشخاص مذکورۂ بالا نے ۴ ستمبر ۱۸۶۱ع کو ثبوت کو پہونچایا ۲۳ جون ۱۸۶۲ع کو مسماۃ ر نے حکم حاصل کیا اور پروبیٹ یعنی نقل وصیت نامہ کی حاصل کی وہ چار اشخاص دست بردار ہوئے اور مسماۃ ر نے بطور جایداد متوفی ہوئی ۴ ستمبر ۱۸۶۱ع کو مسماۃ مذکور نے مکان مذکور مدعا علیہ کے ہاتہ پوری قیمت پر فروخت کیا مگر مدعا علیہ کو اطلاع تھی کہ یہ مکان خیرات کیواسطے مقرر کیا گیا ہے مسماۃ ر ۲۳ مارچ ۱۸۷۰ع کو مرگئی ۱۷ مارچ ۱۸۷۱ع کو ہائی کورٹ نے بدرخواست مسمی ا ت پروبیٹ مصدرہ از روئے وصیت نامہ سب کیا تہی مسماۃ ر منسوخ کی مگر بیعقد عملدرآمد مسماۃ ر نے کیا اوسکو جایز رکھا اور پروبیٹ از سر نو بنام ا ت صادر ہوا ۱۳ جولائی ۱۸۷۱ع کو مسمی ا ت مرگیا پہلی مئی ۱۸۷۵ع کو مدعی اکلوتا بیٹا اور وارث مسمی ا ت نے مقدمہ ہذا دایر کیا کہ وہ مکان واپس ملے جو مسماۃ ر نے

بھگوان کلا کا تھا جسکا مذہب ہندو تھا اور ۹ جنوری سنہ ۱۸ کو لاولد مر گیا اور صرف
اوسکی بیوہ مسماۃ راج کوربا قی رہ گئی اوسکی وصیت مصدقہ ۹ جنوری سنہ ۱۸ ع کا حصہ
جسقدر مقدمہ ہذا سے متعلق ہے ذیل مین درج ہے ۔

"فقرہ اول جبتک مین خود زندہ ہون مین مالک ہون اور بصورت میرے مر جانے کے
تم راجکوربا مالک ہو جب مین مر جاؤن تو میری تمام جائداد اور زر نقد اور مکان اور اسباب
اور قرضہ وغیرہ جو بہیجات مین پایا جاوے میری زوجہ مسماۃ راجکوربا کو دیا جاوے انکی حفاظت
کے واسطے مینے چار شخص مقرر کئے ہین میری زوجہ مخبر ہندرجہ ذیل ہر کار ضرور ہے اگر
ضرورت کسی کارروائی کی ہو تو وہ اون چار اشخاص سے مشورہ کر لے ۔

فقرہ ۲ ۔ مینے اپنی زوجہ کو تمام زیورات اور سامان پوشیدنی اپنی زوجہ کا اوسکو دیدیا
اور نیز اپنے زیورات اور اپنا پوشیدنی لباس بھی اوسکو دیدیا ہے کا انتظام جیسا وہ چاہے کرے ۔

فقرہ ۸ ۔ وہ مکان جو مکاست کے نام سے مشہور ہے اور قلعہ مین واقع ہے وہ مینے
ساتھ مندرون سری دلاب کے خاندان اور اوسکے ارکین کی رہایش کے لئے مخصوص
کیا شرط اسکی حسب ذیل ہے ۔

جو اوتا رسری دلاب یعنی مہاراج یہان آوے وہ پانچ چھ مہینے تک اپنی رہایش
یہان اختیار کرے چھ مہینے سے زیادہ عرصہ تک نہین رہ سکتا میری زوجہ کے مرنے
کے بعد شکست ریخت مکان مذکور اسبابخانہ اور دوکان کے کرایہ سے کیجاوے گی
مین ایسا اختیار اپنی وصیون کو دیتا ہون ۔

فقرہ ۱۱ ۔ جب میری زوجہ مرجائے اور اسکے کل کریہ کرم کے اخراجات وارسی
تک پورے ہوجائین توجسقدر جائداد باقی رہے تو اوسکا نصف خیرات مین دیدینا
اور باقی اون لوگون مین تقسیم کرنا جو میرے باپ کیطرف سے میرے رشتہ دار ہون اور اس تقسیم
کی نسبت اگر میری زوجہ کوئی نوشت چھوڑے تو اوسکے مطابق عملدرآمد کرنا چاہیے ۔

موصی اپنی جائداد کی تفصیل حسب ذیل بیان کرتا ہے۔ ایک مکان جو مکانات کے
کے نام سے مشہور ہے وہ مینے نیلام مین خریدا اور اوسکی دوبارہ تعمیر کرائی اس وصیت
کی تصدیق ۲۴ ستمبر ۱۸۰۵ء کو از روی بانی شہادت گواہان عدالت رکاڈر مین ہوئی۔

۱۸۱۹ء مین راجکور نے اپنے متوفی شوہر کا پروبیٹ حاصل کیا ۲۳۔ جون ۱۸۲۰ء
کو پروبیٹ عطا ہوا ۱۸۲۶ء یا اسکے بعد تعمیل کنندگان وصیت دست بردار ہوئے
اور راجکور اپنے مرنے کی تاریخ یعنی ۲۳ مارچ ۱۸۷۰ء تک منتظمہ رہی۔

۴ ستمبر ۱۸۶۲ء کو راجکور نے مکان متنازعہ فروخت کیا جو اوسوقت شکستہ تھا
اور مبلغ الہ ہزار روپیہ مدعا علیہ سے قیمت کا وصول کیا اور اوسکا قبضہ کرادیا
مدعا علیہ نے زر کثیر مرمت مین صرف کیا۔

راجکور اپنے وصیت نامہ مورخہ ۲ جولائی ۱۸۶۹ء مین آتمارام ترکیداس والد
مدعی اور مسمی گنپت رام ہیم جی اور دیگر دو کسان کو اپنے وصی مقرر کرتی ہے اس
وصیت نامہ کا ثبوت گنپت رام نے داخل کیا۔

۱۸۷۱ء مین آتمارام ترکیداس نے ہائی کورٹ مین درخواست گذرانی گنپت رام ہیم جی و دیگر
وصی وصیت نامہ راجکور طلب ہوئے کہ وصیت نامہ بھگوان کلا کا داخل کرین اور پروبیٹ جو
بنام راجکور داخل ہوئی تھی منسوخ کیجاوے گنپت رام ہیم جی نے صرف اعتراض لینے
کیویٹ داخل کیا ۷ مارچ ۱۸۷۱ء کو پروبیٹ مصدرہ بحق راجکور منسوخ ہوا اور اوسکی
سابقہ کارروائی جائز رکھی گئی باقی جائداد کا سائل کے سپرد ہوا وجوہات حکم ہذا حسب ذیل
تھے کل ورثا مسمی کلا راجکور کو پروبیٹ عطا ہونے پر ۱۸۱۹ء مین طلب نہ کیے گئے
تھے اور راجکور وصی مقرر نہ کی گئی تھی۔

۱۲۔ جولائی ۱۸۷۳ء کو قبل ارجاع مقدمہ ہذا آتمارام ترکیداس مر گیا ۲۸ جنوری ۱۸۷۶ء کو
پروبیٹ مدعی کو دیگئی جو اکلوتا بیٹا اور وارث آتمارام ترکیداس کا ہے مدعی نے دعوی کیا کہ منجملہ

باقی ماندہ ورثا رہہگوان کلا کا ہون اور باقیماندہ ورثا نے اپنا اپنا حق بذریعہ چار دستاویزات ۱۸۶۸ء مین مجکو دیدیا اور معاوضہ اپنے اپنے حقوق کا مجسے حاصل کرلیا بوقت پیشی مقدمہ ہذا باجلاس جج گرین آٹھ امور تنقیح طلب تجویز ہوئے منجملہ انکے دو امر متعلق مقدمہ ہذا ہین - ۱ - آیا مدعی دعوی مکان متذکرہ فقرہ نمبر اعرضی دعوی کر سکتا ہے یا نہین ۲ - آیا یہ مقدمہ از روے قانون میعاد زائد المیعاد ہے یا نہین -

مارپٹ اور فارن منجانب مدعی - بہگوان کلا کے وصیت نامہ کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وصی نمبر ۱ ہیون کے تھے تا کہ راجکو ر کے مرنے کے بعد منشا موصی نسبت مکان متنازعہ کی تکمیل کرین مدعی ایڈمنسٹریٹر جایداد بہگوان کلا ہے اور اسیواسطے مستحق اجراے دعوی علاوہ ازین کل جایداد پر صرف حق مدعی کا ہے -

گرین صاحب جج - تم بطور امین دعوی کرتے ہو اور سابقہ امین کی کارروائی کو ناجائز کرنا چاہتے ہو اور امین کی کارروائی نے مدعا علیہ کو استحقاق دیا) وہ محل صریح نمبر ۱ خیانت کے ہے اور مدعا علیہ کو اوس سے آگاہی تھی مقدمہ امین کی کارروائی کو منسوخ کرنیکے واسطے دوسرا امین خود درست کر سکتا ہے یا آیا کار کہنے والا بدنیت اخذ -

مدعا علیہ قانون تمادی سے فائدہ نہین اوٹھا سکتا جب اوسکو امانت کے وجود سے آگاہی تھی تو یہ نہین کہا جا سکتا کہ اوسنے نیک نیتی سے خرید اکل مسئلہ اعلان اس اصول پر مبنی ہے کہ خریدار کو جب امانت سے آگاہی ہو تو پہر اوسکا خرید کرنا منزلہ فریب کے ہے -

سول اڈووکیٹ جنرل اور ہیتیم منجانب مدعا علیہ - کوئی نقض امانت مدعا علیہ کی طرف سے نہین ہوا مکان شکستہ تہا اور راجکو ر نے اسکے فروخت کرنے میں واجبی شعور پر عمل کیا اگر بیع بنام مدعا علیہ نقض امانت بہی سمجہا جاوے تاہم مدعی دو وجوہات سے نالش نہین کر سکتا اول یہ راجکو ر کے مرنیکے بعد بعض وصیت نامہ بہگوان کلا امین مقرر نہین ہوا اور ان اونکے سپرد نہین ہوا باقی ورثا نے جو اپنا حق مدعی کے پاس فروخت کیا مگر یہہ

حق اوسکو بحیثیت امین کے نہین حاصل ہوا کوئی پہلا فیصلہ ایسا نہین جسمین ایک امین دوسرے امین کی کارروائی کو منسوخ کرا سکے ۔

مدعا علیہ قانون تمادی سے فائدہ اوٹھا سکتا ہے دفعہ ۱۰ اور فقرہ نمبری ۱۳۴ ضمن ۲ - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ایسے خریدارون کے محافظت کے لیے ہین کہ جنکو آگاہی ہو الفاظ نیک نیتی کا استعمال قانون تمادی مین صرف بایع اور مشتری کے درمیان عاید ہو سکتا ہے

جج گرین - اول سوال درباب وصیت نامہ بہگوان کلا یہ ہے کہ بلحاظ حالات مقدمہ مدعی کا کیا استحقاق ہے کوئی عام معنی وصیت نامہ کے نہین پائے جاتے کسی فقرہ وصیت نامہ سے ایسا نہین پایا جاتا کہ جایداد ہبہ ہوئی اگر اول فقرہ وصیت نامہ پر لحاظ کیا جاوے تو بعید ادارے کل وصیت کل جائداد کا ہبہ بحق بیوہ سماۃ راجکور کے ہوا مگر فقرہ ۱۱ سے ثابت نہین ہوتا کہ سماۃ مذکور کو کل جایداد دی گئی تھی قطع نظر اسکے جایداد کا ہبہ بحق وصی کے نہین ہوا وارثان ایک متوفی ہندو کے صرف بحیثیت ایکسی کیوٹر کے نہین ہوتے نسبت مکان موسوم بہ مکاسَت کوئی ہبہ اسکا بحق ایکسی کیوٹرون کے نہین کیا گیا کیونکہ وصیت نامہ مین لکھا گیا ہے کہ مکان کی مرمت کرائی جاوے زوجہ کی زندگی مین باقی وصیئون نے کاروبار سے دست برداری ظاہر کی اس سے ثابت ہے کہ بیوہ اپنی حین حیات کل جایداد کی مالک تھی صرف اتنی پابندی اوسپر لازم تھی کہ جب مہاراج بمبئی مین آدین تو حصہ دینے کے لئے اونکو اوسمین ٹھہرنے دے یہ استحقاق بیوہ کا حین حیات رہا اس استحقاق مین بذریعہ حکم عدالت مذکورہ ۱۷ مارچ ۱۸۸۰ء کوئی فرق نہین آیا انگریزی قانون کے رو سے بھی جب وصی اپنے وصی کے اختیارات چہینے تو اونکی حیثیت امینی کی نہین چہین سکتا دیکھو مقدمہ گراہیم بنام گراہیم اور کاٹ رائٹ بنام شیپرڈ اور درلی بنام درلی اور وصیت نامہ کے معاینہ سے راجکور کا استحقاق

حین حیات پایا جاتا ہے اوسکے مرنیکے بعد جایداد کے وارث ورنار بہگوان کلاہین مگر میری رای مین موصی اپنے وصیت نامہ مین امینونکو اپنی جایداد متنازعہ پر اختیار نہین دیتا اور نہ مدعی بحیثیت وارث امین ہونیکا دعوی کرسکتا ہے دیکہو کتاب لوئین صاحب در باب امانت نامجات طبع چہار فصل ۱۱ دفعہ ۱۴ دیگر شرکا کا اپنا حصہ مدعی کے ہاتہ فروخت کردینا مدعی کو امین نہین بناسکتا دیکہو مقدمہ برلس مدعی کا دعوی بحیثیت مالک نہین مدعی بیان کرتا ہے کہ مکان متنازعہ مہاراج یعنی اوتاردلا کی رہائش کے لیے رکہا جاویگا۔

علاوہ ازین بہت سے دلایل ہین کہ جس سے مدعیکو استحقاق اس دعوی کا نہین اور دیگر اشخاص مستحق فریق مقدمہ نہین گردانے گئے۔

جس صورت سے مدعی کی حیثیت پر غور کیا وے وہ مجاز نہین پایا جاتا کہ راجلور کی کارروائی کو منسوخ کراوے راجلور نے مکان متنازعہ ـــ ہزار روپیہ کو فروخت کیا اور مدعا علیہم کا اوسپر قبضہ ہوگیا پس کل کارروائی متوفی ناجایز نہین ٹہرائی جاسکتی اور راجلور کا کوئی فعل ایسا نہین کہ جسکو نقض امانت سمجہا جاوے مدعا علیہ کے وکیل نے بیان کیا کہ کوئی نظیر پیش ہونی چاہیے مگر باوجود طلب کرنے عدالت کے وکیل مدعی قاصر ہا مقدمہ ہذا صورت موجودہ مین قابل سماعت نہین

قانون تمادی کا عذر پیش کیا گیا ہے مقدمہ یکم مئی ۱۸۸۵ء کو دایر ہوا اب ظاہر ہے کہ ۲۶ ستمبر ۱۸۶۱ء کو مکان فروخت ہوا اور ارجاع نالش اور تاریخ دادوستد مین بارہ برس کا عرصہ گذر گیا دفعہ ۱۳۴ ضمن ۲-۱ اور دفعہ ۱۰ قانون تمادی مقدمہ ہذا سے متعلق ہے دفعہ ۱۳۴ کے رو سے بارہ سال کی میعاد تاریخ خرید سے ہے اور دفعہ ۱۰ متعلق اسکے نہین کیجاسکتی کیونکہ اسکا مطلب اور ہے دفعہ ۱۰ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء حسب ذیل ہے۔

دفعہ ۱۰ - باوجود کسی عبارت مندرجہ دفعات بالا کے اگر کوئی نالش ایسے شخص پر جسکو کوئی جایداد کسی خاص غرض سے بطور امانت مفوض ہو بنام اوسکے قایم مقامونکے اوسکے یا اونکے قبضہ سے جایداد مذکور نکالنے کی غرض سے رجوع کیجاوے تو کسیقدر عرصہ کے گذر جانے پر بھی ممنوع السماعت نہو گی

اس دفعہ کے بعد نیک نیت خریدار کا ذکر بجائے قایم مقام اثر دفعہ مذکور مین سمجھا جا سکتا۔
یہہ اعتراض کیا گیا ہے کہ دفعہ ۳۴ ضمن ۲- اور دفعہ ۱۰- ایکٹ مذکور سے مدعاعلیہ
فائدہ نہین اوٹھا سکتا کیونکہ وہ نیک نیت خریدار نہین اس بارہ مین کرنا ضرور نہین حسب
بیعنامہ مورخہ ستمبر ۱۸۹۴ء موجودہ کے مدعاعلیہ کو اطلاع ہونے کا خود اقبال ہے اور مسماۃ راجکوبر
نے بیان کیا تہا کہ اوسکو عدالت سے فروخت کرنیکا اختیار ہے الفاظ نیک نیتی مندرجہ دفعہ
۳۴ ضمن ۲- اور دفعہ ۱۰ قانون تمادی مین اطلاع کا عدم ضروری نہین سمجھا گیا کیونکہ نیک
نیت خریدار کو آگاہی امانت کی ہوسکتی ہے اور صرف آگاہی کا ہونا نیک نیتی کو ضایع نہین
کرسکتا ضرور نہین کہ وہ قانون تمادی پر اعتبار کرے اور بارہ سال تک اوسکا قبضہ برابر
رہا لیکن مدعاعلیہ عذر تمادی کرسکتا ہے اگرچہ مقدمہ پریوی کونسل رادہاناتہہ داس بنام گسیبورن مین
ججون کی یہہ رائے تھی کہ مدعاعلیہ قانون تمادی سے فائدہ نہین اوٹھا سکتا کیونکہ وہ نیک
نیت خریدار نہین مگر میری رائے مین یہہ فیصلہ خلاف مقدمہ تہیاعمال بنام رنگاسمی - آانگر
ہین آگاہی کا ہونا ایک امر واقع ہے اور نیک نیتی کا ہونا بھی ایسا ہی ہے مگر بذات خود
یہہ نیتی پیدا نہین کرتا میری رائے مین اثر دفعہ قانون تمادی اطلاع کا ہونا ضرور نہین اگر
ہندوستان کے قانون تمادی کا انگلستان کے قانون تمادی سے مقابلہ کیا جاوے تو ہم
ہندوستانی قانون کو کم محافظ نیک خریدار کا پاتے ہین بہ نسبت انگلستانی قانون تمادی
کے دیکھو دفعات ۲۴- ۲۵- قانون جلوس ۳ و ۴ ولیم چہارم فصل ۲۷- انگریزی قانون
تمادی کے رو سے جب ایک خریدار بعوض قیمت معقول مرتہن یا امین خریدے تو قانون تمادی سے
ایسا خریدار محفوظ ہے اور گو اطلاع امانت کی ہو یا نہو دیکھو مقدمہ پیٹر بنام پیٹر
ان خیالات سے میرا اتفاق رائے نارمن اور کیمبل جج صاحبان سے ہے جو فیصلہ اونہون نے
مقدمہ رادہاناتہہ بنام گسبورن دیا لیکن بلحاظ فیصلہ اپیل پریوی کونسل اس مقدمہ کے
قانون نے مسئلہ پر عملدرآمد نہین کیا جا سکتا گو ججیکسن کا فیصلہ منجا رجی سرآجی چلا

بنام گالنسی اور تہر سو قابل غور ہے مگر اسمین کوئی عذر قانون تمادی کا نہ تھا اور جج
کا یہہ فقرہ کہ مسلمہ مسئلہ عدالتہاے انصاف یہہ ہے کہ اگر خریدار ایک جائداد کو پوری قیمت
دیکر باوجود اطلاع امانت کے خریدے تو وہ اوسی درجہ کا پابند ہے جیسے بایع اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ خریدار کی باوجود آگاہی امانت کے حفاظت قانون تمادی سے ہو سکتی ہے -
اب دیکھنا چاہیے کہ نکیت خریدار بعوض قیمت معقول ہے یا نہین مدعاعلیہ کی پوری قیمت
دینے مین بحث نہین موصی بوقت وصیت آگاہ تہا کہ مہاراج اوسکے مکان مین آکر ٹھہرا کرین گے
یا نہین اور شہادت سے ثابت ہے کہ موصی کی وفات یعنی جنوری ۱۸۴۰ء سے اب تک کوئی
مہاراج اوس مکان مین نہین ٹھہرا شہادت سے ثابت ہے کہ راجکور نے اپنی زندگی مین
مہاراجگان کو بلایا وندراون دیال بائی بہتیجہ راجکور ایک موقع پر دو مہاراجون یعنی سمیان
کرشنا راجی مہاراج اور رگوکل اشوجی مہاراج کو بلانے گیا جو بمبئی مین اس موقع پر آئے
ہوے تھی تاکہ اس مکان مین رہایش اختیار کرین اور اونہون نے یہہ مہذب جواب دیا کہ چونکہ
مکان بورا بازار مین واقع ہے اور بہت پارسی وہان رہتے ہین اور جگہہ بھی متعفن ہے
اسواسطے ہم نہین آئینگے اب ظن غالب ہے کہ مہاراجی ایسے پڑوس مین نہین رہنا چاہتے
تھے اور موصی کہ جو اونکے رسم ورواج سے آگاہ تھا اوسکو امید تھی کہ وہ رہایش اختیار کرینگے
۱۸۴۰ء سے پارسی لوگ اسمین آباد ہوتے گئے اور اب اسمین بالکل پارسی رہتے ہین اب
مسلمہ واقعات یہہ ہین کہ کسی مہاراج نے اس مکان مین رہایش نہین کی اور نہ کسی مہاراج
نے دعوی کیا میری راے مین مہاراجگان کا رہنا ایسے پڑوس مین خلاف اونکی رسم کے ہے
پس جبکہ مدعاکیو اسطے یہہ مکان چھوڑا گیا تہا وہ مدعا ہی فوت ہو گیا ۱۸۶۲ء مین بموجب
بیان مدعاعلیہ کے ایک پارسی اسمین رہتا تھا اور اوسوقت مکان نہایت شکست حالت
مین تھا مدعاعلیہ راست باز اور معزز آدمی معلوم ہوتا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ راجکور
نے مجھسے کہا کہ مکان شکستہ ہے اور مجکو میونیسپل کمشنر نے اطلاع دی ہے کہ مکان کو

درست کراؤ اسواسطے مین اسکو فروخت کرتی ہون اور بموجب بیان مدعا علیہ اوسنے
مکان کو ازسرِ نو تعمیر کرایا مدعا علیہ کہتا ہے کہ اب یہ مکان چار ہزار کا ہے اور اسپر میرا
پندرہ یا سولہ ہزار روپیہ صرف ہو چکا ہے راجکور نے اوس سے کہا کہ یہہ مکان میرے
خاوند کا ہے اور اوسنے مہاراجون کی سکونت کے لیے وقف کر دیا تھا مگر چونکہ مہاراجے
بسبب پارسیون کے پڑوسی ہونیکے رہنا پسند نہین کرتے اور مجکو کمیٹی سے اطلاع بھی پہنچی
ہے اسواسطے مین اسکو مجبوراً فروخت کرتی ہون مگر زرِ ثمن کے ہضم کرنیکا میرا ارادہ
نہین ہے بلکہ خیرات کے کامون مین اوسے صرف کرونگی اور مقام گوکو مین ایک مندر
بنواؤنگی جب مدعا علیہ نے سُنا کہ یہہ جائداد خیرات کے واسطے ہے تو اوسکو تردد ہوا
مگر جب راجکور نے یہہ کہا کہ مجھے عدالت سے فروخت کا اختیار ہے تو وہ خوش ہوا اور
دادوستد کا معاملہ طے ہوا مدعا علیہ ایک تجربہ کار اور معزز سالیسٹر کے پاس گیا
اور اوس سے کہا کہ تکمیل بیع کا انتظام کیجیے اور باقی حالات متعلقہ بائع دریافت
کر لیجیے مدعا علیہ اگرچہ آدمی سمجھدار معلوم ہوتا ہے مگر وہ بیان کرتا ہے کہ مین پڑھ لکھ
نہین سکتا مدعا علیہ کا یہہ بھی بیان ہے کہ مینے سالیسٹر سے کہا کہ یہہ جائداد خیرات کے
واسطے ہے دستاویزات نمبری ۵-۶-۷ سے ظاہر ہے کہ اشتہارات خرید دیسی
اخبارون مین دیے گئے جیسے سماچار درپن مطبوعہ ۲۲ جون سنہ ۱۸۶۲ء اور ٹائمس آف
انڈیا مطبوعہ ۴ جولائی سنہ ۱۸۶۲ء اور منادی بھی ۹ جولائی سنہ ۱۸۶۲ء کو کرائی گئی مدعا علیہ بیان
کرتا ہے کہ سالیسٹر نے مجھسے نہین کہا کہ جائداد کے خریدنے مین کوئی احتیاط چاہیے
سالیسٹر کا اظہار نہ لیا جائیگا کیونکہ وہ کئی برس ہوئے بمبئی سے بلا ارادہ واپسی چلا
گیا تھا نظر بہین حالات بدنیتی مدعا علیہ کی ثابت نہین ہوتی وہ جائداد کو بر ملا خریدنیکا
اشتہار دیتا ہے اور سالیسٹر سے مشورہ طلب کرتا ہے اور اوسکے مشورہ پر چلتا ہے قیمت
معقول ادا کی ہے پندرہ سولہ ہزار روپیہ تعمیر جائداد مین صرف کیا ہے سچ ہے کہ اوسکو

اطلاع تھی کہ بایع اپنی جائداد خیرات سے مگر یہہ بھی اوسکو اطلاع دی گئی تھی کہ
کہ مدعاے خیرات مفید نہین ہونا چاہیئے اور مکان شکستہ ہے اور بایع فروخت پر مجبور
راجکور نے یہہ بھی اطلاع دی کہ روپیہ کے خورد و برد کا ارادہ نہین بلکہ اس سے ایک
مندر گوکوہن بنوایا جائیگا شہادت سے ثابت نہین ہوتا کہ اس طرح روپیہ صرف ہوا
مگر یہہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ گیا ہے کہ ستمبر ۱۸۵۶ء مین راجکور نے پندرہ یا سولہ ہزار روپیہ
صرف کرکے ایک مندر اور دہرمسالہ گوکوہن بنوایا مین ہمارہ مین رائے نہین دیتا کہ یہہ صرف
راجکور نے جائز یا ناجائز طور پر کیا اور یہہ بھی قابل بیان ہے کہ ۱۸۶۳ء مین وکلا
نسبت خریدار جائداد غیر منقولہ متعلقہ متوفی کے بہت سے خیالات تھے اور یہہ
خیالات اس سبب سے پیدا ہوئے اور تبدیل ہوگئے کہ ہائی کورٹ کلکتہ نے بہت سے
فیصلجات صادر کئے غلطی وکلا بشکایت قانون مین ترمیم نہین کرسکتے مگر نیک نیتی خریدار
پر بہت موثر ہوسکتی ہے جسنے ایسے مشورہ پر کام کیا —

بدلایل متذکرہ بالا مدعاعلیہ قانون تمادی پر اعتماد کرسکتا ہے اور اسکی خریداری
نیک نیتی سے ہوئی دیکھو دفعہ ۳۴ ضمن ۲ — اور دفعہ ۱۰ قانون تمادی ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء

ایک اور امر قابل غور ہے کہ آیا فروخت جائداد ازطرف راجکور نظر بر حالات
مقدمہ نقض امانت ہے یا نہین کوئی ایسا قانون نہین جس سے اس دادوستد کو
ایسا سمجھا جاوے کہ عدالت جبری ایسے انتقالات کو جائز رکھتی دیکھو مقدمہ اڈوکیٹ
جنرل بنام سوسائٹی کمپنی نظر بحالات مقدمہ اور فیصلجات انگریزی عدالتہاے
انصاف بیع راجکور درست ہے اور ہرگز نقض امانت متصور نہین ہوسکتا راجکور
کے مندر اور دہرمسالہ بنانے پر مین رائے نہین دیتا کیونکہ اسمین تکمیل بھگوان کلا
کی وصیت کی معلوم نہین ہوتی مقدمہ درحقیقت ازطرف ایڈوکیٹ جنرل منجانب
مہاراجون کے دایر ہوسکتا ہے اور مدعیکو ایسا استحقاق نہین —

یہہ امر قابل بیان ہے کہ از روے قانون تمادی ہند نیک نیت خریدار محروم نہین ہو سکتے جب جایداد خیرات کیواسطے بھی مخصوص کیجاے مقدمہ پریسیڈنٹ اور مکالر کالج سینٹ میری مکلڈالن اکس فورڈ بنام اشرفی جہہ ثابت کرتا ہے کہ خریداران اراضی جو خیرات کیواسطے مخصوص کی گئی ہے قانون تمادی کا عذر پیش کر سکتے ہین اگرچہ اونکو خیرات کے وجود سے آگاہی تھی ہندوستان کے قانون تمادی کے رو سے کوئی اور نتیجہ نہین پیدا ہو سکتا۔

نتیجہ یہہ ہے کہ امور تنقیح طلب اول و دوم بحق مدعا علیہ فیصل کیے جاوین اور مقدمہ معہ خرچہ ڈسمس۔

صیغہ اپیل دیوانی

اپیل خاص نمبر ۳۲۷ بابت ۱۸۸۰ء

منفصلہ ۳۔ اگست ۱۸۸۰ء

سیتارام واسدیو مدعا علیہ اپیلانٹ بنام کمنڈی راو بالکرشن مدعی رسپانڈنٹ

خلاصہ

حق آسایش ریگولیشن ۵ سنہ ۱۸۲۷ء دفعہ ۱ فقرہ ۱ تمادی۔ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء دفعہ ۱ فقرہ ۱۳۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء دفعہ ۱۴ ضمن ۱ اور ضمن ۲ ۱۸۷۷ء میں مدعی نے دعوی کیا کہ جدی جایداد مین مجھے حصہ بہم پہونچے مدعا علیہ قابض تھا اور بیان کیا کہ جایداد مشترک ہے مگر قبول کیا کہ چالیس برس سے مدعا علیہ سے علیحدہ ہوں اور اوس مدت مین بابت منافع جایداد کچھ حاصل نہین کیا مدعا علیہ نے عذر تمادی پیش کیا ہر دو عدالت ماتحت کی رایمین مقدمہ پر ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء ضمن ۱۴ دفعہ ۱۲ عاید ہوتی ہے اور ڈگری بحق مدعی صادر کی اس بنا پر کہ مدعی نے اپنے حصہ کی بابت درخواست نہین کی اور انکار مدعا علیہ کیطرف سے ظہور مین آیا۔

ہائی کورٹ مین عند السماعت اپیل خاص یہہ قرار پائی کہ مدعا علیہ کا قبضہ زیر دفعہ ۱ فقرہ ۱۔ ریگولیشن نمبر ۵ سنہ ۱۸۲۷ء بمبئی ناطق ہو چکا ہے اور قبضہ عرصہ دراز سے مدعا علیہ مالک گردانا گیا ہے اور اوس بابت اوسکو ۳۰ سال قبل نفاذ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء حاصل تھی اسیواسطے دعوی مدعی زاید المیعاد ہوا اور ریگولیشن کے رو سے نہ صرف چارہ جوئی مدعی زاید المیعاد ہے اور ریگولیشن کے رو سے صرف چارہ جوئی مدعی زاید المیعاد ہوگئی بلکہ اوسکا استحقاق بھی زایل ہو گیا۔

تنسیخ و ترمیم قوانین بغیر صریح الفاظ مندرجہ ناسخ قوانین ایسے حق کو زایل کرتے ہین جو منسوخ شدہ

قوانین کے روسے حاصل ہیں -

اسیواسطے زیر دفعہ ۲ ضمن ایک ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء ریگولیشن نمبر ۵ سنہ ۱۸۲۷ء منسوخ ہوگیا اس سے کسی استحقاق میں فرق نہیں آسکتا جو ریگولیشن کے دفعہ ۱ کے روسے قبل نفاذ قانون تمادی کے حاصل ہوچکا تھا —

خاص اپیل بنا راضی فیصلہ قایم مقام اسسٹنٹ جج تانا کے روسے ڈگری جج ماتحت بحال قایم رہے -

مدعی مدعا علیہ سے اپنی جدی جائداد میں حصہ چاہتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ جائداد غیر منقسم ہے مدعی اس امر کو بھی مانتا ہے لیکن عرصہ چالیس برس سے قبل ارجاع مقدمہ مدعا علیہ علیحدہ ہوا اور اس عرصہ میں جدی جائداد کے منافع میں سے کچھ نہیں لیا عدالت ماتحت اور ہائی کورٹ میں عذر تمادی پیش ہوا -

خاص اپیل باجلاس ولیم ویسٹراپ جسٹس اور ملول جسٹس پیش ہوا

مسماۃ [illegible] بائی [illegible] اپیلانٹ [illegible] عدالت ماتحت نے اس امر میں غلطی کی ہے کہ مقدمہ کا انفصال زیر عمل دفعہ ۱ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء ہونا چاہیے تھا اور زیر ریگولیشن نمبر ۵ سنہ ۱۸۲۷ء [illegible] مدعی [illegible] چالیس برس مدعا علیہ [illegible] حاصل نہیں کیا از روے ریگولیشن نمبر ۵ سنہ ۱۸۲۷ء دفعہ ۱ فقرہ ۱ مدعا علیہ کو قبضہ مالکانہ ۳۰ سال کا حاصل ہے کل جائداد خاندانی کا مالک مدعا علیہ چالیس برس کے قبضہ سے قبل نفاذ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء ہوچکا ہے بند وجہ [illegible] دفعہ ریگولیشن مذکور جائداد منقسمہ ۳۰ سال کے بعد مالک سمجھا جاتا تھا دیکھو مقدمہ گوراوی بنام گوراوی ورازی [illegible] جو قبضہ از روے ریگولیشن حاصل ہوچکا ہے اسکو جدید قوانین کا زوال نہیں کر سکتے دیکھو مقدمہ [illegible] بنام [illegible] بالفرض اگر مقدمہ متعلق ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء سمجھا جاوے تاہم بھی دعوی مدعی زاید المیعاد ۱۲ برس سے زیادہ عرصہ کا مخالف قبضہ استحقاق کو زایل کر دیتا ہے دیکھو مقدمہ راجہ یارہ وکھنت راے بنام پران کرشن پور و اور مقدمہ [illegible]

بنام کلڈیپ سنگہ و امیر النسا بیگم بنام امیر خان و برندا نید چندر رے بنام تارا چند بینرجی اگر
دعوی زیر ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء زاید المیعاد ہے تو اوسکو ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء تازہ نہین کرسکتا دیکہو مقدمہ
ذنکا ناچلا منڈالی بنام شاشا گری راد ہولا گشالا نگا نا بنام پیڈا نرا یا وایتہا ملا کا سیہا ناتہہ
بنام راگیا و ذنکا نا ریمیر بنام منچی رڈی اور اگر ایک شخص اپنے کو زائد المیعاد ہونے دے تو اسکی
تاثیر یہ ہے کہ اوسکا حق زایل ہوجاتا ہے اور قابض کا حق مضبوط دیکہو مقدمہ گنگا گو بند
منڈول بنام کلکٹر ۲۴ پرگنہ

سا نتا رام نراین اور آنریبل راصاحب وندلک گورنمنٹ پلیڈر از طرف
خاص ریسپانڈنٹ مقدمہ از روے ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء میعاد کے اندر ہے اس قانون نے رگولیشن
۵ سنہ ۱۸۲۷ء کو منسوخ کر دیا رگولیشن ۵ سنہ ۱۸۲۷ء مقدمہ ہذا سے متعلق نہین اور ایک وقت
مین متعلق تقسیم جائیداد اہل ہنود متصور نہین کیا گیا تھا صدر دیوانی عدالت نے ازروے
مشابہت اسکو متعلق کیا اور ۳۰ برس کے قبضہ کے بعد جائیداد کو منقسمہ سمجہا دیکہو مقدمہ رانی
بنام رانی بموجب دفعہ ۸ رگولیشن مذکور مدعا علیہ کو منتظم حصہ دار بحیثیت امین کے سمجہنا چاہیے
اور ایسا ہی نسبت اور مقدمات کے کہا جاسکتا ہے جو جلد ۲ سے لیکر جلد ۱۵ کلکتہ ویکلی
رپورٹ مین درج ہین کوئی قانون قبضہ بنگال مین مروج تہا ہائی کورٹ نے ایکٹ ۱۴
سنہ ۱۸۵۹ء سے قایم کیا۔

فیصلہ عدالت

ویسٹہراپ چیف جسٹس مقدمہ ہذا مین مدعی جدی جائیداد کے ایک حصہ پر قابض
ہونا چاہتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ چالیس برس سے قبل ارجاع مقدمہ مدعا علیہ سے علیحدہ
ہوں اور کچہہ منافع جائیداد جدی سے نہین پایا۔
رگولیشن نمبر ۵ سنہ ۱۸۲۷ء دفعہ ۱ فقرہ ۳ مین لکہا ہے کہ جب اراضیات مکانات وغیرہ
پر ۱۲ سال سے زیادہ قبضہ ہو گو قابض مالک ہو یا اوسکے ورثا تو ایسا قبضہ بطور مالکیت کے

سمجھا جائیگا یہہ دفعہ متعلق ایسے مقدمات کے سمجھی گئی ہے دیکھو مقدمہ گردھر
پرشوتم بنام گووند کاسی داس اور گوریوی بنام گوریوی اور رانی بنام رانی
دفعہ ۱ فصل ۱- ریگولیشن ۵ سنہ ۱۸۲۷ع کی نسبت سر کالواے عدالت پریوی کونسل مین
بمقدمہ مہارانا فتحسنگجی بنام دیسا کالی انرائی جی بیان کرتے ہین کہ یہہ قانون متعلق حصول
استحقاق از روے قبضہ کے ہے اور ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع نے اسمین کوئی ترمیم نہین کی اور
یہہ برابر احاطہ بمبئی مین رائج ہے اس سے اون ججون کی یہہ مراد تھی کہ ریگولیشن مذکور کا
ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع ناسخ نہین ہے ناسخ اس کا ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع ہے۔
ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع کی دفعہ ۱ فقرہ ۱۳- ایسے مقدمات سے متعلق ہے جیساکہ مقدمہ
زیر بحث ہے کل ایکٹ مذکور سواے دفعہ ۱۵- ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع کے نفاذ سے منسوخ ہوگیا
ہر دو عدالت ہاے تحت نے مقدمہ کو متعلق ضمن ۲ دفعہ ۱۲۷- ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع سمجھا۔
مگر ہماری راے مین مدعاعلیہ نے قبل نفاذ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع جائداد پر مالکانہ قبضہ حاصل کیا
اقتضاے از روے ریگولیشن ۵ سنہ ۱۸۲۷ع مدعی کا حق زائل ہوگیا۔
تنسیخ قوانین سابقہ سے ایسے حقوق زائل نہین ہوتے جو اونکے نفاذ سے پہلے کامل
ہو چکے ہون دیکھو مقدمات رسال بنام لندن اور سعوتہہ ولیسٹر ریلوے کمپنی اور والڈ رہی بنام بکرج
درباب ریگولیشن عادی مروجہ ملک بنگال نمبر ۳ سنہ ۱۷۹۳ع دفعہ ۱۴ و نمبر ۲ سنہ ۱۸۰۵ع دفعہ ۳
درباب جائداد منقولہ واقع بیرونجات سر لارنس پیل چیف جسٹس اور سر جیمس کالوای
نے مشرح کیفیت فیصلہ مقدمہ شب چندر داس بنام شب کرشن بینرجی مین دی ہے
ایسا سوال یہہ ہے کہ آیا قانون ۱۲ جیمس اول جسکی روسے ۲۰ برس کا قبضہ مخالف ضروری
ہے اور ریگولیشن مین صرف بارہ برس کا لکہا ہے مقدمہ سے متعلق کیا جاوے عدالت نے
آخر قوانین کو متعلق مقدمات سمجھا پیرسل صفحہ ۷۶ مین یہہ بیان کرتے ہین
میری راے مین یہہ قوانین متعلق جائداد غیر منقولہ کے ہین بلاریب قانون مروجہ عدالتہاے

پروسنجات یہ ہے کہ ۱۲ برس کے مخالف قبضہ کے بعد دعوی زائد المیعاد سمجھا جاتا ہے اور صفحہ ۷۷ مین یہ لکھا ہے کہ مخالف قبضہ بارہ سال کا کافی ہے کہ استحقاق اور چارہ ہر دو کو زائل کرے اور صفحہ ۷۷ مین لارڈ کوک اسبارہ مین یہ لکھتے ہین کہ استحقاق زائل نہین ہوتا مگر لارڈ کوک کے بیانات صرف اخلاق پر مبنی سمجھے جاسکتے ہین جنکے لیے کوئی قانونی سند نہین ہے یہ مسلمہ اصول قانون ہے کہ اسبارہ مین قوانین انگلستان اور قوانین ہندوستان مین بڑا فرق ہے سر جیمس کالوائی ان ہر دو ریگولیشن کی نسبت صفحہ ۹۲ مین یہ لکھتے ہین کہ الفاظ ہر دو قوانین سے ظاہر ہے کہ چارہ جوئی زائل ہوتی ہے نہ استحقاق مگر بیان مقدمہ ہا مین جائداد غیر منقولہ زیر بحث ہے جب چارہ جوئی زائل ہوئی تو گویا استحقاق مخالف قابض کو خود بخود حاصل ہو گیا۔

احاطہ بمبئی مین میعاد تمادی زیادہ رکھی گئی یعنے ۳۰ سال اور اسی بنا پر پریوی کونسل نے فیصلہ صادر کیا۔

مقدمہ پریوی کونسل جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور جو قانون تمادی اس احاطہ مین تھا اوسکی نسبت لارڈ راٹس یون لکھتے ہین۔ یہ ضروری ہے کہ ہندوستان مین جو حقوق بذریعہ قبضہ عرصہ دراز سے حاصل ہے اوسکو محفوظ رکھا جاوے مقدمے دربارے حدود اراضیات وقتاً فوقتاً دائر ہوتے رہتے ہین اور قریب وجوار کے مالکان اراضی ایک دوسرے پر دست اندازی کی نالشین دائر کرتے ہین اگر بارہ برس کا مخالف قبضہ پایا جاوے تو خریدار اوس استحقاق پر اعتبار کر سکتا ہے

مقدمات راجہ چتر الفت بنام پران کرشن لپ راے سے ظاہر نہین ہوتا کہ آیا فیصلہ ازروی ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء صادر ہوا یا ازروے ریگولیشن ہاے مذکورہ بالا یہی امر نسبت مقدمہ ام سہاسنگہ بنام کلدیپ سنگہ کہا جا سکتا ہے مقدمہ امیر النسا بیگم بنام عامل خان مین بارہ برس کا قبضہ مخالفانہ ازروی ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء چارہ جوئی زائل کرنیکے لیے کافی سمجھا گیا تھا مگر بعد ازان قابض بیدخل کیا گیا تھا مقدمہ گرنڈا بن چندر راے

بنام تاراچند بندی پاندیا بھی اوسی طور سے فیصل کیا گیا۔

ہم پابر مجبور کیے گیے ہین کہ استحقاق جسکی بنیاد قانون تمادی پر ہو منظور کرین قانون ۳ و ۴ ولیم چہارم فصل ۲۷ نہ صرف چارہ جوئی کو زائل کرتا ہے بلکہ استحقاق کو بہی دور کرتا ہے دیکھو مقدمہ سکاٹ بنام نکسن و کتاب سیگڈن صاحب درباب بائع و مشتری صفحہ ۳۸۹ و ۷۵۴ و ۷۶۴ مطبوعہ ۱۸۶۲ء و کتاب ڈاٹ صاحب صفحہ ۳۶۹ طبع چہارم ہماری رای مین ریگولیشن نمبر ۵ سنہ ۱۸۲۲ء فصل ۱ دفعہ ۱ کے الفاظ ایسے صریح نہین کہ جیسے انگریزی قانون کے مگر ریگولیشن مروجہ ملک بنگال سے زیادہ صاف ہے اور اسکے روسے حق و چارہ جوئی ہر دو زائل ہوتے ہین۔

بیشک جیسا لارڈ ٹنٹرڈن نے مقدمہ سٹبر بنام الیس مین کہا کہ یہ امر مسلمہ ہے جب کوئی ایکٹ پارلیمنٹ منسوخ ہو تو اسکی منسوخی نسبت معاملات گذشتہ نہین سمجھے جا سکتے ہماری راے مین جو استحقاق قبل تنسیخ ریگولیشن ۵ سنہ ۱۸۲۲ء حاصل ہوا وہ لارڈ ٹنٹرڈن کے استثنا مین داخل ہے اگرچہ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء کے روسے ریگولیشن ۵ سنہ ۱۸۲۲ء منسوخ ہوا مگر جو استحقاق قبل نفاذ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء حاصل ہو چکا وہ کسی طور سے زائل نہین ہو سکتا کیونکہ قانون تمادی موجودہ مین کوئی الفاظ ان معنون مین نہین اب ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء پر بحث کرنی فضول ہے ڈگری ہاے ہر دو عدالت ماتحت منسوخ کی جاتی ہین اور ڈگری بحق مدعا علیہ معہ اخراجات ہر دو اپیل صادر ہووے۔

اپیل دیوانی

خاص اپیل دیوانی نمبری ۱۳۵ سنہ ۱۸۷۶ء

منفصلہ ۷ اگست سنہ ۱۸۷۶ء

عبدالکریم منشی اپیلانٹ بنام مانجی ہنس راج اور دیگر کسان مدعا علیہم رسپانڈنٹان

خلاصہ

تمادی۔ ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء۔ ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء دفعہ ۲۲۔ اور ضمن ۲ دفعہ ۹۰۔ شہادت۔ بار ثبوت۔ ثبوت ادائے زر۔ ناجائز شمولیت۔

۲۔ اگست ۱۸۷۱ء کو آک نے نالش بنام م ہ۔ اور م ر۔ دائر کی اور لکھوایا کہ یکم اپریل ۱۸۶۸ء کو م ر نے ایک ہنڈوی تعدادی مبلغ پانسو روپیہ کی باخذ بدل بنام آک لکھدی اور ۲۷ مارچ ۱۸۶۸ء کو م ہ نے یہی ہنڈوی آک سے خریدی اور وعدہ کیا کہ مبلغ پانسو چھتیس روپیہ ادا کرونگا یہی ہنڈوی مسمی م ہ نے اپنے بھائی مسمی آ ہ کو دیدے کہ اس کا روپیہ م ر سے وصول کرے بعدہٗ آ ہ نے آک کو اطلاع دی کہ ہنڈوی تلف ہوگئی آک نے درخواست کی کہ ہنڈوی کا روپیہ مدعاعلیہمان م ہ اور م ر سے دلوایا جاوے یعنی مبلغ ۵۳۶ روپیہ کی ڈگری معہ منافع اور سود صادر ہو م ہ نے خرید ہنڈوی سے انکار کیا اور کہا کہ میںنے آک سے ہنڈوی نہیں خریدی بلکہ آک نے یہہ ہنڈوی آ ہ کو اس مطلب کے واسطے دی کہ اس کا روپیہ وصول کیا جاوے م ر قبول کرتا ہے کہ ہنڈوی میںنے لکھی اور آک کو بعوض پانسو روپیہ کے دیدی اور اس ہنڈوی کو آ ہ میرے سامنے لایا ۱۳ مارچ ۱۸۶۸ء کو میںنے اس کا روپیہ دیدیا اور ہنڈوی معہ رسید ظہری ہنڈوی مذکور دستخطی آ ہ پیش کرتا ہوں جج نے بعد تصفیہ امور تنقیح طلب ۲۵ جون ۱۸۷۱ء کو مسمی آ ہ کو مدعاعلیہ گردانا آ ہ بیان کرتا ہے کہ آک نے مجھکو ہنڈوی روپیہ وصول کرنے کے واسطے دی مگر م ر نے روپیہ مجھکو نہیں دیا رسید ظہری ہنڈوی جعلی ہے اور عذر تمادی مانع نالش۔

قرار پایا کہ اقبال مسمی م ر کہ میںنے ہنڈوی باخذ قیمت لکھی بار ثبوت ادائے زر کا اوسکے ذمہ ہے اور اگرچہ قبضہ م ر کا بسبب ہنڈوی اوسکے پاس ہونے کے اوسکے مفید مطلب ہے تاہم بھی بار ثبوت ادائے زر کا اوسکے ذمہ ہے کیونکہ ہنڈوی پر قبضہ ہونے سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ روپیہ بھی ادا کیا گیا۔

قرار پایا کہ زیر دفعہ ۲۲ ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء قانون تمادی پیش کردہ مسمی آ ہ ضمن ۲ دفعہ ۹۰ پیش ہونا چاہیے اور اسی واسطے اگر م ر کا آ ہ کو روپیہ دیا جانا تین سال کے اندر قبل ۲۵ جون ۱۸۷۱ء ثابت ہو جس روز آ ہ فریق مقدمہ گردانا گیا تو مقدمہ بنام آ ہ زائد المیعاد ہوگا۔

دیال جی راج بنام کھاٹو لاجو (بمبئی ہائی کورٹ رپورٹ نمبر ۲ صفحہ ۹۷) اور جینا سامی اینگر بنام گوپال جری

(مدراس ہائی کورٹ رپورٹ نمبر ۷ صفحہ ۲۵۲) سے انحراف کیا گیا۔

سوال۔ آیا وہ مقدمات جو از روی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء قبل نفاذ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء زائد المیعاد ہوچکے ہوں اب بسبب ترمیم قانون تمادی رجوع ہوسکتے ہیں یا نہیں۔

خاص اپیل بنا راضی فیصلہ اسسٹنٹ جج رتن گڈھی جسکے روسے فیصلہ جج ماتحت مقام مذکورہ بالا منسوخ ہوا۔

عبد الکریم نے یہہ مقدمہ بنام مانجی ہنسراج نمبر ۱۔ اور محمد راسی نمبر ۲۔ دائر کیا اور بیان کیا کہ یکم اپریل سنہ ۱۸۷۰ء کو مینے ایک ہنڈوی تعدادی پانسو روپیہ مدعا علیہ نمبر ۲ سے بعد ادا ے روپیہ حاصل کی اور ۲۷ مارچ سنہ ۱۸۷۱ء کو مانجی مدعا علیہ نمبر ۱ نے یہہ ہنڈوی مجہسے خریدی اور وعدہ کیا کہ مبلغ صہ٥ معہ منافع ادا کرونگا مانجی نے یہی ہنڈی میرے بھائی ابراہیم کو اس مطلب کے لیے دی کہ اسکا روپیہ محمد مدعا علیہ نمبر ۲ سے بمقام کاروار وصول کر و اور ابراہیم نے مدعی کو اطلاع دی کہ ہنڈوی تلف ہوگئی اب مدعی نے صہ٥ کا دعوی معہ منافع دائر کیا عرضی دعوی ۲۔ اگست سنہ ۱۸۷۲ء کو داخل ہوا مانجی نے انکار کیا کہ یہہ ہنڈوی مدعی سے مینے نہیں خریدی اور کہا کہ مدعی نے یہہ ہنڈی ابراہیم کو روپیہ وصول کرنے کی نیت سے دی محمد مدعا علیہ نمبر ۲ نے جواب دیا کہ مینے یہہ ہنڈوی مدعی کو بعد وصولیت زر لکھدی یہی ہنڈوی ابراہیم میرے سامنے لایا اور مینے روپیہ معہ سود ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۷۱ء کو ادا کر دیا ہنڈوی میرے پاس موجود ہے اور ابراہیم کی رسید ہنڈوی کی پشت پر ثبت ہے بعد تصفیہ امور تنقیح طلب جج ماتحت نے ابراہیم کو زیر دفعہ ۷۳ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء ۲۵ جون سنہ ۱۸۷۴ء کو مدعا علیہ گردانا اس پر نہ ابراہیم نہ دیگر مدعا علیہان نے اعتراض کیا مدعا علیہ جدید نے جواب دیا کہ مدعی نے مجھکو ہنڈوی دی اور کہا کہ اسکا روپیہ مجھکو لا دو محمد مدعا علیہ نمبر ۲ نے روپیہ ہنڈوی کا مجھے نہیں دیا رسید ظہری فقط جعلی ہے اور عذر تمادی بھی پیش کرتا ہوں جج ماتحت نے امور تنقیح طلب میں کی ترمیم کی اور یہہ امر قائم ہوا کہ آیا عذر تمادی بنام ابراہیم نمبر ۳ عائد ہوسکتا ہے یا نہیں بعد ادا ے

شہادت یہ رہے اقرار پائی کہ مانجی اور ابراہیم یعنی اول اور سوم مدعا علیہمان کو روپیہ ہنڈوی ادا کرنا چاہیے اور ابراہیم عذر تمادی پیش نہیں کر سکتا جج ماتحت نے ڈگری بحق مدعی تعدادی مبلغ [illegible] صادر کی مگر دعوی بابت منافع اور سود خارج کیا اس فیصلہ کا مدعی اور مدعا علیہ نمبر اول و سوم نے اپیل کیا اسسٹنٹ جج نے مقدمہ عدالت اولی میں بنظر مزید تحقیقات بھیجا کہ آیا مانجی مدعا علیہ نمبر اول نے ہنڈوی کا روپیہ معرفت ابراہیم مدعا علیہ نمبر سوم حاصل کیا ہے یا نہیں عدالت ابتدائی نے بعد دریافت لکھ بھیجا کہ مانجی مدعا علیہ نمبر ایک نے معرفت ابراہیم مدعا علیہ نمبر ۳ روپیہ حاصل نہیں کیا اور عدالت نے اپنی رائے ظاہر کی کہ محمد مدعا علیہ نمبر ۲ نے ناجائز طور پر ابراہیم سے ہنڈوی لے لی اور رسید دستخطی ابراہیم مدعا علیہ نمبر ۳ ہنڈوی کی پشت پر اصلی نہیں ہے جب کیفیت اسسٹنٹ جج کی عدالت میں پہنچی تو اس عدالت نے یہ رائے قائم کی کہ مدعی نے ہنڈوی مانجی مدعا علیہ نمبر ایک کو اس حال پر نہیں دی تھی کہ مانجی بذات خود ہنڈوی کے روپیہ کا ذمہ دار ہے اور مقدمہ ابراہیم مدعا علیہ نمبر ۳ زیر ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء دفعہ ۲۰ زائد المیعاد ہے اور مدعی محمد مدعا علیہ نمبر ۲ سے کچھ وصول نہیں کر سکتا کیونکہ محمد نے ہنڈوی معہ رسید ظہری پیش کی اور مدعی ثابت نہیں کر سکا کہ محمد مدعا علیہ نمبر ۲ نے ہنڈوی چرا لی یا آنکہ رسید ظہری کا جعل کیا اسسٹنٹ جج نے اس بنا پر ڈگری عدالت ابتدائی کو منسوخ کیا اور مدعی کا دعوی بنام سب مدعا علیہمان خارج کیا جج کی رائے سے معلوم ہوتی ہے کہ مدعا علیہم کی شمولیت مقدمہ ہذا میں ناجائز ہے اور محمد مدعا علیہ نمبر ۲ کا ہنڈوی پر قابض ہونا معہ رسید ظہری کے معاملہ مشکوک معلوم ہوتا ہے۔

خاص اپیل باجلاس لیستھراپ چیف جسٹس اور نانابھائی ہری داس پیش ہوا۔

پنڈورنگ بالی بدرا از جانب اپیلانٹ۔ اسسٹنٹ جج نے غلطی کی کہ بار ثبوت اس بات کا ذمہ مدعی پر رکھا کہ محمد مدعا علیہ نمبر ۲ نے ہنڈوی پر قبضہ بذریعہ سرقہ حاصل کیا اور رسید ظہری جعلی ہے محمد خود مانتا ہے کہ میں نے ہنڈوی مدعی کو بابتہ قیمت لکھ دی اور

جب یہہ ہنڈوی ابراہیم میرے سامنے لایا تو مینے روپیہ دیدیا اور ہنڈی کی پشت پر ابراہیم کی رسید لکھائی جب اوس نے اقبال کیا تو اوسکے ذمہ یہہ امر فرض تھا کہ روپیہ کے ادا ہونے اور روپیہ کی رسید کے نیک نیت ہونے کا ثبوت گذرانے عذرداری مقدمہ ہذا مین ایسا ہی ہے کہ جس کی نسبت بیلی اور گرین جج صاحبان نے صیغہ ابتدائی عدالت ہذا مین بمقدمہ بال جی راج بنام کاشی لالو فیصلہ صادر کیا مدعا علیہم کے شمولیت پر اول اعتراض نہین کیا گیا اور اون مین کوئی نہ کوئی ہنڈوی کے روپیہ کے ادا کرنے کا ذمہ وار ہے اسسٹنٹ جج کو چاہیے تھا کہ دریافت کر لیتا کہ روپیہ کا ادا کرنا کس کا ذمہ ہے۔

شنکر گوند رام۔ ازطرف رسپانڈنٹان نمبر اول وسوم۔

دفعہ ۲۲۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع مین بصراحت لکھا ہے کہ ارجاع مقدمہ بنام ابراہیم مدعا علیہ نمبر ۳۔ ۲۳ جون سنہ ۱۸۷۴ع سے شمار ہونا چاہیے۔

ویسٹراپ صاحب۔ جج ماتحت نے دریافت کیا کہ مدعا علیہ نمبر اول یعنی مانجی نے نہ مدعی سے ہنڈوی لی اور نہ ہنڈوی کی روپیہ وصول کرنے کا ذمہ لیا عدالت ہذا پر پابندی اوس تحقیقات کی لازم ہے اور ڈگری اسسٹنٹ جج متضمن ذمہ داری مدعا علیہ نمبر اول معہ خرچہ منسوخ کرتی ہے۔

مدعا علیہ محمد راسی نے اور نہ دیگر مدعا علیہان نے ہر دو عدالت ماتحت مین اعتراض کیا کہ محمد راسی کو مدعا علیہ بشمولیت مدعا علیہ اول اور نمبر ۳ کے گردانا جاوے بلحاظ واقعات مقدمہ خلاف مدعا علیہ محمد راسی نے اقبال کیا کہ اوس نے پانسو روپیہ مدعی سے لیا اور ہنڈوی لکھی اب بارثبوت ذمہ محمد راسی ہے وہ اپنے آپ کو اس ذمہ داری سے سبکدوش کرے محمد راسی نے ارادہ کیا اور جواب مین یہہ لکھوایا کہ مینے روپیہ مدعا علیہ نمبر ۳ یعنی ابراہیم ہنسراج کو دیدیا اس جواب سے محمد راسی کے ذمہ ثبوت اس امر کا ہے کہ اوس نے واقعی روپیہ ابراہیم ہنسراج کو دیا یا نہین اس کا بارثبوت مدعی پر نہین ڈالا جا سکتا اور رہی واسطے رسید کے اصلی

ہونا کا ثبوت ذمہ مدعا علیہ نمبر ۲ ہے جو رسید پر بھروسہ کرتا ہے مگر اسسٹنٹ جج
نے بار ثبوت ذمہ مدعی ڈال دیا اور اوس سے ثبوت طلب کیا کہ رسید ظہری ہنڈوی
جعلی ہے اور مدعا علیہ نمبر ۲ نے سرقہ سے ہنڈوی پر قبضہ کیا مدعا علیہ نمبر ۲ کا ہنڈوی
پر قابض ہونا مفید مطلب اوسی کے ہے مگر اس سے روپیہ کا ادا ہونا ثبوت نہیں ہوتا
اور نہ وہ بار ثبوت سے سبکدوش ہے کہ اوس نے ہنڈوی کا روپیہ مدعا علیہ نمبر ۳ کو
دیا اسی واسطے ڈگری اسسٹنٹ جج لہجس قدر اوس کا تعلق ساتھ مدعا علیہ نمبر
۲ کے ہے منسوخ کی جاتی ہے اور مقدمہ برائے تحقیقات ثانی امور مدعی و واقعات واپس
بھیجا جاتا ہے تصفیہ اخراجات مابین مدعی و مدعا علیہ نمبر ۲ نتیجہ مقدمہ پر منحصر ہے۔

اگر مدعا علیہ نمبر ۲ اس بات کا ثبوت نہ دے سکے کہ ہنڈوی کا روپیہ اوس نے مدعا علیہ
نمبر ۳ کو دیا تو مقدمہ بنام مدعا علیہ نمبر ۳ ناقابل سماعت ہوگا اور ڈگری اوسکے حق میں
ہوگی اور اخراجات مدعی سے دلائے جاینگے لیکن اس ڈگری اور خرچہ کا روپیہ مدعی
مدعا علیہ نمبر ۲ سے وصول کریگا قطع نظر مدعا علیہ نمبر ۲ اگر ثبوت کو پہنچاوے کہ اوس
نے ہنڈوی کا روپیہ مدعا علیہ نمبر ۳ کو دیا تو عدالت مجوز تحقیقات ثانی کے لیے ضرور
ہوگا کہ دریافت کرے کہ کب وہ روپیہ دیا گیا اگر یہہ روپیہ تین سال کے اندر قبل ۲۵ جون
۱۸۷۰ع کو ادا ہوا جب مدعا علیہ نمبر ۳ فریق مقدمہ گردانا گیا جس سے مقدمہ کا رجوع
بنام مدعا علیہ نمبر (۱) و (۲) دوسری اگست ۱۸۷۲ع کو ہوا تو ہماری راے میں مقدمہ
بنام مدعا علیہ نمبر ۳ زائد المیعاد سمجھنا چاہیے اور قانون تمادی ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ع ضمیمہ
۲ دفعہ ۶۰ اوسکے متعلق ہوگا۔

خلاف اس راے کے دیال جیراج بنام کاٹھولدہا نمبر ایک کا مقدمہ پیش کیا گیا
یہہ مقدمہ بنام کاٹھولدہا قبل از یکم اپریل ۱۸۷۳ع و نفاذ ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ع رجوع ہوا
اسکے بعد اور مدعا علیہ فریق مقدمہ گردانے گئے اور عدالت اپیل کی راے اوس مقدمہ

مین ہوئی کہ ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ع دفعہ ایک فقرہ ۱۲-۱ اونکے متعلق ہے اور نہ ایکٹ ۹
۱۸۷۱ع سر چارلس سارجنٹ کے اوس مقدمہ مین یہہ راے تھی کہ قانون تمادی ایکٹ
۹ ۱۸۷۱ع اور نہ ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ع ایسے مدعا علیہم سے متعلق ہے جو بعد مین شامل
کیے گئے تھے بعد مشورہ ملول و کیمبل جسٹس صاحبان ہم صاحب موصوف سے متفق الراے
ہین اوس مقدمہ مین عدالت اپیل نے الفاظ ارجاع اور شروع شدگی دفعہ ۲۲
ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ع مین فرق نکالا ہماری راے مین ان ہر دو الفاظ مین کوئی ایسا فرق
نہین کہ جس پر ایک دلیل قائم کی جائے دفعہ اول فقرہ الف اور دفعہ ۴ ایکٹ مذکور کے
پڑھنے سے ہماری راے مین جب مقدمہ بنام الف قبل از یکم اپریل ۱۸۷۳ع دائر ہوا
اور بعد ازان ب کو مدعا علیہ گردانا گیا تو مقدمہ کا ارجاع بنام ب بعد تاریخ مذکورہ
بالا کے سمجھنا چاہیے اور اوسی واسطے زیر دفعہ ۴ وہ میعاد تمادی متعلق بمقدمہ ہذا متصور
ہونی چاہیے جسکا ذکر ضمن ۲ ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ع دفعہ ۶۰ مین آیا یعنے ۳ سال پیشتر اس
امر کے کہ ب فریق مقدمہ گردانا گیا ہماری راے مین یہہ نقص صرف مدعی کی اپنی غفلت
سے پیدا ہوا کہ اوس نے مقدمہ مین اول دفعہ تمام مناسب اشخاص کو مدعا علیہ نہین
گردانا ایسے دلائل گو قانوناً مستحکم سمجھے جاتے ہین مگر انکا عملدرآمد صرف مقدمات
مشتبہ مین ہو سکتا ہے اور نہ ایسے مقدمہ مین کہ جہان قانون کے الفاظ صریح ہون
علاوہ بران بشمولیت اپنے عالم بھائیون کے ہماری یہہ راے ہے کہ اگر دفعہ ۲۲ ایکٹ
۹ ۱۸۷۱ع کا نفاذ ہی نہوتا تاہم مدعا علیہ نمبر ۲ سے متعلق دفعہ ۶۰ ضمن ۲ ایکٹ
۹ ۱۸۷۱ع ہوتا کیونکہ فیصلجات جنکی بنا ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ع پر قائم ہے کلکتہ اور احاطہ
بمبئی مین انھین معنون مین صادر ہوئی ہین تو مقدمہ جدید مدعا علیہ کے نام اوس
وقت سے دائر سمجھنا چاہیے کہ جب وہ فریق گردانا گیا اور دفعہ ۱۰۴ ایکٹ
۹ ۱۸۷۱ع کا یہہ نتیجہ ہے جو ضمن ۲ ایکٹ مذکور مین درج ہے گویا ایسے مدعا علیہ کو فریق

مقدمہ بعد یکم اپریل ۱۸۷۳ء سمجھنا چاہیے۔

مقدمہ چناسامی آہنگر بنام گوپال چری بعد یکم اپریل ۱۸۷۳ء بربنائے ایک نوٹ مصدقہ زیر ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء دائر ہوا مگر یہہ مقدمہ یکم اپریل ۱۸۷۳ء یعنے تاریخ نفاذ ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء کو زائدالمیعاد نہ تھا اور اس مقدمہ مین میعاد بموجب ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء تاریخ تحریر نوٹ سے لی گئی تھی اور نہ وہ میعاد جسکا ذکر ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء ضمن ۱۲ دفعہ ۲۷ مین آیا ہے یعنے تاریخ طلب کرنے سے ہمنے بمقدمہ رام چندر بنام سومستفسرہ عدالت خفیفہ احمدآباد مین مفصل راے اور دلائل بیان کئے ہین جو اصل باعث ہمارے خلاف راے ہونے کا ہے۔

مدراس کے مقدمہ مین بیان کیا گیا تھا کہ ایکٹ جدید تمادی ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء سے فقط تقرر زمانہ تمادی مین مختلف ہے اور مقدمہ کو ایسا سمجھنا چاہیے کہ گویا شروع ہوا سواے استحقاقی قبضون کے ان ہر دو ایکٹون مین کچھ فرق نہین قرضخواہ کا طلب کرنا کچھ معنی نہین رکھتا ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء رائج الوقت قانون تھا جب ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء قانون تمادی جدید جاری ہوا اگر قانون جدید مین طلب کرنے کے ذریعہ سے میعاد کو بڑھایا تو یہہ اور بات ہے مگر اس مین صرف میعاد کا شمار بدلا گیا ہے اور اس مقدمہ مین قانون نے میعاد مقرر کی اور مقدمہ زائدالمیعاد ہوچکا ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء مین بل نوٹ یا دیگر دادوستد کی نسبت استثنا نہین کی گئی فقط استثنا نسبت ایسے مقدمات کے ہے جو پہلے اپریل ۱۸۷۳ء سے اول دائر ہوچکے ہون علاوہ ازین دو اور استثنا ہین جو مقدمہ ہذا سے متعلق نہین اور دفعہ ۴ مین بصراحت لکھا ہے کہ بپابندی مضامین دفعات ۵ لغایت ۲۶ جو مقدمہ بعد زمانہ مقررہ کے دائر ہو وہ خارج کیا جائیگا گو عذر تمادی پیش نہین کیا گیا اور موقعہ پر اطلاع دینے کے لیے اگرچہ قانون جدید تمادی پر منظوری گورنر جنرل کی ۲۴ مارچ ۱۸۷۱ء کو ہوئی اور عملدرآمد یکم جولائی ۱۸۷۱ء

کو ہوا تاہم تاثیر اسکی نسبت مقدمات وغیرہ یکم اپریل ۱۸۷۳ء تک ملتوی کی گئی ایسے لتوا
قانون جدید سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ اسکی تاثیر اون مقدمات پر ہوگی جو اسدن
سے پہلے پیدا ہوئے دیکھو مقدمہ ٹولر بنام چارٹرٹن اور سرکار بنام لیٹس اور براڈفورڈ
ریلوے کمپنی وکارنل بنام ہٹسن وپارڈو بنام بنگھام مقدمہ نفصلہ مدراس مین بلاریب
تاثیر ترمیم قانون مفید مطلب قرضخواہ تھے مگر مقدمہ ہذا مین بخیال راے عدالت ہذا
نسبت معنوی معاہدات جنکا خاص ذکر ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء مین نہین آیا ترمیم قانونی
غیر مفید مطلب قرضخواہ ہے دیکھو مقدمات امرچند حکم چند بنام شاہ بلاقیداس لعل چند
وناروکمیش وتر بنام محمد خان اور جیٹھا جی دیپی بنام شب شنکر بہاشنکر مقدمہ ہذا مین
قرضخواہ کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ اوس نے مدعا علیہ نمبر ۳ سے ایک معنوی معاہدہ پر
داد وستد کی جس کا خاص ذکر ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء مین نہین اسی واسطے فقرہ ۱۶ دفعہ ایک
ایکٹ مذکور عائد ہونا چاہیے مگر ایکٹ جدید کے رو سے صرف ۳ سال کی میعاد ہے اور ایکٹ
عتیق کے رو سے چھ سال۔

مقدمہ چناسامی آہنگر بنام گوپال چاریا مین میعاد تمادی از روی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء
مقرر ہونی چاہیے جو قبل یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ء منقضی نہو جائے قانون تمادی جدید نے مدعا علیہ کو
اس حق سے محروم نہین کیا کہ وہ دعوی زائد المیعاد ہونے کا عذر پیش نکرے اسی واسطے
یہ مقدمہ ہر سہ مقدمہ محولہ سے مختلف ہے اور وہ مقدمات یہ ہین ونکاتاچلاڈالی بنام
شاشاگری را اور بالاکتالا بنام پیڈا اور ونکاٹارمنیر بنام منچی رڈی ان سب مین مدعی
کا دعوی از روی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء قبل یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ء زائد المیعاد تھا مگر مقدمہ مدراس
مین جسکا ذکر ہمنے پہلے کیا ہے یعنی چناسامی آہنگر بنام گوپال چاریا مین نہ صرف دعوی
از روی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ء کو زائد المیعاد ہو چکا تھا بلکہ اوسوقت ایکٹ ۹
سنہ ۱۸۷۱ء نے قانون عتیق کو منسوخ کر دیا تھا واقعی یہہ صحیح ہے کہ جب میعاد از روے قانون

تمادی شروع ہو جاوے تو یہہ بند نہیں ہو سکتے مگر یہہ امر اسبات پر منحصر ہے کہ وہ قانون
جسکے روسے میعاد شروع ہوتی ہے وہ قابل عملدرآمد ہے اگر اثر قانونی دوسری بیچ
قانون سے دور ہو جاوے تو میعاد کو خلاف قرضخواہ کوئی نہیں روک سکتا جبتک
کہ واضعان قانون قانون تحقیق کو دوبارہ جاری کریں یا کوئی قاعدہ جدید دربابِ میعاد
قائم کریں یہہ آخری ذریعہ ہماری رای میں متعلق ایسے مقدمات کے نہیں ہے جیسا مقدمہ
چنا سامی آچنکر بنام گوپال چاریہ ہے دیکھو دفعہ ۶ ضمن ۲ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء جیسے اس
مقدمہ کی نسبت اس قدر بیان کیا ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ اصول اسکے یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء متعلق ایسے مقدمات کے نہیں جو کو بعد یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ء رجوع
ہوں اگر بنا دعوی قبل اوس تاریخ کے پیدا ہوا ہے اور اگر ہم اوس اصول سے اتفاق
ظاہر کرتے تو مقدمہ ہذا میں ہم کو یہہ راے دینی پڑتی کہ اگر مدعا علیہ نمبر ۲ نے مجرائی
شدہ روپیہ تین برس کے اندر قبل ۲۵ جون سنہ ۱۸۷۲ء مدعا علیہ نمبر ۳ کو دیا ہے تو یہہ مقدمہ
بحق مدعی زائد المیعاد سمجھا جاتا جبکہ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء کا عملدرآمد یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ء سے ہے
تو اسکا اطلاق ایسے مقدمات پر ہو سکتا ہے جو پیشتر زائد المیعاد ہو چکے ہوں اسواسطے
ہم کہتے ہیں کہ جبتک یہہ ثابت ہو کہ مدعا علیہ نمبر ۲ نے مدعا علیہ نمبر ۳ کو تین سال کے اندر
قبل تاریخ ۲۵ جون سنہ ۱۸۷۲ء روپیہ ادا کیا ہو مقدمہ بنام مدعا علیہ نمبر ۳ زائد المیعاد ہے اگر
عدالت مجوز تحقیقات ثانی کی یہہ راے قرار پائی کہ روپیہ مدعا علیہ نمبر ۳ کو ۳ سال کے
اندر دیا گیا ہے تو تب عدالت بلحاظ حالات مقدمہ نسبت اخراجات مقدمہ ایسا
حکم دے گی جو اوسکو معلوم ہوگا۔

بمقدمہ سیتارام واس دیو بنام طهندے راو بالکرشن عدالت ہذا نے یہہ راے
قائم کی کہ جو مقدمہ بعد یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ء بابت حصہ جائداد غیر منقولہ دائر ہوا وہ زائد
المیعاد تھا کیونکہ مدعا علیہ کا قبضہ ارجاع نالش ۳۰ سال سے زیادہ عرصہ سے ہے

اور صحیح یہی اسکا اپریل ۱۸۷۳ء سے پہلے کا ہے اور ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء کے ضمن ۴ کے دفعہ ۲۹ عائد نہین ہوتی دلائل یہہ بیان کی گئی تھین کہ قبل نفاذ ایکٹ تمادی مدعا علیہ نے ازروی ریگولیشن ۵ ۱۸۲۷ء دفعہ ۱ فقرہ ۵ قبضہ استحقاقی جائداد پر حاصل کر لیا ہے اور واضعان قانون نے ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء مین بصراحت یا معنوی طور پر ایسا ظاہر نہین کیا کہ ایسا حق زائل کیا جاوے اگرچہ ریگولیشن مذکور منسوخ ہو گیا۔

آیا مقدمات درباب جائداد منقولہ یا غیر منقولہ جو از روے ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء قبل نفاذ ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء زائد المیعاد ہو چکے ہون بسبب ترمیم میعاد از روی قانون جدید تمادی دائر ہو سکتے ہین یا نہین یہہ ایک امر ایسا ہے کہ جسپر آجتک ہمکو فیصلہ دینے کا موقع نہین ملا اور نہ اس امر مین ہم اسوقت راے دیتے ہین تین مقدمات منفصلہ مدراس ہائی کورٹ جنکا حوالہ جیسے دیا دیا گیا ہے خلاف سماعت ایسے مقدمہ کے ہین۔

نوٹ مقدمہ اچھندا بنام سوباجی عدالت خفیفہ احمد نگر نے زیر دفعہ ایکٹ ۱۱ ۱۸۶۵ء دفعہ ۲۲ استصوابًا ہائی کورٹ مین معہ کیفیت ذیل بھیجا۔ تمسک جسپر اس مقدمہ کی بنا ہے ۳۱ جولائی ۱۸۶۸ء کو لکھا گیا اور اس مین شرط ہے کہ روپیہ عند الطلب دیا جائیگا مقدمہ ۲۵ جنوری ۱۸۷۵ء کو دائر ہوا منفصلہ ذیل مقدمات مشابہ ہین۔ حسین نسا بیگم بنام مانکجی کرسٹجی اور عمیل مل بنام ہنومان میری رای مین میعاد تمادی تاریخ تحریر تمسک سے شروع ہوئی اور چونکہ تمسک قبل نفاذ ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء لکھا گیا دفعہ ۵ ضمن ۲ اس مقدمہ سے متعلق نہین ہو سکتی میری راے مین مقدمہ مدعی کا زائد المیعاد ہے کیونکہ یہہ تین سال کے اندر تاریخ تمسک سے دائر نہین ہوا اس راے کے قائم کرنے مین مینے مدراس ہائی کورٹ کے فیصلون کی پیروی کی ہے اور وہ یہہ ہین

ونکاٹا چلا مڈلی بنام شاشا گری راو اور رملا کٹا لا بنام پیڈا انرا پا اور ونکلٹا رمنیر بنام منیچی روی اور رچنا سامی آہنگر بنام گوپال چاریا یہہ مقدمات میری راے مین قطعی معلوم ہوتے ہین اس مقدمہ مین مین استفسار نکرتا مگر نقیض فیصلجات بمبئی ہائی کورٹ رپورٹ کی جلد ۱ صفحہ ۱۸۷ مین موجود ہے جس سے معاملہ مین شک باقی رہتا ہے اسی واسطے مین براد حصول راے ہائی کورٹ سوال ذیل بھیجتا ہون (آیا جس تمسک مین لفظ عندالطلب لکہا ہوا ہو اور وہ قبل نفاذ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء لکہا جاچکا ہوا ور بعد گذرنے تین سال کے مجوزے دائر کیا ہو تو وہ زائد المیعاد ہے یا نہین) -

یہہ استفسار باجلاس ویستھراپ چیف جسٹس اور ننا نا بہائی ہریداس جج پیش ہوا۔ و مفصلہ ذیل فیصلہ عدالت ہے -

جج عدالت خفیفہ احمد انگر راے عدالت ہذا اسبارہ مین چاہتے ہین کہ آیا وہ مقدمہ جو ۲۵ جنوری کو دائر ہوا اور بنا اسکی تمسک ہے چونکہ یہہ نہین معلوم ہوتا کہ یہہ تمسک انگریزی طور کا ہے جسکو انگریزی قانون کی اصطلاح مین ہمسری بولتے ہین اور جسکی میعاد زیادہ ہوتی ہے اسی واسطے ایسے پر امیسری نوٹ مورخہ ۲۱ جولائی سنہ ۱۸۷۰ء اور جس مین الفاظ عندالطلب لکہے ہین اسپر اطلاق ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء یا ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء ہونا چاہیے خاص بات قابل غور اس مین یہہ ہے کہ جو میعاد از روی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء تاریخ نوٹ سے شروع ہوئی وہ یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ء کو ختم نہین ہوتی جو تاریخ نفاذ ہے اور اسی تاریخ سے ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء منسوخ ہوا -

عالم جج نے نمبر ۱۰ اس ہائی کورٹ رپورٹ صفحات ۲۸۳ و ۳۸۸ و ۲۹۸ کا حوالہ دیا ہے مگر یہہ ہر سہ مقدمات متعلق نہین کیونکہ تینون مین مقدمہ قبل از یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ء از روی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء زائد المیعاد ہوچکا تہا اور اوسوقت ایکٹ سنہ ۱۸۷۱ء حصہ اول اور سوم کا نفاذ ہوا مدعا علیہ اون مقدمات مین از روی ایکٹ

۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء مستحق تھے کہ اون دعووں کو زائد المیعاد کہین اور اگر عدالت کی یہہ راے
قرار پائی کہ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء نے مدعیون کو نئی میعاد عطا کی ہے جس سے تعلق ایکٹ
جدید تمادی کا گذشتہ معاملات سے کیا جاتا جو درست نہین اور اسیواسطے ہائی کورٹ
مدراس نے ایسا نہین کیا جس معاملہ مین وہان بحث تہی وہ مقدمہ ہذا سے متعلق نہین اور
اسی واسطے ہم مقدمہ ہذا اور اون مقدمات کا فرق بیان کرینگے مگر اون مقدمات پر راے
نہین دینگے مقدمہ ... بائی فتح ... سنگہ اون مقدمات کی نقیض نہین کیونکہ اگرچہ تاریخ
کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ استحقاق نالش قبل از نفاذ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء زائد المیعاد
ہوچکا تہا مگر یہہ امر عدالت کے خیال مین اوسوقت نہین آیا اور نہ اس پر فیصلہ دیتے
وقت توجہ کی گئی اور نہ اس مقدمہ مین کوئی وکیل یا پلیڈر کسی طرف سے تہا مقدمہ
چنا ساہی آہنگر بنام گوپال چاریا تعلق ہے لیکن اسکے فیصلے سے ہمارا اتفاق راے نہین جیسا
اوس مقدمہ مین ویسا ہی مقدمہ ہذا مین استحقاق نالش زائد المیعاد نہین ہوگیا جب ایکٹ
۹ سنہ ۱۸۷۱ء یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ء کو نافذ ہوا اور اگر یہہ درست ہے کہ جب ایک مرتبہ زیر قانون تمادی
میعاد گذرنی شروع ہو یہہ نہین رکتی مگر اس قاعدہ کا انحصار اس پر ہے کہ جس قانون کے
روسے میعاد گذرنی شروع ہوتی ہے وہ قابل عملدرآمد ہے اور اگر قبل مقررہ میعاد کے منقضی
ہونے کے قانون ہی منسوخ ہوجاوے تو میعاد کا انقضا ہونا بموجب قانون منسوخ شدہ
کے نہین رہتا اور خاص مقدمات ... اور بل آف ایکسچینج جو عند الطلب ادا ہوتے ہین
ترمیم میعاد ... تنخواہ کے لیے ... ہوئی ہے لیکن بہت سی نظائر ایسی بہی ہین کہ جس مین
اوسکے برعکس مفید بہی ہوتی ہے مثلا بموجب قواعد عدالت ہذا مقدمات بنی بجاہات معنوی جنکا ذکر
ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء مین نہین آیا اون پر اطلاق فقرہ ۱۶ دفعہ ۱ ایکٹ مذکور کا ہوتا ہے جسکے
روسے چہہ برس میعاد ہے مگر بہت سے مقدمات اون مین سے مثلاً روپیہ مفروض کے عوض
دیا جاوے روپیہ بعوض قرض تنخواہ ... لیا جاوے روپیہ جو تصفیہ حساب کے بعد واجب الادا

ہوا نکے واسطے ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع مین ۳ سال کی میعاد ہے اگر دعوی پہلے سے موجود تھا
اور بوقت نفاذ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع یعنی یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ع کو زائد المیعاد نہو گیا ہو تو
وقت چونکہ قانون منسوخ شدہ کے روسے گذرنا شروع ہوگیا تھا ہم نہین سمجھتے
کہ کون قانون ایسے مقدمات کے متعلق کیا جاویگا جو بعد اوس تاریخ کے دائر ہون
اگر ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع متعلق نہ سمجھا جاوے ایکٹ مذکور کو غور سے مطالعہ کرنے سے
ہم یہہ نتیجہ نکالتے ہین کہ وضعان قانون کا یہہ منشا تھا کہ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع ایسے مقدمات
سے متعلق سمجھا جاوے جو بعد اسکے نفاذ ہونے کے دائر ہون اور بناے دعوی جنکا
قبل یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ع پیدا ہوچکا ہو اور جنکی میعاد مقررہ از روے ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع
تاریخ مذکورہ بالا سے پیشتر پوری نہ گذر چکی ہو یہہ استثنا ایکٹ سنہ ۱۸۷۱ع کی دفعہ ایک
فقرہ الف مین نسبت ایسے مقدمات کے درج ہے جو یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ع سے پہلے رجوع
ہوچکے مگر نہ اون مقدمات سے متعلق ہے جو بعد اون دنون کے دائر ہون اور جنکی میعاد
از روے قانون عتیق تمادی گذر نہین چکے دفعہ ۴ مین بصراحت حسب ذیل
لکھا ہے۔

دفعہ ۴۔ بقید رعایت احکام مندرجہ دفعات مین ابتدائی ۵ لغایت ۲۶ کے
ہر نالش اور اپیل و درخواست کے واسطے جو میعاد سماعت کے ضمیمہ دوم ایکٹ ہذا
مین مرقوم ہے اگر وہ اوسکے بعد مرجوع اور پیش اور دائر ہوگی تو خارج کر دیے
جائینگے گو کہ عذر تمادی ایام کا طرف ثانی کے نہ لکھا گیا ہو۔

التواے عمل آمد ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع جسپر منظوری گورنر جنرل کی ۲۴ مارچ سنہ ۱۸۷۱ع
کو حاصل ہوچکی تا یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ع جس التواسے قرضخواہون کو ایک میعاد دو سال
سے زیادہ عرصہ کی عطا ہوئی جس مین وہ مقدمات دائر کر سکتے تھے ایسے امور مین
جو ہماری راے مین اس امر کو ثابت کرتے ہین کہ اسوقت سے بعد کل مقدمات کے متعلق

ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع سمجہا جاوے گا یہہ تاثیر التوائے عملدرآمد قانون کے مقدمہ ٹولر بنام
چیٹرٹن سے بخوبی ثابت ہوتی ہے اور یہہ التوا ابہی بہت کم تہی بہ نسبت اوسکے جو ایکٹ
۹ سنہ ۱۸۷۱ع کی حالت مین عطا ہوئی رپورٹ مقدمہ مذکور سے ثابت ہے کہ عدالت کامن پلیز
نے اون سابقہ فیصلجات پر عملدرآمد کیا جو بالکسچیکر اور لارڈ ٹنٹرڈن چیف جسٹس نے صادر
کیئے اور مقدمہ ٹولر بنام چیٹرٹن پر حال مین مقدمہ ملکہ بنام لیبٹی آف براڈفورڈ ریلوے
کمپنی مین عملدرآمد کیا گیا اگر التوائے ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع کو معاملات گذشتہ سے ملایا جاوے
تو جو مطلب ہم قانون سے نکالتے ہین اوس مین وہ حقوق نہین ہوتے جو اشخاص کو ساتہہ
قوانین کے رو سے قبل نفاذ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع حاصل ہو چکے تہے ہماری راے مین دفعہ
۵۸ یا دفعہ ۲ ضمن ۱ ایکٹ مذکور مقدمہ ہذا سے متعلق ہے ہر دو دفعات مذکورہ بالا
مین لکہا ہے کہ جب روپیہ عند الطلب واجب الادا ہووے تو میعاد تین سال کے اندر اوس
وقت سے شروع ہوگی جب روپیہ طلب کیا جاوے اسی واسطے یہہ مقدمہ قابل سماعت
ہے اگر قبل ارجاع نالش تین سال سے زیادہ عرصہ تک طلب نکیا جاوے